بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلکیات وشرعی ثبوتِ ہلال

دیو بند مکتب کے ۲۹۔۱۴۳۰ھ کے فتاویٰ

(حصّہ اوّل ودوم)

(بشمول بریلوی مکتب مع اوقاتِ نماز فتاویٰ)

(حصّہ سوم، چہارم وپنجم)

مرتّب

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناشر : مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

البشارة من اللّٰه والانتساب

قال اللّٰه تَعَالیٰ :و مَن یُّطِعِ اللّٰه والرّسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰه علیھم من النّبیّٖن والصِّدّ قین والشُّھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً ذٰلک الفضل من اللّٰه (النِّسا ء ٦٩)

اُن مئومنوں کے نام جواپنی نماز، روزے وعبادات اللہ اوراُس کے رسول ﷺ
کے فرمان کے مطابق منصوص عقائد واحکامات کی بنیاد پرشریعت کی حدود
اوراس کے مقرّ رکردہ اوقات میں اداء کرنے کی کوشش کرکے
اللہ تعالیٰ کوراضی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے
اللہ کی طرف سے معافی کا وعدہ ہے

صلّواعلی النبی الامّی ﷺ

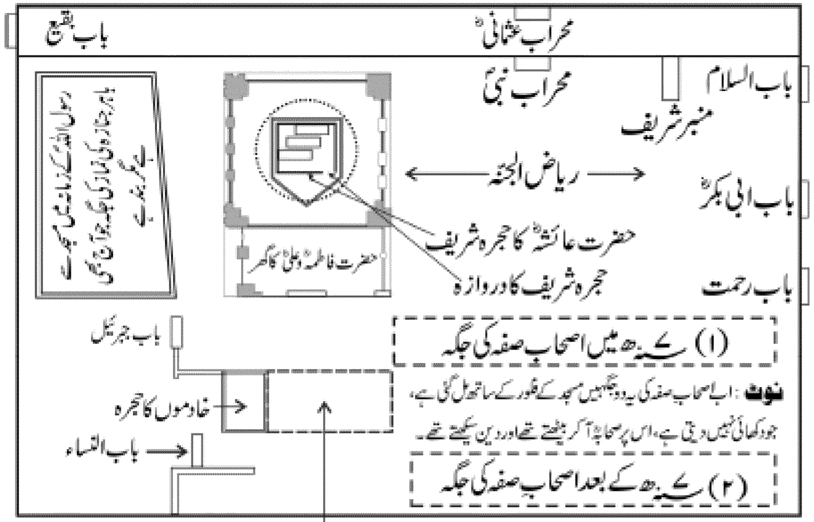

خادموں یا خواجاؤں کا چبوترہ، یہ اصحاب صفہ کا چبوترہ نہیں ہے جو اس وقت ہے، آپ کے بعد یہ چبوترہ اس لئے بنایا گیا تاکہ دور سے معلوم ہوجائے کہ یہاں خادم حرم ہیں ان سے اپنی ضرورت پوری کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسمِ ضمیمہ : فلکیات وشرعی ثبوتِ ہلال فتاویٰ مع نمازاوقات

(دیوبندی مکتب : ثبوتِ ہلال - حصّہ اوّل ودوم)

(بریلوی مکتب : ثبوتِ ہلال ونمازاوقات - حصّہ سوم، چہارم وپنجم)

اشاعت : رجب ۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء ایڈیشن

مؤلّف : مولوی یعقوب احمد مفتاحی

شائع کردہ : مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

حزب العلماء یو کے۔ دارالعلوم بری۔ جمعیۃ العلماء برطانیہ

Email: info@hizbululama.org.uk / www.hizbululama.org.uk

باسمہ سبحنہ وتعالیٰ

فلکیات وشرعی ثبوتِ ہلال فتاویٰ مع نمازاوقات (کل پانچ حصّے)

اہلِ سنت والجماعت دیوبندی مفتیانِ کرام کے وہ ثبوتِ ہلال فتاویٰ جو پہلی مرتبہ شائع ہورہے ہیں

(فہرست حصّہ اوّل)

تعداد نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مقدّمہ	1
۲	صاحبِ شریعت ﷺ واہلِ سنت والجماعت اورفلکیات	5
۳	حزب العلماء یوکے کی طرف سے دیوبندی مفتیانِ کرام سے کیا گیا سوال اوراس کے جوابات	8
۴	فتویٰ (۱) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند	8
۵	فتویٰ (۲) دارالافتاء امارتِ شرعیہ، پھلواری شریف، بہر، پٹنہ، ہند	9
۶	فتویٰ (۳) مظاہرالعلوم سہارنپور، ہند	10
۷	فتویٰ (۴) دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنو ہند	12
۸	فتویٰ (۵) دارالافتاء دارالعلوم بھروچ، کنتھاریہ، ہند	12
۹	فتویٰ (۶) دارالتربیت کرمالی، ہند	18
۱۰	فتویٰ (۷) دارالافتاء جامعہ کھروڈ، بھروچ، ہند	26

۱۱	فتویٰ (۸) دارالعلوم نذیریہ، کاکوسی، ہند	27
تعداد	(فہرست حصّہ دوم)	صفحہ
--	حزب العلماء یو کے کا اہلِ سنت والجماعت کے دیوبندی مفتیانِ کرام سے ایک اَور سوال اور آمدہ جوابات	29
۱۲	دیوبندی مفتیانِ کرام سے کیا گیا سوال	29
۱۳	فتویٰ (۹) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند	31
۱۴	فتویٰ (۱۰) مظاہرالعلوم سہارنپور، ہند	31
۱۵	فتویٰ (۱۱) دارالافتاء امارتِ شرعیہ، پھلواری شریف، بہر، پٹنہ، ہند	32
۱۶	فتویٰ (۱۲) دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت	33
۱۷	فتویٰ (۱۳) جامعہ خیرالمدارس، ملتان	36
۱۸	فتویٰ (۱۴) دارالافتاء جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا، پاکستان	38
۱۹	فتویٰ (۱۵) دارالافتاء والارشاد لاہور، پاکستان	39
۲۰	۵ صفحات کی وہ تحریر جو بطور تمہید دیوبندی مفتیانِ کرام پر سوال کے ساتھ بھیجی گئی	49
	فتویٰ (۱۶) مفتی ابوظفر دیوبندی حفظہ اللہ؛ کیا حالتِ صحو میں جمِ غفیر کے اجتہاد پر نیومون تھیوری کو قیاس کرنا شرعاً صحیح ہے؟ کتاب کے اخیر میں ملاحظہ فرمائینگے	
	(فہرست حصّہ سوم)	56
	بریلوی مکتب مفتیانِ کرام کے ثبوتِ ہلال فتاویٰ	56

۲۱	مقدّمہ	56
تعداد	فاضلِ بریلی مولانا احمد رضا خان کے فتاویٰ	صفحہ
۲۲	فتویٰ (۱) وہ امور جن کا ہلال کی تحقیق میں کچھ اعتبار نہیں	57
۲۳	فتویٰ (۲) نہ کسی کا حساب سنیں، نہ تحریر مانیں، نہ قرائن دیکھیں، نہ اندازاً جانیں	58
۲۴	فتویٰ (۳) ہم کہتے ہیں حساب بھی کسی معاملہ میں قطعی نہیں	59
۲۵	فتویٰ (۴) اخیر مہینہ میں چاند دو ایک رات ضرور بیٹھتا ہے! شرعاً غیر معتبر	60
۲۶	فتویٰ (۵) انتیسویں کی صبح کو چاند نظر نہیں آ سکتا! شرعاً غیر معتبر	61
۲۷	فتویٰ (۶) ''عشاء کے وقت سے پہلے چاند نہیں ڈوبتا''، یہ بھی قابل لحاظ نہیں	61
۲۸	فتویٰ (۷) چودھویں کے چاند کا سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا ضروری نہیں	62
۲۹	فتویٰ (۸) رمضان کی چوتھی جس روز ہو اسی روز پہلی رمضان ہوگی! شرعاً غیر معتبر	63
۳۰	فتویٰ (۹) رمضان کی پہلی جس روز ہو اسی روز ذی الحج کی دسویں ہو! شرعاً غیر معتبر	63
۳۱	فتویٰ (۱۰) چار ماہ سے زیادہ ۲۹ دن کے مہینے نہیں ہوتے یہ بھی شرعاً غیر معتبر	63
۳۲	فتویٰ (۱۱) عرفی یقین کا شرعا اعتبار نہیں	63
۳۳	فتویٰ (۱۲) ''ایک سال میں عید کے دو ماہ جمع نہیں ہوتے'' اس کی حقیقت	64
	دیوبندی اور بریلوی اعلیٰ حضرات کے سرزمینِ حرمین سعودیہ کے ثبوتِ ہلال پر وجوبِ عمل کا خاص فتاویٰ	65
۳۴	فتویٰ (۱۳) اعلیٰ حضرت فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب	65

تعداد		صفحہ
۳۵	فتویٰ اعلیٰ حضرت دیوبندی فاضل مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب (مفتی ابوظفر صاحب کا ایک اہم فتویٰ کتاب کے اخیر میں دیکھیں)	66
۳۶	حقیقت! جو کسی سے پوشیدہ نہیں	67
۳۷	(فہرست حصّہ چہارم) حزب العلماء یو کے کی طرف سے بریلوی مکتب دارالافتاء کو روانہ کردہ استفتاء (اور اس کے جوابات)	69
۳۸	فتویٰ (۱۴) رضوی دارالافتاء محلّہ سوداگران بریلی شریف	71
۳۹	فتویٰ (۱۵) جامعہ اشرفیہ۔ ضلع فیض آباد	72
۴۰	فتویٰ (۱۶) جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ	73
۴۱	فتویٰ (۱۷) دارالعلوم معین الاسلام تھام	75
۴۲	فتویٰ (۱۸) دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد	76
۴۳	فتویٰ (۱۹) جامعہ گلزار حبیب، سولجر بازار کراچی 2	77
۴۴	فتویٰ (۲۰) دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ	78
	مختلف بریلوی مکتب مفتیان کرام کے دیگر فتاویٰ	79
۴۵	فتویٰ (۲۱) مولانا مفتی سعید احمد بندیالوی	79
۴۶	فتویٰ (۲۲) مولانا محمد امجد علی رضوی صاحب	80
۴۷	فتویٰ (۲۳) مولانا مفتی محمد شفیع الہاشمی اتحاد العلماء برطانیہ	80

۴۸	فتویٰ (۲۴) مولانا مفتی محمد سعید صاحب مرکزی سنی جماعت برطانیہ	81
۴۹	فتویٰ (۲۵) مفتی عبدالرسول منصور الازہری، امام پیرزادہ سردار احمد قادری	82
	(فہرست حصّہ پنجم) اوقاتِ نماز اور بریلوی مفتیانِ کرام کے فتاویٰ	
۵۰	مقدمہ	84
۵۱	فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان بریلوی؛ نمازوں کے اوقات میں ان کے اصل مشاہدات ہیں یا فلکیاتی ڈگریاں؟	88
۵۲	فتویٰ (۲۶) مشاہدہ مجرّد کسی حساب یا قانونِ عقلی سے مدرک ہواس کا حکم	88
۵۳	فتویٰ (۲۷) اللہ نے چاند کا مدار رویئت پر رکھا ہے، آج تک کوئی قاعدہ منضبط نہ ہوسکا	90
۵۴	فتویٰ (۲۸) رِفریکشن اور سیّارات ونجومی طلوع وغروب'' کی شرعی حیثیت کا انکار	91
۵۵	فتویٰ (۲۹) خلاصہ بحث؛ تین باتیں	92
۵۶	سعودی عربیہ کی مجلسِ قضاءِ اعلیٰ کے فیصلہ کے ضمن میں تحریر	93
۵۷	سعودی عربیہ کی نئی ہائی کورٹ کا شرعی فیصلہ وثبوتِ ہلال رِکارڈ	96
۵۸	حالتِ صحو، جمِ غفیر اور امکانِ کذب! ایک خاص بحث	96
۵۹	ایک خاص استفتاء وفتویٰ	98
۶۰	(فتویٰ) مفتی ابوظفر دیوبندی حفظہ اللہ	99
۶۱	(۳ فتاویٰ) مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ومفتی رشید احمد لدھیانوی	102

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

قال اللہ تعالیٰ : ما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا (الحشر)

رسول نے جو کچھ تمہیں پیش کیا اس پر عمل کرو اور جس سے روکا اسے نہ کرو

وقال النبی ﷺ: لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب لا تبعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاری؟ قال فمن ؟ (رواہ مسلم) **وقال ایضاً ﷺ**: لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین حتی یأتی أمر اللہ وھم ظاھرون (بخاری، مسلم)

وقال اللہ تعالیٰ : انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر)

ترجمہ: بےشک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں

بعد حمد صلوٰۃ وسلام؛ آجکل مسلمانوں میں فلکیاتی تھیوری کے نیومون حسابات کو شہادتوں کی تصدیق میں ''معاونت'' کے سہانے نام سے مشروط کروانے کی بحثیں چھیڑھی گئی ہیں جسے اہل کتاب خصوصاً یہود کی طرف سے ۶۱۲ء میں اسلام کی ابتداء سے دوسوچوّن سال ماقبل سن ۳۵۸ء میں اختیار کرلیا گیا تھا جس کی تردید خاتمۃ النبوت ﷺ نے نصِ متلو یسئلونک عن الاھلہ (۲۔۱۸۹) کے ذریعہ اور نصِ غیر متلو انا امۃ امیۃ (بخاری، مسلم، ابوداؤد نسائی عن ابن عمر) سے بیان فرمادی تھی حتیٰ کہ نہ صرف آپ ﷺ بلکہ صحابہ وخلفائے راشدین اور صحابہ کرام تک نے اپنے قول وعمل کو امت کے لئے نمونہ بنایا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو یہودِ مدینہ سے اسے سیکھنے کیلئے نہ تو کوئی ترغیب دی اور نہ ہی اس کا حکم فرمایا بلکہ اس یہودی طریقہ سے کلیۃً اعراض کرتے ہوئے زندگی بھر چاند کی رویت کے ایک یا دو (اور دور سے وارد انجانے و مستتر تک) اشخاص کی گواہیوں کو قبول کرنے کے ٹیسٹ کیلئے کبھی بھی یہودی فلکی حساب دانوں سے رجوع نہ فرمایا حتیٰ کہ صحابہ وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے فلسفیانہ تحقیقات وعلومِ فلکیات کے مشہورِ زمانہ گہوارے مصروشام وایران پر قابو بھی پالیا اس کے باوجود فلکی حساب داں اور اس کی کتب کو منہ تک نہ لگایا بلکہ ایسی مخطوطات دریابُرد کروادیا!

تاریخ گواہ ہے کہ دوسری صدی ہجری میں عباسی حکمرانوں نے یونانی ودیگر کتب کے عربی میں تراجم

کروانے کے بعد فلکیات میں اس کے منہمک ہونے سے لیکر اب تک یہ بحثیں جاری ہیں، اس درمیان فقہاء کی بھاری اکثریت نے فلکیاتی مفروضہ حسابات کے نیومون کو نئے چاند کی رویت میں ''شرعی حد'' تسلیم نہ کرتے ہوئے اس کے بجائے نصوص والے نبوی طریقہ ہی کو مضبوطی سے تھامے رکھا مگر ہمارے زمانہ میں انسان کے چاند پر قدم رنجہ ہونے پر جدید تعلیم یافتوں اور بعض خواص اب دینِ اسلام کے نبوی طریقہ میں تاویلات کر کے ''فلکیاتی تھیوری کے مفروضہ نیومون اور اس پر مبنی امکانِ رویت قواعد'' کو اسلامی نئے چاند کی رویت کے دینی اصول میں دخیل بنانے پر مصر ہیں، حالانکہ اس حساب کے خلاف بارہا عوام وخواص تک کی گواہیاں بھی سامنے آتی رہیں بلکہ جن غیر مسلم ماہرینِ فلک کو یہ اپنا مقتدی سمجھتے ہیں وہ بھی اپنے نظریات میں تحقیقِ جدید پر تبدیلی کا اقرار کررہے ہیں۔

یہ بات بھی اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ اسلام میں ثبوتِ ہلال کیلئے واضح طریقہ ونصوص موجود ہیں اور ایسے مسائل میں نبوی طریقہ کے خلاف نہ اجتہاد کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی قابلِ قبول، البتہ ایک جگہ کی بہ نسبت دوسری جگہوں میں اختلافِ مطالع کے وقوع کے اعتبار سے کسی جگہ کی شہادت وخبر دوسری جگہ میں معتبر ہونے نہ ہونے میں اختلاف ایک اجتہادی مسئلہ ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے صحابہ کرامؓ کے وقت سے چلا آرہا ہے مگر اس کے باوجود اہل سنت والجماعت کی اکثریت خصوصاً احناف نے اختلافِ مطالع کو شرعاً غیر معتبر تسلیم کر کے شرعی طریقہ کے مطابق مشرق کی رویتِ ہلال کی خبر کو مغرب کیلئے اور مغرب کی مشرق (وچاروں اطراف) کیلئے معتبر مانا۔

یہاں یہ بھی واضح ہوجائے کہ اختلافِ مطالع کے غیر معتبر تسلیم کئے جانے کے باوجود دنیا بھر کی ان جگہوں کے ثبوتِ ہلال کی خبر جو فلکیات کی نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویتِ ہلال کے مفروضہ قواعد پر مبنی کر کے ہی تسلیم کی جاتی ہے وہاں کی خبر پر دوسری جگہ میں ثبوتِ ہلال کا حکم لاگو نہیں ہوگا، مثلاً ساؤتھ افریقہ، مراکش وغیرہ! کہ یہاں کی خبر پر برطانیہ میں عمل جائز نہ ہوگا کیونکہ وہاں جس شام کو نئے چاند کی رویت کی کوشش کا کہا جاتا ہے وہ شام برطانوی رصدگاہ کے نیومون تھیوری کے قواعد کے امکانِ رویت قیود سے مشروط کی جاتی ہے جو یقیناً غیر شرعی اور غیر اسلامی وغیر شرعی شہادت وخبر ہے جیسے کہ

آئندہ کی تحریرات وبریلوی دیوبندی فتاویٰ سے بھی واضح ہوجائے گا

آج کل ثبوتِ ہلال کے مسئلہ کو فلکیات کی بنیاد پر عوام خاص کر اہلِ سنت والجماعت کے بریلوی دیوبندی طبقہ کو یہ جو باور کرایا جارہاہے کہ فلکیاتی حساب کے نئے چاند کی تھیوری (Newmoon,Conjunction) واجتماعِ شمس وقمر نیز''ثبوتِ ہلال کیلئے مقامی جگہ میں صرف اور صرف اس سے مشرقی جانب وممالک کی شہادت وخبر ہی معتبر ہے''وغیرہ بطلان کو عوام میں پھیلا کر یہ جو باور کرایا جارہاہے کہ یہ حسابی مفروضات نعوذ باللہ گویا آپ ﷺ کا فرمان وقرآنی نص ہے! اور گویا اہلِ سنت والجماعت کے بریلوی مفتیانِ کرام خصوصاً ان کے امام فاضل بریلی کی بھی یہی رائے ہے! حالانکہ نہ صرف موصوف بلکہ بریلوی مفتیانِ کرام کی بھی فلکیات کے حوالہ سے وہی رائے ہے جو سلفِ صالحین اور اور اہلِ سنت والجماعت کے تمام طبقات مع دیوبندی مفتیانِ کرام سب کی ہے۔

مسئلہ کی نزاکت اور فلکیات کے مفروضات کو وحی کا سا درجہ دئے جانے والے موجودہ حالات میں حقیقتِ احوال کو عوام اہلِ سنت والجماعت خاص کر بریلوی حضرات کے سامنے لایا جانا ضروری سمجھا گیا تاکہ فلکیات کے مفروضہ حسابات کی نیومون تھیوری اور اس پر مبنی امکانِ رویت کے حسابات کی شریعتِ محمدی میں گنجائش نہ ہونے اور ثبوتِ ہلال کیلئے پہلے چاند کے دیکھے جانے کی کوشش وشہادت کو فلکیات کے نیومون اور اس کے امکانِ رویت کے قواعد سے شرعاً مشروط نہ ہوکر اور اِن قواعد کے خلاف آنیوالی گواہیوں کو شرعاً رد نہ کئے جانے کو اوجاگر کرکے پیغمبری راہ وموقف کو سامنے لایا جائے۔

اسی نیک جذبہ کے تحت فاضل بریلی نیز بریلوی دارالافتاء کے فتاویٰ کو کر کیا جارہاہے، ربِ کائنات سے دعاء کرتے ہیں وہ مسلمانوں میں خصوصاً اہلِ سنت والجماعت کے گروہوں میں اتفاق واتحاد نصیب فرمائے تاکہ نصوص اور حبیبِ کبریا ﷺ کے طرق یہود ونصاریٰ کے مذہبی کلنڈر کے فلکیاتی مفروضہ نیومون اور اس کے امکانِ رویت قواعد کی بھینٹ نہ چڑھے۔ آمین مولوی یعقوب احمد مفتاحی

(ناظم حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ مورخہ ۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ، ۳ جولائی ۲۰۰۹ء جمعہ)

ثبوتِ ہلال

اسلام میں ماقبل اسلام کے نظریات کی تاریخ!

تاریخ کی اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد پہلی صدی ہجری گذرنے پر، اہلِ روم کی کتب کا ذخیرہ جو بابلی، یونانی فلسفیانہ نظریات پر مبنی تھا اور جو کئی اور جگہوں کی طرح خاص کر کونسٹن ٹنوپول (قسطنطنیہ۔استنبول، ترکی) کے عیسائیوں کے قبضہ میں بھی سالہاسال سے پادریوں نے دینِ عیسوی کی حفاظت کے خاطر حجرہ در حجرہ بندھ کر رکھی تھیں اور کسی کو انہیں پڑھنے کی اجازت نہ تھی انہی کتب میں سے بعض کتب مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ **عباسی** خلیفہ منصور (۱۳۶ھ) نے ان کے عربی تراجم کروائے جو عقلیانہ وفلسفیانہ نظریات کی حامل تھیں جس سے اسلامی عقائد وایمان بالغیب کے بالمقابل ملحدانہ ودہریانہ سوچ ونظریات کی بحثیں زور پکڑ گئیں اور بعد میں اس پر کئی باطل فرقوں نے بھی جنم لیا جو آج بھی امتِ مسلمہ کیلئے دردسر بنا ہوا ہے۔

اس کے بعد ہارون رشید نے''بیت الحکمت''کے نام سے ادارہ کھول کر منصور کے کام کو آگے بڑھایا، اس کے بعد اس کے بیٹے مامون رشید نے قسطنطنیہ کے بادشاہ کو دھمکی آمیز خط لکھ کر اس سے ان تالا بندھ حجروں میں موجود کتب کی مانگ کی جس پر بادشاہ نے اپنے بطریق اور درباریوں سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے؟ جس پر کہا گیا کہ ہم نے یہ کتابیں اس لئے حجرہ میں بندھ کردی تھیں تاکہ ان کے عام ہونے سے ہمارا دین برباد نہ ہوجائے۔ یہ ذخیرہ ہمارے کام کا نہیں اگر اسے ''مسلمانوں کو دیدیا جائے تو بھلے ان کا دین برباد ہو''دیدو!

چنانچہ وہ ذخیرہ انہوں نے مامون کو بھیجوادیا جس میں مصری مشہور فلسفی حکیم بطلیموس کی کتاب''مجسطی''بھی تھی، مامون نے ان کتابوں کے تراجم کروائے خاص کر جب مجسطی کا ترجمہ کیا گیا تو اس میں چاند سورج کی گردش کے حسابات پائے گئے جس کی وجہ سے اس کا نام''الشّمس والقمر''ہی رکھدیا گیا، یاد رہے کہ بطلیموس کی پیدائش مصر میں''بطالسئہ مصر''(بطلیموس اول ۳۲۳ق م سے قلوپطرہ ۳۰ق م تک) کے حکمرانوں کے دوَر کے بعد ۱۰۰ء میں ہوئی ہے، اس نے ۱۲۷ء سے لیکر ۱۵۱ء تک اسکندریہ میں رہتے ہوئے اپنی کتاب المجسطی کی تیرہ جلدیں لکھیں!

جیسے کہ یہ مشہور وحقیقت ہے کہ ان فلسفیانہ کتب کے تراجم کے بعد مسلمانوں خصوصاً عربوں میں ملحدانہ نظریات پھیلنے لگے جن کی تردید میں علمائے اسلام نے اپنی عقلِ سلیم وزندگیوں کو قرآن وحدیث سے ثابت اسلامی عقائد ونظریات کو صحیح ثابت کرنے میں خرچ کردیں اور جو باتیں انسانی عقل کے ماوراء تھیں انہیں کلام اللہ کی زبان الـلـذیـن یـوٴمـنـون بـالـغیـب کے ایمانی تقاضہ کے مطابق خالقِ کائنات کی مرضی ومنشاء پر بلا دلیل آمنا وصدقنا کہتے ہوئے امت کو ایمان بالغیب پر قائم رہنے کی تلقین فرمادی!

چونکہ سورج کے طلوع وغروب سے پانچوں نمازوں کے اوقات کی رہبری ہوتی ہے وہیں چاند کی گردش سے اسلامی ماہ کی تاریخوں کا پتہ چلتا ہے تو مسلم حکمرانوں نے ان حسابات کو نماز روزوں کی اسلامی ضرورت جان کر ان کی مزید تحقیق وترقی کیلئے کوششیں جاری کردیں لیکن چونکہ قرآنی وپیغمبرانہ تعلیمات کے مدِنظر علمائے اسلام کا چاند کی رویت کو ان حسابات سے منتھی کرنے میں اہلِ فن اور حکمرانوں سے ہمیشہ اختلاف رہا جن میں بشمول چاروں ائمہ مجتہدین ونناوے فیصد فقہائے امت سب ہی شامل رہے اور تب سے لیکر اب کے جدید ترقی یافتہ زمانہ تک فقہاء نے انسان کے چاند پر قدم رکھدینے کے باوجود ان حسابات کو ایماناً تسلیم نہیں کیا جس کا بطلان رویتِ ہلال کی گواہیوں وتجربات واہلِ فن کی تحقیق اور بار بار تھیوریاں بدلنے سے بھی ثابت ہوچکا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحبہ اجمعین

حصّہ اوّل

صاحبِ شریعت ﷺ واہلِ سنت والجماعت اور فلکیات

(اہلِ سنت والجماعت دیوبند مکتب کے ثبوتِ ہلال کے فتاویٰ جو پہلی مرتبہ شائع ہورہے ہیں)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

امابعد؛ قارئین کرام عموی طور پر اس بات سے واقف ہی ہیں کہ اہلِ سنت والجماعت اور خاص کر احناف میں دینی مسائل میں بہت کم اختلاف ہے خصوصاً موضوعِ کتاب کے مسائل میں علمائے دیوبند وبریلی کے درمیان سوفیصد اتفاق ہے جس کی تائید آگے حصہ ۳، ۴، ۵ سے بھی ہوجائے گی کہ فاضل بریلی اور بریلوی مفتیان کی رائے بھی یہی ہے۔

ہم اس سے پہلے بارہا دیوبند مکتب مفتیانِ کرام کے ثبوتِ ہلال ونمازوں کے اوقات فتاویٰ سے واقف کرچکے ہیں اور اب ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے ذیل میں مزید فتاویٰ پہلی مرتبہ شائع کئے جارہے ہیں، چونکہ ”نصوص سے ثابت صاحبِ شریعت ﷺ کے قول وعمل اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ان پر عمل کی وجہ سے چاند کے مسئلہ میں جہاں فلکیات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا اُسی طرح نمازوں کے اوقات میں بھی اصل مداران اوقات کے مشاہدات ہی ہیں اور مشاہدات کے خلاف اوقات کے مفروضہ درجات وڈگریوں کا بھی شرعاً اعتبار نہیں“۔

یہ اس لئے کہ شرعی احکامات کے مآخذ صرف اور صرف پیغمبرِ اسلام کے طرق (احادیث) اور

قرآن ہی ہے اور جب ان دونوں میں کوئی مسئلہ صراحۃً یا کنایۃً نہ پایا جائے تب پھر ایسے مسائل میں انہی مآخذ سے ثابت نصوص کے ماتحت اجتہاد وقیاس سے اس کا حل تلاش کیا جائے گا اور چونکہ مذکورہ دونوں مسائل میں واضح نصوص موجود ہیں اس لئے ان میں اجتہاد وقیاس کی حاجت نہیں یہی وجہ ہے کہ ثبوتِ ہلال کے مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ سے یہی مروی ہے کہ حدیث کے مطابق رمضان کیلئے ایک اور عید کیلئے دو گواہوں کی گواہیوں کو قبول کیا جائے گا چاہے اس شام آسمان صاف ہی کیوں ہو۔

(بحرالرائق، ردالمختار ج ۲ ص ۹۲)۔

قارئین کے سامنے اس پر کافی روشنی پیچھے آچکی ہے اور مزید معلومات آئندہ آرہی ہیں، بہرحال ہماری بحث کا محور فلکیاتی حسابات کی ”شرعی حیثیت“ کو اجاگر کرتے ہوئے نصوص کی اہمیت وپیغمبرِ اسلام کے قول وعمل کی اشاعت اور اس پر امتِ مسلمہ کو کارفرمائی پر متوجہ کرنا ہے اور موسم کے حالاتت کی بناء پر یورپ خاص کر برطانیہ میں جہاں ثبوتِ ہلال کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کے مسئلہ میں برسوں شورغول رہا کیا اور اولاً جہاں ثبوتِ ہلال کے مسئلہ کو مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں دارالعلوم بری میں برطانیہ کی مقتدر دینی جماعتوں کی رہبری میں حل کیا گیا اسی طرح اوقاتِ نماز کے مسئلہ کو بھی سال بھر کی ایک طویل اور سنجیدہ جدوجہد ومشاہدات کے بعد حل کیا گیا جیسے کہ حزب العلماء یوکے کی ماتحتی میں محرم الحرام ۱۴۰۸ھ تا محرم ۱۴۰۹ھ (مطابق ستمبر ۱۹۸۷ء سے اگست ۱۹۸۸ء) تک فجر وعشاء کی نمازوں کے اوقات کے سال بھر کے مشاہدے کئے گئے جن کے نتائج سے ثابت ہوا کہ ”اِن نمازوں کے مزعومہ ڈگری اوقات میں مطابقت نہیں ہے (چاہے وہ ۱۸ ڈگری ہو یا ۱۵ وغیرہ) بلکہ دونوں کے درمیان اوقات کا بہت زیادہ فرق ہے!

اس پر حزب العلماء یوکے کی دعوت پر علمائے کرام کے دو اجلاس (برطانیہ کے شہر بلیکبرن لنکاشائر میں پہلی مرتبہ مورخہ ۱۵ شعبان ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ اور دوسری مرتبہ

۲۴ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۸۹ء بروز پیر) منعقد ہوئے، جن میں جمعیۃ العلماء برطانیہ، مرکزی جمعیۃ العلماء برطانیہ اور حزب العلماء یوکے و دیگر علمائے کرام نے فجر و عشاء کے اوقات کے مشاہدات پر تفصیلی بحث و مباحثہ اور مشاہدین پر جرح وقدح کے بعد طے کیا کہ چونکہ آبزرویٹری کے مفروضہ حساب کے مطابق ان نمازوں کے اوقات اور مشاہدات کے اوقات میں مماثلت کے بجائے بیّن فرق ہے اس لئے شرعی اصول اور مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کے مدِّ نظر آبزرویٹری والوں کے سورج کے زیرافق بارہ، پندرہ یا اٹھارہ درجات کے مطابق اوقات غلط ہیں اور اب سے ان نمازوں کیلئے مشاہدات کے اوقات پر عمل کیا جائے (پوری تفصیل پیچھے ذکر کردہ میری کتب میں دیکھی جائے)۔

نوٹ: (۱) قارئین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ اس سے قبل ہماری اردو کتاب ''شرعی ثبوتِ ہلال تاریخِ فلکیات اور جدید تحقیق'' نیز برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' اور انگلش میں Fajr & Isha Times and Twilight میں ہلال اور نمازوں کے اوقات کے متعدد فتاویٰ شائع کر چکے ہیں البتہ ذیل میں ثبوتِ ہلال کے وہ فتاویٰ ہیں جو پہلی مرتبہ شائع ہو رہے ہیں

(۲) مذکورہ کتاب کا پیپر ایڈیشن تقسیم ہو کر ختم ہو چکا ہے مگر اِسے اب بھی قارئین ہماری ویب سائٹ www.hizbululama.org.uk پر اردو و انگلش دونوں زبانوں میں دیکھ سکتے ہیں،

بہرحال ہم نے یورپ خصوصاً برطانیہ کے مخصوص موسمی حالات کے پیشِ نظر برسوں پہلے جو استفتاء روانہ کیا اور سعودی عربیہ کے ثبوتِ ہلال پر یہاں عمل کرنے کے جواز کے فتاویٰ موصول ہوئے تب سے اس پر عمل کا فیصلہ کیا گیا اور پچھلے چوبیس سالوں سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی ان فتاویٰ پر عمل کرتے ہوئے ثبوتِ ہلال کا اعلان کرتی چلی آئی ہے اور الحمدللہ تب سے اب تک بعض مرتبہ مقامی رویت کی جو گواہیاں موصول ہوئیں وہ بھی سعودیہ کے اعلانات کی تائید کرتی رہیں ہے جس کا رکارڈ قارئین ہماری ویب سائٹ پر UK Moon Sighting Record میں دیکھا جاسکتا ہے البتہ ان تمام برسوں میں موسمی حالات میں پہلے کی بہ نسبت اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی

ہے مگر جب فلکیاتی مفروضہ حسابات، نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت قواعد کو پیش کر کے نہ صرف سعودیہ بلکہ دیگر ممالک خاص کر برطانیہ میں بھی ثبوتِ ہلال کی گواہیوں کے غلط ہونے کا شور اٹھا تو اسی حساب کے حوالہ سے حزب العلماء یوکے کی طرف سے مفتیانِ کرام پر استفتاء روانہ کئے گئے جن کے جوابات آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

ہم نے مفتیانِ کرام پر درجِ ذیل سوال کے ساتھ تمہیدی پانچ صفحات پر مشتمل ایک تحریر بھی روانہ کی تھی جو ''شرعی ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات وجدید تحقیق'' (از مولوی یعقوب احمد مفتاحی) کا خلاصہ تھی، یہاں صرف اس کے ماتحت جو سوال تھا اسے ذیل میں ذکر کیا جائے گا اور قارئین کی ذہنی کاوش کے مدِ نظر طوالت کے خوف سے مذکورہ پانچ صفحات والی تمہید کو حصّہ دوم کے اخیر میں شامل کیا گیا ہے تاکہ دلچسپی رکھنے والے حضرات اسے بھی دیکھ سکیں۔

حزب العلماء یوکے کی طرف سے روانہ کردہ استفتاء

اور اس کے جوابات

سوال : میَتونی یہود و نصاریٰ کے قمری کیلنڈر کی نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت کے مفروضہ فلکی حسابات کی شریعت میں اثباتاً و نفیاً کسی بھی قسم کی حیثیت چاہے وہ ''اعانت'' کے طور پر ہی ہو کیا قابلِ قبول ہے؟ جب کہ ایسی کوئی بھی اعانت نصوص و سنت کی تردید ہی پر منتج ہو رہی ہے؟

فتویٰ (۱) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق:۔ شمسی کلنڈر اور قمری کلنڈر کی تاریخ، پھر اس میں تغیرات کے احوال و عقدے پڑھے، **میَتونی یہود و نصاریٰ کے قمری کیلنڈر کی نیومون**

تھیوری کو بھی بار بار پڑھا۔ **فلکی حسابات کی شریعتِ اسلام میں اِثباتاً کوئی حیثیت نہیں، اس سے ''اِعانت'' بھی درست نہیں۔ شرعی احکام کامدارقطعیات اوریقینیات پرھوتاھے نیومون تھیوری کامفروضہ امکانِ رویت کاحساب غیریقینی ھے، اس لئے ''اس پرکوئی شرعی حکم لاگو نہیں ھوسکتا''۔** فقط واللہ اعلم

(صدر دارالافتاء دیوبند، مفتی) حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ ۱۷/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح؛ (نائب صدر، مفتی) زین الاسلام قاسمی عفی عنہ، (**دیگر مفتیانِ کرام**، مفتی) فخر الاسلام عفی عنہ، (مفتی) وقار علی عفی عنہ، (مفتی) محمود حسن غفرلہ بلند شہری (مہر دارالافتاء)

فتویٰ (۲) دارالافتاء امارتِ شرعیہ

(بہار، اُڑیسہ، جھارکھنڈ، پھلواری شریف، پٹنہ)

الجواب؛ روایات سے واضح ہے کہ روزہ اور افطار کا مدار رویتِ ہلال پر ہے یعنی **شرعی** شہادت سے رویتِ ہلال کا ثبوت ہوجائے تو روزہ رکھا جائے گا اور عید کی نماز ادا کی جائے گی، **موقّتین کے قول کا اعتبار نہیں اگرچہ وہ عادل ھوں**، چنانچہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد اور عام فقہاء کا اتفاق ہے کہ **فلکیاتی علوم اور حساب** (کی بنیاد) **پر عید ورمضان کافیصلہ درست نہیں،** آپ ﷺ نے اپنے ارشاد ''**نحن امة امیّة لانکتب ولانحسب** ۔'' کے ذریعہ فلکیاتی علوم وحساب کے **اعتبار** کو بالکل خارج کردیا۔ لہٰذا رویتِ ہلال کا فیصلہ اور اس کے مطابق روزہ وافطار **شرعی شہادتوں** کی بنیاد پر ہوگا، اس میں **نیومون تھیوری کاکوئی اعتبار نہیں ھوگا** اور نہ ہی اس تھیوری پر سے **کسی طرح کی مدد** لی جاسکتی ہے صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته، (مسلم ج۱ ص۳۴۷) ولاتصوموا

حتی تروا الهلال ولاتفطروا حتی تروه، فان اغمی علیکم فاقدروا له ثلٰثین (وفی روایۃ) فعدوا ثلٰثین (مسلم ج۱ ص۳۴۷ وابوداؤد) ولاعبرة بقول الموقتین ولو عدولا علی المذهب، قال فی الوهبانیة وقول اولی التوقیت لیس بموجب (درمختار) وتحته فی الشامیه ج۳ ص۳۵۴ ای فی وجوب الصوم علی الناس بالاجماع وفی النهر فلایلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذا وان کانوا عدولا، فی الصحیح.... ان الشارع لم یعتمد الحساب بل الغاه بالکلّیة بقوله؛ ''نحن امیة لانکتب ولانحسب الشهر هٰکذا وهٰکذا (ج۳ ص۳۴۴۔۳۵۵ شامی کتاب الصوم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (**کتبہ**) (مفتی) محمد حبیب عالم عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ، ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء

الجواب صحیح؛ (مفتی) سہیل احمد قاسمی ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ، ۲۵ مئی ۲۰۰۹ء

(مہر دارالافتاء امارتِ شرعیہ)

فتویٰ (۳) دارالافتاء مظاہر العلوم سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق؛ **رؤیتِ ھلال کے مسئلہ میں فلکیاتی حساب اور علم نجوم کاقطعاً غیرمعتبرھوناایک منصوص اور اجماعی مسئلہ ھے، حضوراکرم ﷺ کاارشادِمبارک ھے : انا امة امیة لانکتب ولانحسب** الحدیث رواہ الشیخان. **یعنی ھم** (**سیّارات کی گردش کے**) **حساب وکتاب کے عمل سے واقف ھی نہیں** چہ جائیکہ ہم مہینوں کے آغاز وانجام کی بنیاد اس پر رکھیں، ملا علی قاری الحنفی اور علامہ شامی نے **اھلِ حساب کے قول کے غیرمعتبرھونے پراجماع** نقل کیا ہے (مرقاۃ المصابیح ۲۴۶/۴، شامی ۹۲/۲)

قرآن وحدیث کی صراحت کے مطابق مہینہ کی ابتداو انتہاء کا اصل معیار و مدار چاند کی رؤیت ومشاہدہ اور اس کا آنکھوں سے نظر آجانا ہے، لہٰذا اگر شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کی رؤیت اور اس

کا ثبوت ہو جائے تو مہینہ کے آغاز واختتام کا حکم ہوگا **خواہ فلکیاتی حساب کی روسے رؤیت کاامکان نہ ہو** وکذا بالعکس۔

جہاں تک فلکیاتی حساب سے محض استفادہ واستعانت کا مسئلہ ہے تو شرعاً یہ بھی ناپسندیدہ ہے ،شریعت نے غیروں کی مشابہت اور بلاضرورت ان کی ایجاد کردہ چیزوں سے استفادہ کوناپسند کیاھے (من تشبّه بقوم فهو منهم. ی م)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو اس کے استعمال سے منع کیا، کیوں کہ اس کا متبادل اور اس افادیت کی حامل عربی کمان مسلمانوں کے پاس موجود تھی : عن علی قال : كانت بيد رسول الله صلى الله عليه وسلم قوس عربية فرأى رجلا بيده قوس فارسية ،قال :ماهٰذه ألقِها، وعليكم بهذه واشباههاورماح القنا فانها يؤيدالله لكم بهافى الدين ويمكن لكم فى البلاد.. رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۳۳۸)

لہذا جب مہینوں کے آغاز وانجام کا مدار رؤیتِ ہلال ہے جس کا تعلق عام مشاہدہ سے ہے **نہ کہ فلکی حساب سے ،تو اس سے کسی بھی قسم کا استفادہ خواہ وہ اطمینان قلب اور تائید شہادت کی غرض سے کیوں نہ ہو شرعی مزاج سے میل نہیں کھاتا**،اطمینان قلب کے لئے شریعت نے آسمان کے صاف ہونے کے وقت جم غفیر کی رؤیت اور آسمان کے ابر آلود ہونے کے وقت نصاب شہادت اور گواہان کی ثقاہت وعدالت کو ضروری قرار دیا ہے،اور **اسکے بعد کسی اور وسیلہ سے اطمینان حاصل کرنے کی شرعاً کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی -**

فقط واللہ اعلم بالصواب (کتبہ) العبد (مفتی) محمد طاہر عفا اللہ عنہ، مظاہر علوم سہارنپور ۲۲ صفر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح :۔(مفتی) مقصود عفی عنہ ۲۲ رصفر ۱۴۳۰ھ (مہر دارالافتاء)

فتویٰ (۴) دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ

(الجواب) ھو المصوب :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کلینڈر کا نظام (خاص طور پر یہود کا کلینڈری نظام جس کو آپ نے بھی ثابت کیا ہے) موجود تھا، لیکن اس کے باوجود **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل دونوں چاند کی رؤیت کو مہینہ کی تکمیل کے لئے معتبر قرار دیتے ہیں ،اور (فلکی) حساب وکتاب کارد کرتے ہیں** (صوموالرؤیۃ وافطروالرؤیۃ) اور دوسری حدیث میں ہے (**انا امة امية لانكتب ولانحسب** ...... بخاری کتاب الصوم) اور دوسری **تمام احادیث صریح طور پر چاند کے دیکھنے اور (فلکی) حساب وکتاب پر اعتبار نہ کرنے پر دال ہیں**،لہذا رؤیت ہی معتبر ہوگی، کلینڈر (فلکی حسابات) کا اعتبار نہ ہوگا۔فقط

(مفتی) مسعود حسن حسنی، دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح:(مفتی) نیاز احمد ندوی (مہر دارالفتاوی والاحکام)

فتویٰ (۵) دارالافتاء دارالعلوم بھروچ، کنتھاریہ، ہند

الجواب : وباللہ التوفیق ہوالموفق حامداً ومصلیا :۔

رمضان اور عید کا دارومدار رویتِ ہلال پر ہے۔حدیث میں ہے " لاتصوموا حتى تروا الهلال ولاتفطروا حتى تروه فان غم عليكم فاقدروا له " (بخاری ج ا ص ۲۵۶، مسلم ج ا ص ۳۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو اور جب تک ہلالِ شوال نہ دیکھو افطار نہ کرو (روزے ختم نہ کرو) اگر ابر وغبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو حساب لگا لو یعنی تیس دن پورے کر لو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ "الشهر تسع وعشرون فلاتصوموا حتى تروه فان غم عليكم

فاکملوا العدة ثلاثین" (بخاری ج ا ص ۲۵۶)

مہینہ یقیناً انتیس راتوں کا ہے اس لئے روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو پھر اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو (شعبان کی) گنتی تیس دن پورے کر کے رمضان سمجھو۔

مذکورہ دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کی آمد کو رؤیتِ ہلال پر موقوف کیا ہے، نئے چاند کے افق پر موجود ہونے یا اس کے نظر آنے کے صرف عقلی اور حسابی امکان کو دارومدار نہیں بنایا۔ چنانچہ اسکے بعد ارشاد فرمایا کسی رکاوٹ (ابر غبار) کی وجہ سے ۲۹ ویں شب کو چاند نظر نہ آئے تو اس وقت تیس دن پورے کر کے اگلا مہینہ شروع کرو۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں جو اوپر نقل ہوئی حدیث کی دوسری سب مستند کتابوں میں بھی موجود ہے جن پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا اور دونوں میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی روئیت پر رکھا ہے لفظ روئیت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہے اس کے سوا اگر کوئی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں، مجاز ہے۔ اسی لئے حاصل اس ارشاد نبوی کا یوں ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے نہ ہونے کے متعلق ہے ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ مدار احکام چاند کا افق پر وجود نہیں بلکہ روئیت ہے، اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ قابل روئت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

حدیث کے اس مفہوم کو اسی رویت کے آخری جملہ نے اور زیادہ واضح کر دیا، جس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر تم سے چاند مستور اور چھپا ہوا رہے یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکے تو پھر اس کے مکلّف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ یا اٰلات رصدیہ اور دوربینوں کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو بلکہ فرمایا (فان غم علیکم فاکملوا العدة

ثلاثین) یعنی اگر تم پر مستور ہو جائے تو تیس دن پورے کر کے مہینہ ختم سمجھو۔

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء ایک مقالے میں تحریر فرماتے ہیں :۔ ان الفاظِ حدیث سے اس کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہیں نکل سکتا کہ اگر چاند افق پر موجود ہے مگر اسکے کھلی آنکھوں سے نظر آنے میں بادل یا اور کوئی چیز حائل ہو گئی ہو، اور چاند نظر نہ آسکا ہو تو ایسی صورت میں بھی شریعت کا حکم یہی ہے کہ تیس دن پورے کر لئے جائیں اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ **مہینہ کی آمد ورفت کا دارومدار شرعاً رویت پر یعنی نئے چاند کے دیکھ لینے پر ہے، اس کے افق پر موجود ہونے یا امکانِ رویت پر نہیں ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم بلکہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حسابی طریقہ یا اٰلاتِ رصدیہ کے ذریعہ ثابت ہونے والا نیا چاند شرعی احکام کی بنیاد نہیں بن سکتا،**

کیوں کہ اٰلات اور حسابی قواعد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نئے چاند کا امکان معلوم ہو سکتا ہے جسکے لئے عموماً فقہی کتابوں میں تولیدِ ہلال یا ولادتِ قمر وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں، اور انگریزی میں اسے (نیومون)۔۔۔۔NEW MOON کہا جاتا ہے، درحقیقت چاند اپنی رفتار کے خاص مرحلہ میں سورج کے بالکل محاذ میں آجاتا ہے (اسی لئے یہ حالت قرانِ شمس وقمر بھی کہلاتی ہے) اور چاند کا ظاہری وجود قطعاً چھپ جاتا ہے، گویا وہ سورج کے روشن جسمانی دائرہ کے اندر غائب ہو جاتا ہے یہ کیفیت دو تین منت رہتی ہے اس کے بعد تدریجاً دونوں کے درمیان دوری ہوتی ہے تو پھر چاند کا ظاہری وجود نمایاں ہونے لگتا ہے اور تقریباً بیس گھنٹے بعد قابل رویت بن جاتا ہے، ظاہر ہے کہ چاند کی مذکورہ بالا حالتیں ولادت سے لیکر قابل رویت ہونے تک شرعی احکام کے لحاظ سے ناقابلِ التفات ہے البتہ جب رویت ثابت ہو جائے تب وہ مدارِ حکم بنے گی اس سے پہلے نہیں الی قولہ یہ بات اگرچہ احادیث بالا سے بداہۃ وصراحۃ ثابت معلوم ہو رہی ہے کہ پھر مزید کسی تائید کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے یہاں ایک مشہور شامی فقیہ علامہ ابن

عابدین،صاحبِ ردالمختار کا بیان نقل کیا جارہا ہے؛

" صرح به علماء نا من عدم الاعتمادعلی قول اهل النجوم فی دخول رمضان لان ذٰلک مبنی علی ان وجوب الصوم معلق برویة الهلال لحدیث (صوموا لرویته) **وتولیدالهلال لیس مبنیا علی الرؤیة بل علی قواعد فلکیه وهی وان کانت صحیحة فی نفسها** لکن اذاکانت ولادة فی لیلة کذا فقدیری فیهاالهلال وقدلایری والشارع علق الوجوب علی الرویة لاعلی الولادة. (ج ا ص ۲۸۹ مکتبه نعمانیه دیوبند) شامی ج۲ ص۱۰۰دارالکتاب۔

اس طرح جمهور علماء کے قول کے مطابق (فلکی) **حساب کو دارومدار بنانااحادیثِ صحیحه کے خلاف هے** چنانچہ حدیث میں ہے؛ " عن النبی ﷺ قال **انا امة امية لانكتب ولانحسب** .

علامه طیبیؒ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ؛ " **ان الاستقصاء فی معرفة الشهر لاالی الکتاب والحساب کما علیه اهل النجامة** . مرقاة ج ۴ ،درمختاراورشامی میں ہے :ولاعبرة بقول الموقتین ولوعدولا علی المذهب(درمختار) قوله ولاعبرة بقول الموقتین) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل **فی المعراج** لایعتبرقولهم بالاجماع ولایجوز للمنجم بحساب نفسهٖ .**وفی النهر** فلایلزم بقول الموقتین انه ای الهلال یکون فی السماء لیلة کذا **وان کانوا عدولاً**فی الصحیح کما فی الصحیح وللامام السبکی الشافعی تالیف مال فیه الی اعتمادقولهم لان الحساب قطعی و **مثله فی شرح الوهبانیة۔**

قلت ماقاله السبکی **رده متأخرواهل المذهب** ومنهم **ابن حجروالرملی** فی شرح **المنهاج** الی قوله ،و **وجهه ماقلناه ان الشارح لم یعمدالحساب**

بل الغاه بالکلیة بقوله نحن امة امیة لانکتب ولانحسب الشهر هٰکذا وهٰکذا. (درمختار وشامی ج۳ص۳۱۶دارالکتاب)

موقتین (حساب داں) کی بات معتبر نہیں ہے یعنی ان کے حساب کی وجہ سے عوام الناس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے معراج میں تو یہاں تک ہے کہ **بالاجماع انکی بات معتبر نهیں هے** ۔اور نہ خود حساب دانوں پر ان کے حساب کی وجہ سے روزہ رکھنا واجب ہے اور نہر میں ہے موقتین کے قول سے فلاں رات میں چاند آسمان پر ہوگا ان کے قول کی وجہ سے اس رات میں چاند کا ہونا (جب کہ دیکھا نہ جائے) لازم نہیں ہوگا اگر چہ موقتین عادل ہوں، صحیح قول کے مطابق۔ ایضاح میں بھی اسی طرح ہے اسی مسئلہ میں امام سبکی شافعی کی ایک تصنیف ہے ان کا میلان یہ ہے کہ حساب دانوں کی بات معتبر ہے اس لئے کہ حساب قطعی ہوتا ہے، اسی طرح شرح وہبانیہ میں ہے،

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں قلت؛ میں کہتا ہوں کہ سبکی کے قول کی تردید ان کے ہم مذہب (شوافع) علامہ ابن حجرؒ اور علامہ رملیؒ نے کی ہے جیسا کہ شرح منہاج میں ہے اور **هم نے جوبات کهی هے که موقتین کی بات معتبرنهیں هے اس کی دلیل یه هے که شارع علیه السلام نے اس پر اعتمادنهیں فرمایاهے بلکه اپنے اس قول**(**نحن امة**) **سے اسے بالکل لغوقراردیاهے** ۔مہینہ کی معرفت میں **آخری مدارحساب وکتاب نهیںهے جیسا که حساب داں سمجهتے هیں** ؛

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " **ان العدة علی مایعتاده المنجومون لیس من هدینا وسنتنا** بل علمهایتعلق بروئة الهلال فانانراه مرة تسعا وعشرین ومرة ثلٰثین. (مرقاة ج۲ ص ۲۴۴)

حساب دانوں کاجوطریقه هے اس پر عمل کرناهمارا(**اسلام**) **کاطریقه نهیں هے** بلکہ نئے مہینہ کی آمد کے علم کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے چنانچہ کبھی ہم ۲۹ویں کو

چاند دیکھتے ہیں اور کبھی تیس کو۔

الفقه على المذاهب الاربعه میں ہے؛۔ هل يعتبرقول المنجم ؟ لاعبرة بقوله المنجمين فلايجب عليهم ولاعلى من وثق بقولهم لان **الشارع علق الصوم على امارة ثابتة لاتتغير ابدا** وهي روية الهلال اواكمال العدة ثلثين يوماً **اما قول المنجمين فهوان كان مبنيا على قواعد دقيقة فانانراه غيرمنضبط لدليل اختلاف ارائهم فى اغلب الاحيان** وهٰذا هو رأى ثلاثة من الائمة وخالف الشافعية فانظرمذهبهم تحت الخط وهو هٰذا؛ **الشافعية** قالوا يعتبر قول المنجم فى حق نفسه وحق من صدقه ولايجب الصوم على عموم الناس بقوله على الراجح. ج۲ كتاب الصيام

حساب دانوں کی بات معتبر نہیں ھے پس ان پر اپنے حساب کے مطابق روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور نہ اس شخص پر جوان کی بات پر اعتماد کرتا ہو **اسلئے کہ شارع علیہ السلام نے روزے کوایسی امارت (نشانی) سے متعلق کیا ھے جوکبھی بھی بدل نہیں سکتی حساب دانوں کی بات اگرچہ ان کے نزدیک انکا حساب دقیق قواعدپرمبنی ھے مگرپھربھی وہ منضبط نہیں ھے اس لئے کہ بسااوقات خودانھی کے درمیان اختلاف ھوتا ھے،**

اوریہی **ائمئہ ثلاثہ** (امام ابوحنیفہ،امام مالک،امام احمد رحمہم اللہ) کا قول ہے۔بعض شوافع نے کہاہے کہ منجم کی بات خوداسکی ذات اوراور جوانکی بات کی تصدیق کرے اس کے حق میں معتبر ہےلیکن راجح قول یہ ہے کہ عام لوگوں پران کے حساب کی وجہ سے روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے؛ذکر السرخسی رحمه الله فی کتاب الصوم وقول من قال یرجع الی اهل الحساب عندالاشتباه بعید فان النبی ﷺ قال من اتیٰ

كاهنا اوعرّافا فصدقه بمايقول فقد كفر بماانزل علىٰ محمد ﷺ . تاتارخانیہ ج۲ص۳۵۶.

علامہ سرخسیؒ نے کتاب الصوم میں بیان کیا ہے **جوشخص کھے کہ اشتباہ کے وقت اھل حساب کے قول کی طرف رجوع کیا جائے تو اس کا یہ قول بعید ھے اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ھے کہ جوشخص کاھن یانجومی کے پاس گیااور اسکی بات کی تصدیق کی تواس نے ان باتوں کی تکفیر کی جومحمد ﷺ پرنازل ھوئی۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ **مَیتونی یھودونصاری کے قمری کیلنڈر یامفروضہ فلکی حسابات کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ھے اعانت کے طورپراور شریعت کے مزاج کے خلاف ھے۔** واللہ اعلم بالصواب

(صدر مفتی) عبداللہ کاوی غفرلہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ،۲۶ر جنوری ۲۰۰۹ء دوشنبہ

(مہر دارالعوم بھروچ۔کنتھاریہ،گجرات،ہند)

فتویٰ (۶) دارالافتاء مدنی دارالتربیت، کرمالی، ہند

الجواب ـ الحمدلله رب العٰلمين وبه نستعين ونصلي ونسلم على نبينا محمدبن عبدالله خاتم النبيين !

محترمی ومعظمی حضرت مولانا یعقوب صاحب مفتاحی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا!

آپ کے ارسال کردہ استفتاء بواسطۂ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم دستیاب ہوا۔ ہمارے ادارہ کو بھی آپ نے اس علمی خدمت کے لئے یاد فرمایا۔اس کے لئے میں اپنی طرف سے اور جملہ منتظمین ادارہ کی طرف سے تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ فجزاکم الله احسن الجزاء فی الدنیاوالأخرة.

سوالنامہ دستیاب ہونے کے بعد **فراھم شدہ قدیم وجدید کتب تفسیروحدیث وفقہ میں حسب توفیق الٰھی جستجوکیا** ،آخری نتیجہ جس پر پہنچا ہوں آپ کے **سوال نامہ سے جوبات متشرّح ھوتی ھے وھی برحق اور زیادہ محتاط معلوم ھوتی ھے یعنی میَتونی یھودونصاری کے قمری کیلنڈرکی نیومون تھیوری اور اس کے امکان رؤیت کے مفروضہ فلکی حسابات ، شریعت میں اثباتاً ونفیاً ناقابلِ قبول ھیں۔اور مصرّحات شرعیہ کے خلاف ھیں۔**

یھاں تک کہ مشھودکی جانچ پڑتال میں اس سے استعانت بھی درست نھیں ھے۔ رہی بات امکان رؤیتِ ہلال میں اس سے مدد لینے کی! تو اگرچہ بعض جدید فقہاءکرام نے اسکا اعتبار کیا ہے۔ بظاہر اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

اسلام میں جواحکام چاند سے متعلق ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یسئلونک عن الأھلة قل ھی مواقیت للناس " **اس اٰیت کے نزول کے متعلق** دوروایتیں ہیں:۔

(۱) پہلی روایت یہ ہے کہ " نزلت فی معاذبن جبل وثعلبه بن غنم الأنصاريين قالا ! یا رسو ل الله ﷺ مابال الھلال یبدودقیقا ثم یزیدحتی یمتلئ نوراثم یعوددقیقا کما بدأ لایکون علی حالٍ واحدٍ" (تفسیرمظھری ج ا ص۲۳۷)

(۲) دوسری روایت یہ ہے، " عن ابی عالیة رضی الله عنهٗ بلغنا أنه قالوا ! یارسول الله ﷺ لم خلقت الأھلة ؟ فأنزله ،له " یسئلونک عن الأھلة قل ھی مواقیت للناس" یقول جعلھا،له مواقیت لصوم المسلمین وافطارھم وعدة نسائھم ومحل دینھم " (ابن کثیر ج ا ص ۲۹۵)

سوال تھا چاندکی حقیقت کے متعلق !جواب نازل ھوا اس کے

اِغراض کے متعلق کہ چاند کی خلقت اوراس کے گھٹنے اور بڑھنے میں حکمت ومصلحت تمہاری ان عبادتوں میں سہولت وآسانی پیدا کرنا ہے جو چاند سے متعلق ہیں، جیسے روزہ، عدت، عید، افطار، تاریخ وغیرہ۔

پھر یہ تعلق دوطرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک افق میں وجودِ ہلال سے دوسرا رویتِ ہلال سے، ان دونوں میں کونسا تعلق شریعت میں مطلوب ہے اس سے قرآن ساکت ہے۔ (مگر) اس کی تفصیل میں نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث بیان فرمائی ہے، چنانچہ ابن کثیر میں اس آیت کے ذیل میں یہ روایت منقول ہے، " عن بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ : جعل اللّٰه الأھلة مواقیت للناس فصوموا لرؤیته وأفطرولرؤیته فان غم علیکم فعدواثلاثین یوماً" ج۲ص۲۹۵ .

بخاری کی ایک روایت میں ہے " اذارأیتموه فصوموا واذارأیتموه فأطروافان غم علیکم فاقدرواله" ج اص۲۵۵ کتاب الصوم۔

بخاری کی دوسری ایک روایت میں ہے " فان غم علیکم فأکملوا العدة ثلاثین " ج اص۲۵۶۔

بخاری کی ایک تیسری روایت میں ہے۔ انا امة امیة لانکتب ولانحسب ، الشھرھٰکذا وھٰکذا یعنی مرة تسعا وعشرین ومرة ثلاثین" یہ روایات تقریباً تمام کتب حدیث میں منقول ہیں اور باتفاق محدثین صحیح ہیں۔

ان روایتوں نے تصریح کردی کہ ثبوت شھرکامدارھلال کی رویت پرھے نہ کہ اس کے وجود پر۔

رویت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنیٰ کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں، نہ کہ کسی چیز کے وجود کا علم۔ اب حدیث مبارک کا حاصل یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے۔

لھذا ثابت ھواکه محض حسابات کے ذریعه چاندکے طلوع ھونے یانه ھونے کااعتبارکرکے اس سے سال،مھینوں یاتاریخوں کاحساب معلوم کرناشرعا غیرمعتبر اور ناقابل قبول ھے، یہاں تک کہ اگرچاندافق پرموجودہومگرکسی وجہ سے قابل رویت نہ ہوتو احکام شرعیہ میں اس وجودکااعتبارنہیں کیاجائے گا۔اس بات کی مزیدوضاحت " فان غم علیکم فأکملوا العدة ثلاثین" سے ہوتی ہے،جس کامطلب یہ ہے کہ اگربادل وغیرہ کے حائل ہونے کی وجہ سے چاندنظرنہ آئے توتیس دن پوراکرناضروری ہوگا۔نہ کہ جنتری (تقویم) کی استعانت۔

علاّمہ ابن حجرعسقلانیؒ اس مفہوم کواس عبارت سے واضح فرماتے ہیں "ویوضح قوله فی الحدیث الماضی، "فان غم علیکم فأکملوا العدة ثلاثین" ولم یقل فاسئلوا اهل الحساب . فتح الباری ج۴ص ۱۵۱ . اور **تمام فقھاء بھی سرے سے اعتبارِحساب کے خلاف ھیں۔**

(۱)**علامه ابن العابدین الشامی**ؒ تحریرفرماتے ہیں : "قوله ولاعبرة بقول الموقتین ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لایعتبرقولهم بالاجماع، ولایجوزللمنجم ان یومل بحساب نفسهٖ . وفی النهر فلایلزم بقول الموقتین انه الهلال یکون فی السماء لیلة کذاوان کانواعدولافی الصحیح .

ردالمختارج۲ص۳۸۷.

(۲) ولایجب الصوم بالحساب والنجوم ولوکثرت اصابتهما لعدم استفاده لمایعول علیه شرعاً . الفقہ الاسلامی وأدلتہٗ ۔ج۲ص۶۰۲۔

(۳) **ولاریب أنه ثبت بالسنة الصحیحة واتقان الصحابة أنه لایجوزالاعتمادعلی حساب النجوم کماثبت عنه فی الصحیحین انه**

علیه السلام قال : "انا أمة أمیة لانکتب ولانحسب صموا لوریته وأفطروا لرویته " مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج۲۵ص۲۰۸۔ان تمام عبارات سے کیلنڈرکا(فلکی) حساب غیرمعتبر ہوناواضح ہوجاتا ہے۔

اب قمری کیلنڈرکی نیومون تھیوری کااعتبارنہ کرنے پراعتراضات کئے جاتے ہیں ان کابھی اجمالاً جائزہ لیتے ہیں۔

ایک سوال یہ کیاجاتاہے کہ ایک مدت تک لاؤڈاسپیکرکے استعمال کے ناجائزہونے کا فتویٰ دیاگیاپھرتبدیلی ئے زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیلی ئے رائے ہوئی اوراس کے جوازکافتویٰ علی العموم دیاگیا،توافادہ عامہ کے خاطررویت ہلال کابدل قمری کیلنڈرکوقراردینے میں کیاحرج ہے؟

اس کے جواب میں عرض ہے، لاؤڈاسپیکرکی آوازمیں ماہرین کااختلاف تھاجس کی وجہ سے علماء کے اقوال مختلف رہے، جب ماہرین کااس بات پراتفاق ہواکہ لاؤڈاسپیکرکی آوازمتکلم کی اصلی آوازہے توعلماء نے بھی بالاتفاق اس کے جوازکافتویٰ دیاہے،اورقمری کیلنڈرکے متعلق ابھی تک ماہرین کی اتفاقی تحقیق وجودمیں نہیں آئی۔

دوسری بات لاؤڈاسپیکرایک نیاآلہ ہے **عھدرسالت میں اس کاوجودنھیں تھااور جب اس کاایجادھوا تو علماء نے اجتھادکیااور اپنے اجتھادکے مطابق فیصله صادرکیا۔ اور ثبوتِ ھلال کے لئے رویت کی شرط منصوص ھے ،اور منصوص حکم میں شرعاً اجتھادکی کوئی گنجائش نھیں ھے۔**

البتہ یہ کہنا کہ عہدرسالت میں کیلنڈرکابھی وجودنہیں تھاتوذرہ اس کابھی جائزہ لے لیتے ہیں۔دوسراایک سوال یہ بھی کیاجاتاہے کہ چاندکی رویت پرمدارکی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کیلنڈر،جنتری بالفاظ دیگرعلم ہیئت وفلکیات کاایجادنہیں ہواتھا،اب چونکہ اس کاایجادہواہے تواس

سے استعانت لینی چاہئے؟

اس سوال کا جواب سوالنامہ سے بھی واضح ہے کہ یہ سوال لاعلمی کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تقویم قدیم زمانہ سے ہی مروج ہے۔ اس سے متعلق حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کا ایک مضمون درس ترمذی سے اقتباس پیش خدمت ہے۔

”اس جگہ یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چاند کے معاملہ میں جو رویت کو مدار قرار دیا وجود کا اعتبار نہیں کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کی زمانہ میں بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے وجود پتہ چلانے کے طریقے رائج نہ تھے، ایسے ایسے آلات موجود نہ تھے جن سے چاند کا افق پر موجود ہونا دریافت کیا جاسکے۔

لیکن **دنیا کی تاریخ پرنظر رکھنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں کہ ریاضی کے یہ فنون آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے بہت پہلے دنیا میں رائج تھے اور خود آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں مصروشام اور ہندوستان میں رصدگاہیں قائم تھیں۔ ان چیزوں کے معاملہ مین نہایت صحیح پیمانے پرپیش گوئیاں کی جاسکتی تھیں۔ اور خلافتِ راشدہ کے دوسرے دور میں یعنی فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں تو مصروشام اسلام کے زیرنگیں آچکے تھے۔ ہرفن کے ماہرین موجودتھے۔ اوراگربالفرض عہدرسالت میں ایسے آلات کی کمیابی اس حکم کاسبب ہوتی توفاروق اعظمؓ جیسادانشمند امام کب اس کوگوارا کرتاکہ مجبوری اور نایابی کے سبب جوحکم دیاگیاتھااس کو آج بھی باقی رکھے۔ مگرتاریخ شاھدھے کہ پورے خلافت راشدہ اور اسکے مابعدتمامعالم اسلام میں یہ اصول ماناگیاھے اور اسی پرامت کاعمل پیھم رھا۔**“ (ج ۲ ص ۵۲۳۔۵۲۴ بحوالہ رویتِ ہلال از مفتی محمد شفیعؒ ص ۹۱۔۲۰)

اس اقتباس کے بعد اس مضمون پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی ہے البتہ ریاضی کی تحقیقات کہاں تک قابل اعتماد ہیں اس سلسلہ میں دو اقتباسات نقل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ درس ترمذی (ج ۲ ص ۵۲۲۔۵۲۳) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ریاضی کے مشہور امام ابوریحان البیرونی نے اپنی کتاب ”الآثار الباقیة“ میں تصریح کی ہے کہ **ہلال کے بارے میں قطعی حساب لگانا ممکن نہیں ہے**۔ اور ابوریحان البیرونی ریاضی کا وہ محقق ترین امام ہے جس کے بارے میں روس کے سائنس دانوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہم نے راکٹوں اور مصنوعی سیاروں کی ایجاد اس کی تحقیق کی بنیاد پر کی ہے۔ دوسرا اقتباس فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۲۷ کے حاشیہ سے؛ ماہنامہ الفرقان جنوری ۱۹۹۲ء مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب استاذِ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو کا ایک قابلِ قدر مقالہ اسی موضوع پر شائع ہوا ہے اس سے ایک اقتباس یہاں پیش کیا جا رہا ہے؛۔

رویتِ ہلال کی پیشگی تعیین ناممکن ہے! جیسا کہ اوپر متعدد بار ذکر آیا ”رویتِ ہلال“ کا ثبوت آلات وحسابی قواعد سے نہیں ہوسکتا، اگرچہ مذکورہ بالاء دلائل سے یہ حیثیت پوری طرح ثابت معلوم ہوجاتی ہے مگر خدا کی شان دیکھئے کہ اسکے علاوہ جدید ترین ذرائعِ معلومات سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے،

پاکستان کے ایک مشہور صاحبِ قلم عصری تعلیم یافتہ ضیاء الدین صاحب جن کے متعدد قابلِ قدر مقالات ”رویتِ ہلال“ کے موضوع پر شائع ہوچکے ہیں اور ان سب کا مجموعہ ”رسالہ“ کی شکل میں لندن سے شائع ہوا ہے، موصوف نے یونیورسیٹی آف لندن کے آبزرویٹری کے شعبہ فیزکس وعلوم وفلکیات کے اسٹنٹ ڈائریکٹر سے اس موضوع پر خط وکتابت کر کے معلومات حاصل کیں۔ ڈائریکٹر مذکور نے جو جو اس کا جواب دیا اس کا خلاصہ ضیاء الدین صاحب موصوف کے ہی الفاظ میں یہاں مختصراً پیش کیا جا رہا ہے؛۔

آپ (ضیاء الدین) کے استفتاء سے متعلق کہ آیا رصد گاہی سائنسدان کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیش گوئی کی جا سکے! مجھے افسوس ہے کہ **اس کا جواب " نفی " میں ھے**۔ آگے چل کر ڈائریکٹر مزید لکھتے ہیں **؛درحقیقت رویت کے متعلق کوئی مفروضہ قائم نہیں کیاجاسکتا ۔مجھے افسوس ھے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا سائنسی طریقہ نہیں ھے جس سے اس موقعہ پر اسلام کی ضروری شرائط (آنکھوں سے نیاچاند دیکھنے کی بابت) پوری کی جاسکے** ۔(رویتِ ہلال موجودہ دور میں ص ۱۵، از ضیاء الدین، طبع لندن)

ضیاء الدین صاحب نے اپنے اسی رسالے میں مشہور عالم رصدگاہ **گرین وِچ کی سائنسی ریسرچ کونسل کے فلکیات قرطاس** ۶ کا ترجمہ بھی دیا ہے یہاں اس کا ایک حصہ نقل کیا جا رہا ہے؛"**ھر ماہ نئے چاند کی پہلی مرتبہ نظر آنے والی تاریخوں کے متعلق پیش گوئی کرناممکن نہیں کیونکہ ایسے کوئی قابلِ اعتماد اور مکمل طورپر مستند مشاھدات موجود نہیں ھوئے جنھیں ان شرائط کومتعین کرنے میں استعمال کیاجاسے جوچاند کے اول بار نظر آجانے کے لئے کافی ھوں**"۔**مزید لکھتے ھیں کہ "یہ امر واضح ھے کہ "رویتِ ھلال" کے متعلق پیش گوئی غیریقینی ھوتی ھے**۔

ان سب تفصیلات کے پیشِ نظر **صادق ومصدوق** صلی اللہ علیہ وسلم **کے ارشاد "انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هكذا وهكذا مرة تسعاوعشرين ومرة ثلثين**" (بخاری ج ۱ ص ۲۵۶) **کی معنویت وصداقت اور بھی زیادہ واضح ومدلل ھوجاتی ھے**۔ الیٰ قولہ۔۔۔۔۔۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے **کہ شریعت کے احکام کا مدار ظاھری امور (علامات) پر رکھا گیا ھے، فنی موشگافیوں اور حسابات پر نہیں رکھا گیا بلکہ شریعت نے تو حسابات وغیرہ پر (شرعی احکام کا) دارومدار رکھنے کی کوششوں سے بھی روکا ھے**"۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۳ ص ۵۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ (مفتی) سعادت اللہ خان غفرلہٗ ولوالدیہ

دیگر (مفتی) سلیمان بن یعقوب غفرلہٗ (مفتی) محمد ادریس عفی عنہٗ (مفتی) عرفان عفی عنہٗ

(مہر مدنی دار التربیت، کرمالی، گجرات ہند)

فتویٰ (۷) دارالافتاء جامعہ کھروڈ، بھروچ، ہند

حامداً ومصلیاً الجواب وباللہ التوفیق

نیومون تھیوری کے عدم اعتبار کی بابت علمائے امت اور فقھاء ومجتھدین کا اگر اجماع نہیں ھے تو کم از کم اتنا تو ضرور ھے کہ امت کا سوادِ اعظم اسی کا قائل ھے، اور سوادِ اعظم کے خلاف جو بات ھوگی وہ غیر معتبر اور خلاف احتیاط سمجھی جائے گی، اور اس پر اصرار اور اسکی رو سے سوادِ اعظم کے موافق بات کی تغلیط ھرگز درست نہ سمجھی جائے گی۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اپنے رسالہ تنبیہ الوسنان میں اس سے متعلق پوری ایک فصل رکھی ہے اور مذاہب اربعہ کی نقول اس بابت جمع کی ہیں، فرماتے ہیں :۔ احناف کے متون و دیگر کتب اس پر متفق ہیں کہ رمضان کا ثبوت یا تو چاند کے دیکھنے سے ہوتا ہے یا یہ کہ شعبان کے تیس دن پورے

ہوجائیں۔۔۔۔۔ **لهذا موقتین کے قول کا اعتبار نهیں که چاند فلاں رات کو هوگا، اگرچه وه عادل ومعتبر کیوں نه هوں احناف کا قول صحیح یهی هے ۔ اس پر امام ابوحنیفهؒ کے اصحاب واتباع متفق هیں** بجز شاذونادر اشخاص کے۔ **رسائل ابن عابدین** : ۲۲۵/۱۔

اس کے بعد انہوں نے **محققین شوافع ومالکیه وحنابله کے یهی اقوال** نقل فرمائے ہیں۔ دیکھئے رسائل ابن عابدین :۲۲۷/۱، لہٰذا **نیومون تھیوری شریعت میں اثباتاً ونفیاً کسی بهی حیثیت سے چاهے وه** (راجح یہی ہے کہ) **اعانت کے طورپرهی هو! قابل قبول نهیں هے**۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: العبد (مفتی) شبیر احمد دیولوی خادم جامعہ کھروڈ ۱۵/فروری ۲۰۰۹ء

المجیب مصیب؛ (مفتی) عارف گنجروی

فتویٰ (۸) دارالعلوم نذیریہ، کاکوسی

ضلع مہسانہ، شمالی گجرات

الجواب حامداً مصلیاً ومسلماً

یهودونصاریٰ کے قمری کیلنڈر (**جوفلکی حسابات پر مبنی هیں**) **کا شریعت میں اثباتِ هلال کے لئے اعتبار کرنا جائز نهین هے** ، **اوراس سے اعانت لینا بهی جائز نهیں جبکه وه اعانت نصوص کی تردید پر منتج هو۔**

مفتی رشیداحمد لدهیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک فتوی میں لکھتے ہیں، ” **اثباتِ هلال کے لئے حسابی طریقه استعمال کرنا شرعاً جائز نهیں** ،

اور اس پرپوری امت مسلمه کا اجماع هے ، (ملاحظہ ہو صحیح بخاری کے شرح فتح الباری: ص ۱۰۹ ج ۴ اور عمدۃ القاری: ص ۲۸۷ ج ۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صوم وافطار کا مدار عینی رؤیت پر رکھو ”صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته“ **اگرحسابی طریقه کی گنجائش هوتی تو رؤیت کے حکم کی بجائے اهلِ حساب سے دریافت کرنے کا حکم فرماتے** ، بالخصوص جبکہ حسابی فیصلے میں کئی سہولتیں بھی ہیں،

(۱) رؤیت کے لئے جدوجہد اور مشقت سے نجات (۲) اختلاف وانتشار سے حفاظت (۳) آئندہ معاملات کیلئے تعیین تاریخ میں سہولت وغیرہ۔ مع ہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیت ہی کو شرط قرار دیا اس میں حکمت یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کے معاملات اور عبادات کسی ایک یا چندے معدود لوگوں کی رائے اور فیصلہ پر موقوف ہونے کی بجائے عام مسلمانوں کے مشاہدہ سے متعلق رہیں **تاکه وه اندهی تقلیدکی بجائے علیٰ وجه البصیرة عبادات اداکریں** ، اور اپنے معاملات وعبادات کو چند انسانوں کے قبضہ میں اور ان کے رحم وکرم پر موقوف نہ سمجھیں، ۔۔۔۔ شریعتِ مطہرہ نے ثبوتِ ہلال کے لئے رؤیت کو شرط قرار دیکر انسان کو کسی دوسرے انسان کی کورانہ تقلید اور ذہنی غلامی اور عبادات کو غیر کے قبضے میں دینے سے محفوظ فرمادیا ہے، (**احسن الفتاویٰ** ج ۴ ص ۴۸۲) فقط والسلام واللہ اعلم

حرّرہ (مفتی) آدم پالنپوری ۲۹/محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

(مہر دارالعلوم جامعہ نذیریہ، کاکوسی، ضلع مہسانہ، شمالی گجرات)

For Islamic Books, Articles, Press Releases, Latast News, Islamic Calender
Log on to
www.hizbululama.org.uk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصّہ دوم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

امابعد؛ قارئین نے اوپر حصہ اوّل میں دیوبندی مفتیان کے فتاویٰ پڑھے اس حصّہ میں بھی انہی مفتیانِ کرام کے فتاویٰ قارئین پڑھیں گے جو حصّہ اوّل کے استفتاء سے مختلف سوال پر مبنی ہیں۔

حزب العماء یوکے کی طرف سے مفتیانِ کرام سے ایک اور سوال اور اس کے جوابات

محترم المقام حضرت مولانا مفتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلامِ مسنونہ خیریتِ طرفین بدرگاہِ ایزدی نیک مطلوب

ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے درجِ ذیل استفتاء کا جواب مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں

تمہید: ہر ماہ چاند کی مختلف شکلوں اور اس کے نظروں سے اوجھل ہونے کے متعلق ”فلکیاتی ہیئت کے حساب دانوں اور رصدگاہ والوں“ نے چاند کی ان اَشکال کی وجہ کے حوالہ سے ایک مفروضہ یعنی تھیوری (Theory) مندرجہ ذیل طے کرلی ہے؛

(الف) سورج کی روشنی جب چاند کے زمین والے حصّہ پر پڑتی ہے تو چاند ہر ماہ اہلّہ اور بدرِ کامل بن کر دوبارہ گھٹنے کی مختلف اَشکال میں دِکھائی دیتا ہے اور مہینہ کے آخر میں چونکہ زمین سے چاند اور سورج ایک لائن میں آجاتے ہیں (جسے فلکیاتی اصطلاح میں اجتماعِ شمس وقمر یا Conjunction کہا جاتا ہے) تو اس

کی وجہ سے سورج کی روشنی زمین کے جانب والے حصّہ پر نہیں پہونچ پاتی اس لئے وہ دِکھائی نہیں دیتا ہے اور جب چاند اس حد سے آگے بڑھتا ہے (جسے وہ فلکیاتی نیا چاند یا New moon کہتے ہیں) تو اس وقت چونکہ سورج کی روشنی اس پر پہونچنا شروع ہوجاتی ہے تو دوبارہ وہ بڑھنے، گھٹنے کے مراحل سے گذر کر مختلف اَشکال میں دِکھائی دیتا اور چھپتا نظر آتا ہے،

(ب) ساتھ ہی انہوں نے ”امکانِ رویتِ ہلال“ یعنی چاند کے دِکھائی دینے نہ دکھائی دینے کی پیش گوئی کے حوالہ سے اس حساب کی بنیاد پر ”امکانِ رویتِ ہلال“ کے یہ قواعد بھی طے کرلئے ہیں کہ مذکورہ نیومون یعنی فلکیاتی نئے چاند کے عین وقت پر اور اس سے مخصوص گھنٹوں پہلے یا بعد میں مخصوص گھنٹوں کے گذرنے سے قبل چاند دکھائی نہیں دے سکتا ہے۔

(**نوٹ**؛ ہیئت داں ورصدگاہ والے مذکورہ اصول وقواعد کو تھیوری Theory کہتے ہیں اور مشہور انگلش ڈکشنری (***Collins Millennium Edition 1998***) میں تھیوری کی تعریف درج ذیل الفاظ سے گئی ہے؛

A speculative or conjectural view or idea, a set of hypotheses related by logical or mathematical arguments to explain and predict a wide variety ofconnected phenomena in general terms: in general the theory of relativity. pp1587 Collins Millennium Edition 1998

کسی بات کو طے کرنے کے لئے انسانی سوچ وفکر پر مبنی مفروضہ، عقلی یا حسابی طور پر طے کئے ہوئے مفروضہ وآئیڈیا کی پیش گوئی کے وہ قواعد جو عام طور پر سمجھانے کیلئے استعمال کئے جائیں، مثلاً زمین چاند سورج ستاروں وسیاروں کے متعلق مفروضات)

اس تمہید کے بعد ذیل کے سوالات کے جوابات مطلوب ہیں؛

سوال نمبر(۱) الف کے ماتحت ثبوتِ ہلال کی مذکورہ تھیوری ومفروضہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (ب) کیا صاحبِ شریعت ﷺ نے رویتِ ہلال پر مبنی ۲۹ ویں اسلامی قمری کی شام تیسویں رات میں رویتِ ہلال کی گواہیوں کو مذکورہ

تھیوری کے ماتحت تسلیم کرنے نہ کرنے سے مشروط کیا ہے؟ (ج) کیا ہیئت دانوں اور رصدگاہ والوں کی اس فلکی تھیوری کے مدِّنظر ''نیومون اور اس کے مفروض امکانِ رویت قواعد کے خلاف چاند کی گواہی'' رد کردی جائے گی؟ یا شرعی شرائط پائے جانے پر گواہی کو (چاہے رصدگاہ والے اپنے حساب سے رویتِ ہلال کے امکان کا انکار کریں تب بھی) قبول کیا جائے گا؟ (نوٹ؛ آپ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منوّرہ کے یہود فلکیاتی حساب کے نیومون پر اپنے ماہ شروع کرتے تھے)۔ بیّنوا وتوجروا

فقط والسلام (مولوی) یعقوب احمد مفتاحی (دستخط)

ناظم حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

-------آمدہ جوابات-------

فتویٰ (۹) دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق:۔ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ رویتِ ہلال کے سلسلہ میں فلکیات اور ریاضیات کا حساب معتبر نہیں۔ یہ حساب ظنی ہوتا ہے، یقینی وقطعی نہیں ہوتا۔ رویتِ ہلال کا مدار مشاہدہ پر رکھا گیا ہے اور یوں فرمایا گیا ہے صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته یعنی چاند کا فیصلہ مشاہدہ کے بعد کرو یہ مشاہدہ قطعی اور یقینی ہے فقط واللہ اعلم

(**صدر دارالافتاء دیوبند۔** مفتی) حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح؛ (مفتی) محمد ظفیر اللہ

فتویٰ (۱۰) مظاہر العلوم سہارنپور، ہند

الجواب وباللہ التوفیق۔ (۱،۲) احکام اسلام اور ارکان اسلام کو ایسے سادہ طریقہ پر قائم کیا گیا ہے جس کا سمجھنا بلا تکلف آسان ہو، ہیئت وحساب یا دیگر دقیق علوم پر مدار نہیں رکھا گیا جن کے سمجھنے کے لئے بڑے آلات وتکلّفات کی ضرورت پیش آئے۔ **اگر ایسے علوم**

پر مدار ہوتا تو حضرت نبیٔ اکرم ﷺ پر ان کی بھی وحی آتی، اور آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو انکی بھی تعلیم دیتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم انکی تبلیغ واشاعت فرماتے۔

علامہ سبکی شافعیؒ نے اہل توقیت کے قول کو معتبر مانا ہے، مگر خود شوافع حافظ ابن حجرؒ، رملیؒ شہابؒ وغیرہ نے ان کی تردید کی ہے، اور علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے معراج سے اجماع نقل کیا ہے کہ اہل توقیت کا قول معتبر نہیں " ولاعبرة بقول الموقتين ولو عدولا على المذهب اى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه الخ (شامی ۲ص ۹۲)

حدیثِ پاک میں رؤیت پر مدار رکھا گیا ہے، لہٰذا جب شرعی ضابطہ کے مطابق رؤیت ثابت ہوجائے گی تو چاند ثابت مانا جائیگا، **مذکور فی السوال تھیوری پر مدار نہیں ہے، اور نہ ہی اس کو بنیاد بناکر کسی جگہ اس پر عمل کرنا جائز ہے** ۔فقط واللہ اعلم۔ حررہ العبد (مفتی) محمد طاہر عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارنپور ۷؍محرم ۱۴۲۹ھ الجواب صحیح ؛(مفتی) مقصود عفی عنہ ۱۲محرم ۱۴۲۹ھ (مہر دارالافتاء)

فتویٰ (۱۱) امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ، پھلواری شریف، پٹنہ، ہند

(الجواب) **ثبوتِ ہلال کے سلسلہ میں سائنس کی مذکورہ تھیوری کی شرعی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ اس تھیوری پر قبول شہادت کا مدار ہے**، اصل مدار رویتِ ہلال پر ہے جس کا ثبوت شرعی شہادت سے ہوتا ہے۔ عند القضاء

یا جہاں دار القضاء نہ ہو وہاں رویتِ ہلال کمیٹی کے ارکان کے نزدیک رویتِ ہلال کے سلسلہ میں شرعی شہادت مل جائے اور وہ حضرات رویتِ ہلال کا فیصلہ کردیں تو وہ قابلِ قبول ہوگا اور اگر شرعی شہادت کے بغیر محض مذکورہ تھیوری کی بنیاد پر رویتِ ہلال کا فیصلہ ہو تو وہ فیصلہ شرعاً قبول نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته. رواه الترمذی) (۲) نحن امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هكذا وهكذا. رواه الترمذی) (۳) ولاعبرة بقول الموقتين ...لان الشهادة نزلها الشارع منزلة اليقين۔ ردالمحتار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(مفتی) محمد حبیب عالم عفی عنہ ۲۵-۱۲-۱۴۲۹ھ/ ۲۴-۱۲-۲۰۰۸ء

(مہر۔ دار الافتاء امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ۔ پھلواری شریف، پٹنہ)

فتویٰ (۱۲) دار العلوم فلاح دارین ترکیسوَر، سورت

الجواب ھو الموفق

۱۔ ماہرین فلکیات کی اس طرح کی تھیوری وغیرہ کے بارے میں جو **ان کی اپنی عقل کے مفروضے ھیں** شرعاً انکے قابل اعتبار ہونے نہ ہونے میں فقہاء احناف کے تین اقوال ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "تنبيه الغافل والوسنان على احكام هلال رمضان" میں ذکر کیا ہے یہ رسالہ بقول علامہ شامیؒ کے مذاہب اربعہ کی پچاسوں کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے کتب احناف سے بہت سے مندرجات کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "رجعنا الى اصل المسئله فنقول الحاصل ان للمتأخرين ثلاثه اقوال نقلها الامام الزاهدى فى التنبيه (الاول) ماقاله القاضى عبد الجبار وصاحب جمع العلوم انه لابأس بالاعتماد على قول المنجين (الثانى) مانقلهٗ عن ابن مقاتل انهٗ كان يسألهم ويعتمد على قولهم

اذا اتفق عليه جماعة منهم. (الثالث) مانقله عن شرح الامام السرخسى ان الرجوع الى قولهم عند الاشتباه بعيد محديث من أتٰى كاهنا الخ.. (ص ۲۴۶)

لیکن **راجح تیسرا قول ھے** علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ **امام زاھدیؒ** نے تنبیہ میں ہی **شمس الائمه حلوانیؒ** سے نقل کیا ہے " ان الشرط عندنا فى وجوب الصوم والافطار رؤية الهلال ولايؤخذ فيه بقول المنجمين، پھر اسکے بعد مجد الائمہ سے نقل فرماتے ہیں " انه **اتفق اصحاب ابى حنيفة الاالنادر والشافعى انهٗ لااعتماد على قول المنجمين فى هذا**. (ايضاً)

اسی طرح **ابن وھبانؒ** نے اپنے منظومہ میں تینوں اقوال کو ذکر کرکے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ وقول اولى التوقيت ليس بموجب. وقيل نعم والبعض ان كان يكره، درمختار میں ہے "ولاعبرة بقول الموقتين ولوعدولا على المذهب.

البحرالرائق میں **غاية البيان** سے منقول ہے "من قال يرجع فيه الى قولهم فقد خالف الشرع (ايضا)

اور اسکی دلیل وہ احادیث ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اندوہ اور انکار کے باب میں شرعاً رویت معتبر ہے، علم چاند کا کافی نہیں ہے "والاولى الاستدلال بالاحاديث الدالة على اعتبار الرؤية لاالعلم فانه صلى الله عليه وسلم قال صوموا لرؤيته وافطروا لرويته (وقال) فان غم عليكم فاكملوا العدة (ولم يقل فاسئلوا اهل الحساب بل قال) نحن امة امية لانكتب ولانحسب، (ايضا)

علامه شامیؒ اس مسئلہ سے متعلق **مذاهب اربعه کی کتابوں سے** مندرجات اور ان

کے مستدلات کوذکرکرنے کے بعدآخرمیں تحریرفرماتے ہیں " علم انہ لااعتماد علیٰ مایقولہ علماء النجوم والحساب فی اثبات الشھرتعدم اعتبارہ فی الشرع المعلق فیہ وجوب الصوم اوالفطر علی الرویة لاعلی القواعد الفلکیة (ص ۲۴۹)

لہٰذااس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ

(الف)**ھیئت داں اور رصدگاہ والوں کی مذکورہ تھیوری شرعاً ناقابل اعتماداورغیرمعتبر ھے۔**

(ب)**صاحب شریعت ﷺ نے رویتِ ھلال کی گواھی کے قبول کرنے نہ کرنے کو اس تھیوری اورقاعدہ کے ساتہ مشروط نھیں کیاھے** جبکہ شرعاً شہادت کے شرائط پائے جانے کے بعدگواہی قبول کرلی جائیگی۔

(ج)**شرعی شرائط** پائے جانے پر **گواھی کوقبول کیاجائیگاچاھے امکان رویت کے قواعدکے خلاف ھی کیوں نہ ھو!** ،اسی طرح کاایک مسئلہ شوافع کے یہاں مصرّح ہے۔

علامہ رملیؒ کے والدسے علامہ سبکی کے ایک فتویٰ کے متعلق جواسی بابت تھاسوال کیاگیا۔ " وعبارة والدہ (الرملی) فی فتاواہ سئل عن قول السبکی لوشھدت بینة برؤیة الھلال لیلة الثلاثین من الشھروقال الحساب بعدمِ امکان الرؤیة تلک اللیلة عمل بقول الحساب لان الحساب قطعی والشھادة ظنیة واطال الکلام فی ذالک فھل یعمل علی ماقالہٗ ام لا الخ..

اس کے بعددومسئلوں سے متعلق اورسوال ہے "فاجاب بان المعمول بہ فی المسائل الثلاثة

ماشھدت بہٖ البینة لان **الشھادة نزلھا الشارع منزلة الیقین** وماقالہ **السبکی مردود ردہٗ علیہ جماعة من المتأخرین ولیس فی العمل بالبینة مخالفة لصلاتہ** ﷺ

ووجہ ماقلناہ ان **الشارع لم یعتمدالحساب بل الغاہ بالکلیة** بقولہ "نحن امة امیة لانکتب ولانحسب الشھرھٰکذا وھٰکذا" وقال **ابن دقیق العید** الحساب لایجوز الاعتمادعلیہ فی الصیام انتھیٰ **والاحتمالات التی** ذکرھاالسبکی بقولہٖ ولان الشاھدقدیشتبہ علیہ الخ.... **لااثرلھاشرعاً لامکان وجودھا فی غیرھا من الشھادات** انتھیٰ کلام الرملی الکبیر. (بحوالہ رسالہ مذکورہ ص ۲۴۸)

(۲) **کسی بھی چاندکمیٹی کارویتِ ھلال کی گواھیوں کے قبول کرنے کوامکانِ رویت کے اس حساب کے ساتہ مشروط کرناشرعاً درست نھیں ھے** لیکن گواہی قبول کرکے ثبوتِ ہلال کااعلان جب شرعی بنیادپرکیاگیاتواس اعلان کوبنیادبناکراس جگہ اس پرعمل کرناجائزہوگاجب کہ کوئی شرعی محذورلازم نہ آتاہواس لئے کہ **شرعی شھادت جب اپنی تمام شرطوں کے ساتہ پائی جائے تواس سے رویت ثابت ھوجاتی ھے۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ الاحقر(مفتی)وحیدالدین عفی عنہ دارالعلوم فلاح دارین ترکیسور،سورت ۱۷رصفرالمظفر ۱۴۲۹ھ

فتویٰ(۱۳)جامعہ خیرالمدارس،ملتان

الجواب: **ماھرین فلکیات ،اھل حساب منجمین کے ارشادات، حضراتِ فقھاء کی تصریحات کے مطابق صوم ،صلوٰة اور عیدین میں معتبر**

نهیں چنانچہ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں ”لاعبرة بقول الموقتين ولوعدولاً على المذهب الخ...... (درمختار)، اس پر علامہ **شامیؒ لکھتے هیں** قوله لاعبرة ای فی وجوب الصوم على الناس (ج۲ص۹۲)

وقال ابن دقيق العيد الحساب لايجوزالاعتماد عليه فى الصلوٰة (شامیه)

وفی النهر فلايلزم بقول الموقتين انه ای الهلال يكون فى السماء ليلة كذاوان كانوا عدولًا فى الصحيح (شامیه)

قال فی **الربانية** وقول اولى التوقيت ليس بموجب الخ (درمختار)

معراج الدرايه میں ان لوگوں کے اقوال کے غیر معتبر ہونے پر اجماع نقل کیا بلکہ خود ان لوگوں کو بھی اپنی تحقیق پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔

فی المعراج لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوزللمنجم ان يعمل بحساب نفسه (شامیه) بقول علامہ **شهاب الرملی الكبير شافعی** شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان ماہرین کے حساب اور تحقیق کو کلی طور پر لغو قرار دے دیا ہے۔ وجه ماقلناان الشارع (عليه السلام) لم يعتمدالحساب بل الغاه بالكلية بقوله نهن امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هكذا وهكذا الخ.. (شامیه ج۲ص ۹۲)

صرف علامہ سبکی **شافعی** نے اسے معتمد قرار دیا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے کوئی رسالہ بھی لکھا ہے لیکن حافظ ابن حجر، علامہ رملی جو شافع المسلک ہیں انہوں نے سختی سے اس کی تردید کی ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں قلت ماقاله السبكیؒ الشافعی رده متأخراهل مذهبه ومنهم ابن حجروالرملى الخ.. (ج۲ص ۹۲ شامیه) وماقاله السبكى مردود رده عليه جماعة من المتأخرين الخ (شامیه ج۲ص ۹۲)

(ج) بعینہ یہی صورت علامہ **شهاب الدين رملی** سے پوچھی گئی اس کے ساتھ دو اور صورتوں کا بھی سوال ہوا۔ فأجاب بان المعمول به فى المسائل الثلاث ماشهدت به البينة لان **الشهادت نزلها الشارع منزلة اليقين** الخ.. (شامیه ج۲ص ۹۲)

الحاصل ”**شهادت سے ثابت شده صورت کااعتبارهوگا**“ **امکانِ رؤیت بقواعدِ حساب اگرچه نه هو۔** جب یہ بقول مسائلِ مفروضہ ہے تو **اسے ثبوتِ هلال میں دخل نهیں۔**

فقط واللہ اعلم — بندہ (مفتی) محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۰ محرم ۱۴۲۹ھ (مہر دارالافتاء)

فتویٰ (۱۴) دارالافتاء جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا، پاکستان

الجواب باسم ملہم الصواب؛

ثبوت، ہلال میں شرعی اصول کی رعایت ضروری ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں چنانچہ فلکیاتِ جدیدہ مصنفہ محدثِ اعظم **حضرت مولانامحمد موسیٰ الروحانی صاحب** میں مذکور ہے ”**کیارویتِ هلال کمیٹی کاقیام اس لئے هے که اس کے اراکین سائنسی تحقیقات کے مطابق فیصلے کریں؟ نهیں نهیں بلکه ان کافرض هے که شرعی اصولوں کے مطابق عید کیلئے شهادت لیں** (فلکیاتِ جدیدہ ص۳۳۲)

اختلافِ رویتِ هلال کامسئله کوئی نئی بات نهیں بلکه ایسے مسئله میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، **خلفائے راشدین، صحابه کرامؓ اور ائمئه دین کاعمل کیسے تها وه دیکهناهوگا** اور اس قسم کے مسائل میں **عقل پر اعتماد کرنا** جیسا کہ سابقہ منطق میں اس کا اظہار کیا گیا ہے **دانشمندی نهیں! یه توعلمی اور فلسفی مسائل کے اثبات کیلئے پیش کرنا قرینِ قیاس**

ہے مگر اسلام جیسے منضبط دین کے عام درپیش ہونے والے مسائل کے لئے مناسب نہیں (فلکیاتِ جدیدہ ص۳۲۰)

(ب) **مشروط نہیں کیا،**

(ج) **شرعی شرائط کے مطابق پائے جانے والی گواہی کوقبول کیاجائے گا نیز ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول پر عمل کرنادین ہے نہ کہ یہود کاطریقہ،**

فقط واللہ اعلم بالصواب (کتبہ۔مفتی) عصمۃ اللہ ۴ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح؛ (مفتی) محمد غفرلہ ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ (مہرِ جامعہ مفتاح العلوم)

فتویٰ (۱۵) دارالافتاء والارشاد لاہور، پاکستان

الجواب باسم الملک الوہاب

رمضان اور عیدوغیرہ کادارومدارروٴیتِ ہلال پرہے، حدیث شریف میں ہے کہ

"لاتصوموا حتیٰ تروا الهلال ولاتفطروا حتیٰ تروه فان غم عليكم فاقدروا له. (بخاری شریف: ج۱ ص۲۵۶۔ مسلم شریف: ج۱ ص۳۴۷)

دوسری حدیث میں ہے کہ؛ الشهر تسع وعشرون ليلة فلاتصوموا حتیٰ تروه فان غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين. (بخاری شریف: ج۱ ص۲۵۶۔ مسلم شریف: ج۱ ص۳۴۷)

ایک اورحدیث شریف ہے کہ؛ انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هكذا وهكذاوهكذاوعقدالابهام فى الثالثة والشهرهكذاوهكذاوهكذا يعنى تمام ثلاثين. (بحواله سابقه) قال فى البدائع: فان كانت السماء مصحية يعرف برؤية الهلال، وان كانت متغيمة يعرف باكمال شعبان ثلاثين يوماً لقول النبى صلى الله عليه وسلم (صومو الرئيته وأفطروا لرئيته، فان غم عليكم فأكملوا شعبان ثلاثين يوما ثم صوموا) (بدائع الصنائع: ج۲ ص۲۲۰) قال فى الهنديه: يجب ان يلتمس

الناس الهلال فى التاسع والعشرين من شعبان وقت الغروب، فان رأوه صاموه، وان غم أكملوا ثلاثين يوماً، وهل يرجع الى قول اهل الخبرة العدول ممن يعرف علم النجوم، **الصحيح أنه لايقبل، ولايجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه۔** (کذافی الھندیہ: ج۱ ص۱۹۷)

قال فى الهدايه: وينبغى للناس أن يلتمسوا الهلال فى اليوم التاسع والعشرين من شعبان، فان رأوه صاموا، وان غم عليهم أكملوا عدة شعبان ثلاثين يوماً ثم صاموا. لقول النبى صلى الله عليه وسلم صوموا لرئيته وأفطروا لرئيته، فان غم رليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين يوماً. (الھدایہ ج۱ ص۲۳۱)

وفى رد المختار: ولاعبرة بقول المؤقتين ولوعدولا على المذهب (قوله ولاعبرة بقول الموئقتين) أى فى وجوب الصوم على الناس بل فى المعراج لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه .... وللامام السبكى الشافعى تاليف مال فيه الى اعتمادقولهم. لأن الحساب قطعى اهـ ومثله فى شرح الوهبانية. **قلت السبكى رده متأخرواهل مذهبه منهم ابن حجروالرملى فى شرح المنهاج**.

(ردالمختار: ج۲ ص۱۰۰)

وفى رسائل ابن عابدين: ثم نقل عن حجة الائمة الترجمانى أنه اتفق أصحاب أبى حنيفة الا النادر و **الشافعى أنه لااعتماد** على قول المنجمين فى هذا..... (**وأما عندالمالكية**) ففى مختصر الشيخ خليل أنه لايثبت بقول المنجم. قال شارحه الشيخ عبدالباقى لافى حق نفسه ولافى حق غيره وكأهله، ومن لااعتناء لهم بأمره....... وعلى كل لايصوم أحد بقوله ولايعتمد هونفسه على ذلك حرم تصديق المنجم...

(**وأماعند الشافعية**) **ففى الأنوارلاردبلى**. ولايجب بمعرفة منازل القمر لاعلى العارف بهاولاغيره انتهى.. وفى منابيع الاحكام ولاعبرة بقول المنجم مطلقاً فلايصوم وان علم بالحساب أنه أهل على الأظهر اذتحكيمه قبيح شرعاً.

(وأما عندالحنابلة) **ففى الغاية وشرحها من باب صلوة الكسوف: ولاعبرة بقول المنجمين فى كسوف ولاغيره ممايخبرون به،ولايجوزعمل به لأنه من الرجم بالغيب، فلايجوزتصديقهم۔** (**رسائل ابن عابدئن** ج۱ص۲۴۸)

(وقد) تلخص حررناه تحصل مماقررناه من المسائل المتفرقة والمجتمعة فى هذه الفصول الأربعة أن المعول عليه والواجب الرجوع اليه، فى مذاهب الأئمة الأربعة المجتهدين كماهوالمحرر فى كتب أتباعهم المعتمدين . أن اثبات هلال رمضان لايكون الا بالرؤية ليلاً أوباكمال عدة شعبان وانه لايعتمد على مايخبر به أهل الميقات والحساب والتنجيم لمخالفة شريعة نبّيا عليه أفضل الصلوٰة والتسليم. (رسائل ابن عابدين ج ا ص۲۵۳)

وفى المرقاة :......... وهومردود لحديث "انانامة امية لانكتب ولانحسب " فانه بدل على أن معرفة الشهرليست الى الكتاب والحساب كمايزعمه اهل النجوم ،والاجماع على عدم الاعتماد بقول المنجمين. (مرقاة المفاتيح ج۴ص۴۰۳)

مذکورہ احادیث مبارکہ اور عبارات فقہیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کی ابتداء کو رؤیت ہلال پرموقوف رکھا ہے نئے چاندکے افق پرموجودہونے یااس کےنظرآنے کاصرف عقلی اور حسابی امکان اور ثبوت ہلال کے کسی بھی نظریہ یامفروضہ کومدارنہیں بنایا ۔چنانچہ اس کے بعدارشادفرمایا کہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے ۲۹ویں کا چاندنظرنہ آئے تواس وقت تیس دن پورے کرکے اگلامہینہ شروع کرو۔

یہ مذکورہ حدیثیں (جواوپرنقل کی گئیں) حدیث کی دوسری سب مستندکتابوں میں موجود ہیں، اوران میں روزہ رکھنےاورعیدکرنے کامدارچاندکی رؤیت پررکھا ہے۔

لفظ رؤیت عربی زبان کامشہورلفظ ہےجس کے معنیٰ کسی چیزکوآنکھوں سے دیکھنے کے ہیں۔اس کے سوااگرکسی دوسرے معنیٰ میں لیا جائے تووہ حقیقت نہیں مجاز ہے اس لئے اس ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وسلم کاحاصل یہ ہواکہ تمام احکام شرعیہ جوچاند کے ہونے یانہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاندکا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظرآئے ،معلوم ہواکہ مدارِاحکام چاندکاافق پروجودنہیں بلکہ رؤیت ہے اگر چاندافق پرموجودہومگرکسی وجہ سے قابل رؤیت نہ ہوتواحکام شرعیہ میں اس وجودکااعتبارنہ کیاجائے گا۔

اس مفہوم کواسی حدیث کی آخری جملے نے اور زیادہ واضح کردیاجس میں یہ ارشادہے کہ اگر چاندتم سے مستوراور چھپاہوارہے یعنی تمھاری آنکھیں اسکو نہ دیکھ سکیں تو پھرتم اس کے مکلف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاندکاجوداورپیدائش معلوم کرواور اس پرعمل کرو یا آلات رصدیہ اور دوربینوں کے ذریعے اس کاوجددیکھ لو ، بلکہ فرمایا"فان غم عليكم فأكملوا عدة ثلاثين" یعنی اگرچاندتم پرمستورہوجائےتوتیس دن پورے کرکے مہینہ ختم سمجھو۔ان الفاظ حدیث سےاس کے علاوہ اورکوئی مفہوم ہوسکتا کہ اگرچاندافق پرموجودہےمگراس کے کھلی آنکھوں سےنظرآنے میں بادل یااورکوئی چیزحائل ہوگئی ہواور چاندنظرنہ آسکاہوتو اسی صورت میں شریعت کاحکم یہی ہے کہ تیس دن پورے کرلئے جائیں،اس سے **یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مہینہ کی آمدورفت کامدارشرعا نئے چاندکے دیکھنے پرہے اس کے افق پرموجودہونے یاامکان رؤیت پرنہیں ہے۔اور اس سے**

یہ بھی ثابت ہوجاتاہے کہ حسابی طریقہ یا آلات رصدیہ کے ذریعہ ثابت ہونے والانیا چاند شرعی احکام کے لئے بنیاد نہیں بن سکتا، کیوں کہ آلات اور حسابی قواعد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نئے چاند کا امکان معلوم ہوسکتا ہے،(جس کے لئے عموماً فقہی کتابوں میں تولید ہلال یا ولادت قمر وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔اور انگریزی میں اسے نیومون (New Moon) کہا جاتا ہے جبکہ شریعت میں رؤیت کا اعتبار کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں یہ اصول وضع فرمایا ہے کہ؛

(۱) اگر مطلع ابر آلود ہو تو ثبوت رمضان کا فیصلہ ایک دیندار پابندِ شریعت مسلمان مرد یا عورت کے بیان پر کیا جاسکتا ہے،البتہ ہلالِ عید کے لئے با قاعدہ شہادت کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں (جو مسلمان اور بظاہر پابندِ شریعت ہو) شرعی قاضی یا مفتی کے سامنے چاند دیکھنے کی شہادت دیں اور قاضی یا مفتی اس کی شہادت قبول کرلیں تو اس سے چاند ثابت ہوجاتا ہے **چاہے اس دن چاند کی ولادت یا رؤیت حسابی قواعد کے رو سے ناممکن ہو۔**

ان کان بالسماء علة فشهادت الواحد على هلال رمضان مقبولة، اذا كان عدلا مسلما عاقلا بالغاً حراأو كان عبداًذكراً أوک

ان انثىٰ ولايشترط فى هذاالشهادة لفظ الشهادة ولاالدعوى ولاحكم الحاكم وان كان بالسماء علة لاتقبل (فى لفظ) الاّ شهادة رجلين أورجل وامرأتين ،ويشترط فيه الحرية ولفظ الشهادة .والاضحىٰ كالفطر فى ظاهرالرواية.

(۲) اگر آسمان بالکل صاف ہو تو اسوقت رؤیت عامہ (یعنی عام لوگوں کا یا جم غفیر کا چاند دیکھنا) ضروری ہے۔چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا،وان لم يكن بالسماء علة لم تقبل الاّ شهادة جمع

كثيريقع العلم بخبرهم (ہندیہ:ج اص ۱۹۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس ضابطہ پر تھا،صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی اصول کے پابند تھے اور امت مسلمہ کو اسی قاعدے کی پابندی کا بار بار تاکیدی حکم فرمایا لیکن کسی حدیث میں **حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ سے ادنیٰ ہلکا سے ہلکا اشارہ اس طرف نہیں فرمایا کہ اس اصول کو چھوڑ کر امت کسی مرحلہ میں کسی دوسرے طریقہ پر بھی اعتماد کرسکتی ہے،کسی حسابی فن اور فنی موشگافوں سے بھی اس سلسلہ میں مدد لے سکتی ہے**،اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع فرمودہ اصول رؤیت کو چھوڑ کر کسی فن پر اعتماد کرنے ،اور اسکے ماہرین کی طرف رجوع کرنے سے بھی منشأ نبوت پورا ہوسکتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہمیں اس کا کوئی معمولی اشارہ ملنا چاہئے تھا،یا کم ازکم صحابہ وتابعین اور ائمہ ہدی کی طرف سے اس اصول نبوی سے ہٹ کر کسی دوسری راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش کا کہیں سراغ ملتا۔

لیکن اس کے برعکس **ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضور نے کہیں ''لانکتب ولانحسب'' کہہ کر اوقات کی یقین کے باب مین حسابی تخمینوں کی حوصلہ شکنی فرمائی ، کہیں دونوں ہاتھوں کے اشارہ سے ''الشهر هكذا وهكذاوهكذا'' کہہ کر ماہ وسال کے سلسلہ میں حساب پر بالکلیہ بے اعتمادی کا اظہار فرمایا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اس مضمون کو سمجھانے کے لئے کہ مہینہ کبھی ۲۹ کا ہوتا ہے کبھی ۳۰ کا۔ دونوں ہاتھوں کو چھ دفعہ اٹھانے اور**

''ھکذا'' کا لفظ چھ دفعہ دھرانے کی بنسبت ۲۹، ۳۰ کا عدد مختصر بھی تھا اور واضح بھی ، اور آپ ﷺ کے مخاطب ان ھندسوں سے نا آشنا بھی نہ تھے۔

کہیں '' فلاتصوموا حتی تروہ ولاتفطروا حتی تروہ''فرما کر رؤیت کے بغیر کسی نوع کے حسابی تخمینہ پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ اور افطار کرنے سے امت کو صاف صاف منع فرمایا، اور کہیں چاند دیکھ کر''دوسری تاریخ کا ہے''نعرہ لگانے کو قربِ قیامت کی علامت بتلا کر اس سے نفرت دلائی۔

کھیں بلا استثناء اھل النجوم کی تصدیق کو کفر سے تعبیر فرمایا، مگر کسی موقع پر یہ تصریح نھیں فرمائی کہ اھل نجوم کی تقویم پر اعتماد کرتے ھوئے کبھی چاند کا فیصلہ کیا جاسکتا ھے۔

یھی وجہ ھے کہ بالاتفاق امت شریعت اسلامیہ میں ثبوت ھلال کے باب میں اھل حساب اور فلکیات کی رائے کا اعتبار نھیں کیا بلکہ انکی تحقیق کو سرے سے کالعدم اور لغو قرار دیا،

یہاں یہ وضاحت کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ہم اس کے مکلّف نہیں کہ **آلات رصدیہ، دوربینوں کے ذریعہ چاند دیکھنے کی کوشش کریں** اور یہ پسندیدہ بھی نہیں، **لیکن اگر ایسا کیا گیا اور چاند دیکھ لیا گیا تو چاند کی رؤیت ثابت ھوجائیگی۔**

رہا یہ سوال کہ شریعت نے احکام ہلال کا مدار رؤیت پر کیوں رکھا؟ فلکیاتی تحقیق پر کیوں نہیں رکھا؟ ہوسکتا ہے کہ اس میں شارع کے پیش نظر بندوں کی بہت سی مصلحتیں ہوں اور وہ صرف رؤیت

پر مرتب ہوسکتی ہوں اور فلکیات پر نہیں۔ مثلاً **دوسری قوموں کے ماہ وسال کا مدار تقویمی حسابوں پر تھا، شارع نے اس امت کی انفرادیت کو ملحوظ رکھنے کے لئے جس طرح اور بھت سی چیزوں میں ان کی مشابھت سے امت کو بچانا چاھا اسی طرح ان کو تقویمی مشابھت سے بھی امت کو محفوظ رکھنا چاھا اس لئے ان کو مستقل نظام تقویم دیا۔**

یا ہوسکتا ہے کہ چونکہ دوسرے حسابی طریقوں سے ماہ سال کی تعیین فطری اور تحقیقی نہیں تھی بلکہ اختراعی اور تقریبی تھی اسکی برعکس اسلام دین فطرت تھا اس نے چاہا کہ امت اسلامیہ کے ماہ وسال کی تعیین کیلئے''رؤیت''اور''مشاہدہ' کا فطری طریقہ مقرر کیا جائے کیوں کہ یہ اختراعی اور تقریبی طریقہ اس کی فطرت سے میل نہیں کھاتے تھے۔

یا ممکن ہے کہ اس امر کی رعایت رکھی گئی ہو کہ اسلام کے پورے نظام کی بنیاد تکلف اور تعمق پر نہیں بلکہ سادگی اور سہولت پر رکھی گئی ہے، اس لئے''اسلام کے نظام تقویم''کو بھی مشاہدہ اور رؤیت جیسے آسان اور سادہ اصول پر مبنی کیا گیا تا کہ اس نظام کے''جزوکل''میں مناسبت رہے اور اس باب میں امت تکلف اور مشقت میں مبتلا نہ ہوجائے۔

یا ممکن ہے کہ اس چیز کا لحاظ رکھا گیا ہو کہ نظام تقویم بہرحال اوقات کی تعیین کا ایک ذریعہ ہے اور جو قوم ذرائع میں منہمک ہوکر رہ جائے اکثر وبیشتر مقاصد اسکی نظر سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔ اور فطری طور پر ان کی صلاحیتیں ذرائع ہی میں کھپ کر ضائع ہوجاتی ہے اس لئے چاہا گیا کہ امت مسلمہ کو نظام تقویم ایسا دیا جائے جس میں منہمک ہوکر مقصدی صلاحیتیں کھو بیٹھنے کا ذرا بھی اندیشہ نہ ہو، پس آنکھ کھولی، چاند دیکھ لیا، تقویم درست ہوگئی اور سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے، نہ ضرب کی ضرورت نہ تقسیم کی، نہ محکمہ موسمیات قائم کرنے کی ضرورت، نہ اس پر ریسرچ کی۔۔۔۔

یا ممکن ہے کہ یہ امر پیشِ نظر ہو کہ اس امت میں بھی امیر بھی ہونگے غریب بھی، عالم بھی، جاہل بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی، اور بیشتر عبادات ومعاملات کا مدار نظام تقویم پر ہے، اس لئے چاہا گیا کہ جس طرح نظام تقویم سے متعلقہ احکام کے مکلّف امت کے سب ہی طبقات ہیں اس طرح ان کو نظام تقویم بھی ایسا دیا جائے جس پر ہر شخص اپنے مشاہدہ کی روشنی میں پورے شرح صدر کے ساتھ یقین کر سکے۔

یا ممکن ہے کہ شارع کو جو یقین ہلال کے باب میں مطلوب ہے وہ رؤیت یا مشاہدے پر ہی مرتب ہوسکتا ہے، اس کی نظر میں حسابی جنتری اس یقین کے پیدا کرنے میں ناکافی ہو۔

یا ہوسکتا ہے کہ شارع نے اس امر کو پسند نہ فرمایا ہو کہ روزہ وافطار تو سب کریں، مگر ان کے اوقات کی تعیین ایک خاص گروہ کے رحم وکرم پر ہو، اس لئے نظام تقویم ایسا مقرر فرمایا کہ ایک عامی بھی اپنے وقت کی تعیین ٹھیک اسی طرح کرسکتا ہے جس طرح ایک ماہر فلکیات، اور بدوی بھی اسی طرح اپنے اوقات کا حساب لگا سکتا ہے جس طرح ایک شہری۔

الغرض! شارع کے پیش نظر بیسیوں حکمتیں ہوسکتی ہیں اس لئے شارع کا نظام تقویم عین حکمت ومصلحت اور اسکو اختیار کرنے میں سہولت اور خیر وبرکت ہے۔

(سعودی عرب!) **سعودی عرب کے متعلق یہ جو مشہور ہے کہ وہ چاند کے معاملہ میں شرعی ثبوت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ آلات رصدیہ اور حساب کے ذریعہ رمضان اور عیدین کی تعیین کرتے ہیں یہ محض پروپیگندہ ہے، اور ہمارے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی تحقیق سے یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے،**

بلکہ وہ شرعی ثبوت کے عین مطابق رمضان اور عیدین کا خوب انتظام کرتے ہیں، اسلئے وہاں کے لئے رمضان، عیدین اور وقوف عرفہ جیسے احکام میں ان کی موافقت ضروری ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ (مفتی) فصیح الدین وزیرستانی۔ مؤرخہ: ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: (مفتی) حمید اللہ عفی عنہ (مہر دار الافتاء)

(دیوبند مکتب مفتیانِ کرام کے فتاویٰ پورے ہوئے)

فتویٰ حضرت مفتی رشید احمد لُدھیانوی

آپ ''حکومتِ پاکستان کی طرف سے عبادات کو قمری کیلنڈر سے وابستہ کرنے کی تجویز کا جواب'' کے عنوان کے ماتحت آمدہ سوالات کے جواب میں، سوال نمبر (۴) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اگر حسابی طریقہ کی گنجائش ہوتی تو رویت کے حکم کے بجائے اہل حساب سے دریافت کرنے کا آپ ﷺ حکم فرماتے، بالخصوص جبکہ حسابی فیصلہ میں کئی سہولتیں بھی ہیں، مثلاً

(۱) رویت کے لئے جدوجہد اور مشقت سے نجات (۲) اختلاف وانتشار سے حفاظت (۳) آئندہ معاملات (طلاق وعدت وغیرہ) کے لئے تعیینِ تاریخ میں سہولت، مع ہذا حضور اکرم ﷺ نے رویت ہی کو شرط قرار دیا۔ آگے مزید لکھتے ہیں ''مہینہ ۲۸ دن کا ہے یا ۲۹ یا ۳۰ یا ۳۱ کا اس بارے میں پوری دنیا چند محاسبین کی کورانہ تقلید کر رہی ہے بس بوجھ بُجھکّر جو کہدے ماننا پڑے گا۔ شریعتِ مطہرہ نے ثبوتِ ہلال کے لئے رویت کو شرط قرار دے کر انسان کو کسی دوسرے انسان کی کورانہ تقلید اور ذہنی غلامی اور عبادات کو غیر کے قبضہ میں دینے سے محفوظ فرمادیا ہے، رویت کی مشقت یا مجاہدہ برداشت کرلیں اور اسکی وجہ سے قدرے اختلاف کی زحمت گوارہ کرلیں، مگر اپنی عبادات غیر کے قبضہ میں نہ دیں بلکہ خود علی وجہ البصیرت ادا کریں۔ (۲) پھر سوال نمبر تین میں (نمبر ۳) کہ قطبین پر نماز کیلئے اجتہاد کیا جاتا ہے تو چاند کے مسئلہ میں کیوں نہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: جوازِ اجتہاد کے لئے شرط یہ ہے کہ مسئلہ منصوصِ شرعی نہ ہو (جبکہ) ثبوتِ ہلال کے لئے رویت کی شرط نص سے ثابت ہے اس لئے اس میں اجتہاد کرنا حرام ہے

ذیل میں پانچ صفحات پر مشتمل یہ وہ تفصیلی تحریر ہے جو مفتیانِ کرام پر اردو حصّہ اوّل کے استفتاء کی تمہید کے طور پر سوال کے ساتھ بھیجی گئی تھی اور جسے طوالت کی وجہ سے وہاں طوالت کے خوف سے سوال کے ساتھ رکھنے کے بجائے کتاب کے اخیر میں رکھے جانے کا کہا گیا تھا؛

بسم اﷲ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نسلی علی رسوله الکریم وعلیٰ آله و اصحابه اجمعین و من تبعه الی یوم الدین

قال الله تعالی یسئلونک عن الاهلّة قل هی مواقیت للناس والحج(البقره)

وعن ابی سعید رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله (ﷺ) لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع ،حتی لو دخلوا حجر ضب لاتبعتموهم ،قیل ، یارسول الله الیهود والنصاری؟ قال: فمن؟ (رواه البخاری ومسلم) ؛

وعن ابن عمرو قال قال رسول الله ﷺ: ان الاسلام بدء غریبا وسیعود کما بدء ویارزبین المسجدین کما تئرز الحیة فی جحرها (بخاری،مسلم،اور معمولی لفظی فرق سے کنز العمال ،فیض القدیر شرح جامع الصغیر ،ترمذی،ابن ماجه)

محترم المقام حضرت مولانا مفتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کی آمد پر ایام وماہ وسال کی تعیین کے لئے دنیا میں کئی کیلنڈر رائج تھے جن میں مشرکین ،ہنود، جیَن ، پارسی ،چینی وغیرہ قومیں خود کی مقامی موسمی تہذیب وتمدّن ، مذہب ، بادشاہت وحکمرانی اور مشہور تاریخی واقعات کے تناظر میں اپنے روزانہ کے ایام وماہ اور سالوں کا کیلنڈر استعمال کرتے تھے جن میں مشرکینِ عرب کا بھی کیلنڈر رہا کرتا تھا جس کے مہینوں کے نام وہی تھے جو اسلامی مہینوں کے ہیں ، بہرحال ان تقویموں میں ذیل کے دو کیلنڈر خاص طور پر مشہور تھے

(۱) رومن کیلنڈر جسے گیریگورین (عیسائی) یا شمسی کیلنڈر بھی کہا جاتا ہے یہ کیلنڈر اصلاً تو یونانی ہے مگر رومیوں نے یونان پر قبضہ کرنے پر ان کے کیلنڈر کو اپنا کر اس کے اندر رومی حکمرانوں نے اپنے طور پر خود کے نام سے کچھ تبدیلیاں کیں اور رومی حکمراں قسطنطین اعظم اوّل (سن ۳۰۵ تا ۳۳۷ء) نے معبودانِ باطلہ کو چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرلی تب سے یہ یونانین رومن کیلنڈر بھی عیسائیت کی طرف منسوب ہوا اور اس حوالہ سے اس میں کچھ اور تبدیلیاں بھی کی گئیں اور آج بھی یہ کیلنڈر عیسائی حوالہ سے مشہور ومعروف ہے

(۲) دوسرا قمری کیلنڈر جسے اس وقت یہودی استعمال کرتے تھے ، یہ تو اصلاً چاند کو دیکھ کر مہینہ شروع کرنے کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر مبنی تھا مگر ۳۵۸ء میں بیت المقدّس میں یہودیوں کے چیف ربائی حائیل دوم نے اس میں ''۴۳۰ قبل مسیحؑ'' میں گزرے فلسفی میتون (Metone) کے نظریات اور فلکی مفروضات کی نیومون تھیوری کی بنیاد پر تبدیل کردیا تھا جس پر تب سے آپ ﷺ تک اور اب بھی یہودی اُسی میتونی نیومون تھیوری کی بنیاد پر اپنے مذہبی قمری کیلنڈر پر عمل پیراں ہیں ، اور مزے کی بات یہ ہے کہ مذہبی عیسائیوں نے بھی اِسی یہودی قمری کیلنڈر ہی کو اپنایا ہوا ہے۔

میتونی تھیوری کے حساب وکتاب آپ ﷺ کی ۵۷۱ء میں پیدائش اور ۶۱۰ء میں اسلام کی آمد و وحی کے نزول سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے (۴۳۱ ق م) کا مفروضہ ہے جسے آجکل فلکیات کے اعتبار سے اجتماعِ شمش وقمر، کنجنکشن یا نیومون تھیوری کے نام سے پکارا جاتا ہے جسے انبیائی طریقہ کے خلاف ہونے کے باوجود اوّلاً یہودیوں کی طرف سے اسلام کی آمد سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے مذہباً داخل کیا گیا اور بعد میں عیسائیوں نے بھی اِسے اختیار کرلیا ، یاد رہے کہ عیسائیوں کے ہاں رومن کیلنڈر کو جو مذہبی حیثیت حاصل ہے اس میں مذہب کے بجائے سیاست کا عمل دخل زیادہ ہے جیسے کہ اوپر معلوم ہوا مگر عیسائی ویہودی قمری کیلنڈر میں سیاست کے بجائے مذہبی عنصر کا عمل دخل شامل ہے کیونکہ انبیاءؑ قمری کیلنڈر پر عمل پیراں تھے ، البتہ یہود ونصاریٰ نے اِس فطری وانبیائی قمری کیلنڈر کے طریقہ کار اور نئے چاند کی رویت وگنتی میں میتونی فلسفہ اور نیومون تھیوری کے حساب کو داخل کرکے اِسے میتونی مفروض قواعد سے مشروط کردیا!

آپ ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام اور امتیوں کو اصل انبیائی طریقہ کی تعلیم دیتے ہوئے مہینہ کے آخر میں ۲۹ویں کی شام چاند دیکھ کر رمضان شروع کرنے اور ختم کرنے اور اگر چاند نہ دِکھائی دے تو اس صورت میں ۳۰ دن پورے کرنے کا حکم فرمایا ، آپ ﷺ نے یہود ونصاریٰ جس میتونی تھیوری پر قمری مہینوں کے لئے عمل کرتے تھے ، حدیثِ امیّ سے قولاً اور مدینہ کے یہودیوں کے میتونی حساب کے بارے میں زندگی بھر کسی ایک مرتبہ بھی ان سے معلومات حاصل نہ کرتے ہوئے ، عملاً بھی ''ہمیشہ ہمیش'' کے لئے اس کا رد فرمادیا ، ساتھ ہی جب اِن میتونی تھیوری کے حسابدان یہودیوں نے آپ ﷺ کی علمیّت پر طنز کرنے کی غرض سے صحابہ کرامؓ پر اپنے تئیں تجاہلِ عارفانہ سے چاند کی شکلوں کی توجیہ ومعلومات کے نام پر حقارتی سوالات کی بوچھاڑ کردی تو مجبوراً انصاری صحابی حضرت معاذؓ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کر ہی لیا (مظہری وابنِ کثیر پ۲) تو جواباً وحی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیتِ کریمہ یسئلنک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج (البقرہ) نازل فرمائی اور اس میں توجیہی سوال کا جواب دینے کے بجائے چاند کی مختلف شکلوں سے انسان کو جو اصلی فائدہ ہے (یعنی اوقات کی معلومات!) اُسے بیان کرکے یہودیوں کے میتونی طریقہ وشرائط کا دینِ اسلام میں قمری

مہینوں کی ابتداء کرنے میں کوئی عمل دخل نہ ہونے کا واضح عندیہ دیدیا!

اس کے علاوہ آپ ﷺ کے وہ فرامین جن میں یہود ونصاریٰ سے مشابہت اختیار نہ کرنے اور اَیسا کرنے والے کو اُنہی میں شامل بتلا کر خاص کر میتو نی فلسفہ ومفروضہ (نیومون تھیوری، کنجنکشن، اجتماعِ شمش وقمر اور اس کے مفروض قواعد) کی بھی تردید فرمادی جس پر آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین وصحابہ کرام اور تابعین بھی مضبوطی سے قائم رہے البتہ عباسیوں کے دور میں منصور سے لیکر مامون الرشید تک کے حکمرانوں میں یہود ونصاریٰ سے یونانی کتب حاصل کر کے ان کے عربی تراجم کرنے کی جو دیوانگی سوار ہوئی تو وہاں سے "میتو نی مفرضہ حسابات کی سائکل کتب" مثلاً مجسطی وغیرہ سے دورِ جاہلیت و یہود وعیسائی سوچ اور فلسفہ کا اسلامی عقائد خصوصاً اسلامی قمری کیلنڈر کے ثبوت ورویتِ ہلال کے حوالہ میں اس عمل دخل مہم کی ابتداء ہوئی جسے اوّلاً یہودیوں نے اختیار کیا تھا اب شیعوں نے اختیار کرلیا یہاں تک کہ یہ واقعہ تاریخ کا حقیقتِ ثابتہ سربمہر ہوگیا کہ اُنہیں جب سنیوں کے مصر میں حکومت میسّر ہوئی تو ۳۹۴ھ میں اِسی یہودی طریقہ کو حاکم بامر اللہ نے مسلّط کردیا اور چار سالہ جدوجہد اور مال وجان کی عظیم قربانیوں کے بعد ہی اہلِ سنت والجماعت کو ۳۹۸ھ میں دوبارہ اپنے طور ۲۹ ویں کی شام رویتِ ہلال پر عمل کرنے کی اجازت ملی (تاریخِ فاطمینِ مصر از زاہد علی)،

یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین خصوصاً حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی قلم رو میں اسکندریہ اور ایران کے کتب خانے ،میتو نی فلسفہ کے ماہرین خاص کر ایران میں جندی صابور (جہاں ماہرینِ فلکیات نسطوری عیسائیوں کی فلکی رصدگاہ و یونیورسیٹی تھی۔۔) کسی کو بھی منہ نہ لگایا بلکہ اَیسی کتب کو دریا برد و ختم کردیا گیا وہیں محدّثین وفقہاء نے تب سے اب تک اُسی نص وسنتِ رسول واصحابِ رسول ﷺ کو اپنائے رکھا اور اسی پر مضبوطی سے قائم رہے سوائے گنتی کے چند افراد کے سب نے اس کا انکار ورد فرمادیا جن میں ابن رشد وغیرہ شامل ہیں جو اس میتو نی یہود نصاریٰ فلسفہ کی طرف مائل ہوئے !

اب ہمارے زمانہ میں جس میں سائنسی ترقیات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کا کسی کو بھی انکار نہیں خاص کر انسان کے چاند پر پہونچنے تک کی نوید ہمارے سامنے آچکی ہے جن کی وجہ سے میتو نی فلکی فلسفہ وسائنس کے قمری حساب کتاب نیومون مفروضہ، کنجنکشن یا اجتماعِ شمش وقمر اور اسپر مبنی مفروضہ امکانِ رویت قواعد کو دینی اعتبار سے اسلام میں داخل کرانے کی بھرپور کوششیں مسلم غیر مسلم اہلِ فن کی طرف سے بروئے کار لائی جارہی ہیں خاص کر چونکہ یہود ونصاریٰ تو اوّل روز سے اسلام کی آمد سے پہلے ہی اِسے اختیار کر چکے تھے اسلام نے اس کی تردید فرمائی مگر یہی میتو نی فلکیاتی حساب وکتاب جو عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں تھا جنہیں عباسیوں نے عربی میں منتقل کیا جس کی بناء پر وہ نظریات عربوں اور مسلمانوں میں پھیلتے چلے گئے اور مسلم حکمرانوں کی ماتحتی میں مسلم ماہرین کے نام سے ایک لمبی فہرست بھی تاریخ میں مرکوز ہوگئی حتیٰ کہ پچھلی تین صدیوں سے مسلم حکمرانی کا جب تنزل ہوا اور یورپ خاص کر میتون فلسفہ کے اصل وارث

یہود ونصاریٰ نے دنیوی سائنس میں جو ترقی کی تو جہاں اُن کی طرف سے مسلمانوں پر، ان کے اسلامی فلسفہ پر اور خصوصاً علمائے اسلام پر یہود ونصاریٰ اور اور ان کی ایجنسیوں کی طرف سے بالواسطہ اور ان کے شاگرد خود نامی مسلمانوں کی طرف سے بلاواسطہ دباؤ لایا گیا!

خاص کر جدید مسلم نسل خصوصاً ہمارے نوجوان جن میں سائنس کے نام پر عقائدِ اسلام پر قدم جمائے رکھنے میں مشکلی ہورہی ہے بڑی حد تک رویت وثبوتِ ہلال کے نصوصی مسئلہ میں ان کے قدم لڑکھڑاتے نظر آرہے ہیں جو علمائے اسلام ونصوص کے محافظین کے لئے ایک بہت بڑا امتحان ہے کہ یہود ونصاریٰ تو خیر سے اسلامی عقائد وفلسفہ کو ماننے سے رہے اگر وہ اپنے طور کوئی بات کررہے ہوتے ہیں تو اسلام پر اس کے نقصانات واثر پذیری اتنی نہیں ہوتی جو خود اسلام ہی کے ماننے والوں کے ذریعہ بلاواسطہ بِگاڑ کا سبب بنتی ہے جیسے کہ اِس وقت کے حالات ہمارے سامنے ہیں, ہم جب تاریخِ اسلام میں غوطہ لگاتے ہیں تو خیر القرون کے بعد اسلام اور اس کے ماننے والوں پر دوسری صدی سے اسلامی عقائد پر غیر اسلامی نظریات کا جو شدید زلزلہ آیا تھا وہ یہی یونانی ورومی کتب کے عربی تراجم ہی کی بدولت تھا!

قسم قسم کے فرقے پیدا ہوگئے جن سے ہونے والے نقصان کو ہمارے بزرگوں کی صدیوں کی محنت کے بعد پاٹا گیا اور اب جب کہ اِس واقعہ کو تیرہ سو صدیاں گذر چکی ہیں دوبارہ اس سے بڑھ کر شدید زلزلہ اسلام واہلِ اسلام کو قولاً تو مسلم مگر عملاً مَیتون و یہود ونصاریٰ کی سنت پر عمل پیراں ہونے والوں کو خلافِ اسلام لیجانے میں جدید جو ذرائع محرِک ہیں اور تیرہ سو سال پہلے یونانی کتب کے تراجم کے حوالہ سے جو مرثیہ ہمارے سامنے ہے دوبارہ اُسی علمیت ہی کے نام پر "اِنٹرنیٹ اور الیکٹرونک مِڈیا اور عالَم کا گاؤں کی شکل بن جانا ہے جس میں دنیا کے ہر فرد کی انگلی کے پورے کی ایک کِلک پر مغرب سے مشرق اور برعکس شمال وجنوب کے ہزاروں میلوں دور کے علاقوں کی علمی لائبریریاں وکتب خانوں کی کسی بھی کتاب کو اپنے سامنے اپنی زبان میں پالینا ہے بلکہ اہلِ تحریک وباطل ان کی دعوت دے کر ہم پر مقدّمہ قائم کر کے ہم سے مکالمہ ومخاصمہ اور مناظرہ کرتے ای میلز اور الیکٹرونک مِڈیا کو بروئے کار لارہے ہیں جن میں افسوس صد افسوس خود ہمارے نوجوان مولویت کی سند کے لاحقہ کے ساتھ شامل نظر آرہے ہیں ! یہ وہی صدیوں پہلے والا بلکہ اس سے کئی گنا شدید فلسفیانہ سوچ زلزلہ ہے جو دوسری صدی ہجری میں درپیش آیا تھا اور اب اِسی کے کئی گنا شِدّت کا زلزلہ ہمارے سامنے ہے جس کی ٹکّر سے عوام تو عوام خصوصاً علمائے اسلام خاص کر ہمارا نوجوان عالم خوب مرعوب نظر آرہا ہے! اللہم انصر الاسلام والمسلمین

پھر یہاں تک ہی بات نہ رہی بلکہ مزید براں اب ایک نئی بحث اِنہی یہود ونصاریٰ اور ان کے قمری کیلنڈر کے ماتحت مسلمانوں میں خاص کر علماء میں شروع کروا کر کہا جاتا ہے کہ "ٹھیک ہے کہ رصدگاہی حسابات یعنی میتو نی فلسفہ ونیومون مفروضہ کے حساب کتاب کو رویت وثبوتِ ہلال میں دخیل نہیں بنایا جاسکتا ہے مگر اِن سے "استعانت" لیکر اسلام

کا خادم بنایا جاسکتا ہے اس طرح سے کہ جولوگ چاند کی گواہی دیتے ہیں ان کی شہادت کو اِس سے پرکھا جاسکتا ہے! مثلاً اگر میتھو نی نیومون نہیں ہوا ہے یا ہوتو گیا ہے مگر ابھی اِس حساب کی اُس حد تک کا وقت نہیں گذرا جب ان کے حساب سے امکانِ رویتِ ہلال ہوتو اس صورت میں (۱) اَیسی گواہی کو فوراً رد کردیا جائے (۲) یا پھر اَیسی گواہی کو تب تک قبول نہ کیا جائے جب تک کئی گواہ اور جمِّ غفیر اِسے دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے، اس طرح سے جھوٹی ومشکوک شہادت کا رد ہو جائیگا! انا للہ وانا الیہ راجعون

بات سادہ سی لگتی ہے مگر کتنی بھیانک ہے کہ اسلامی نصوص اور طریقہ نبوی ﷺ جو قطعیات میں سے ہیں ان کی تردید "فلکیات جو کہ ظنّیات میں سے ہیں ان کے ماتحت استعانت" کے سہانے نام پر "شہادت کے جھوٹے پن کی پرکھ وکسوٹی کے آلہ" کے پردہ میں کروائی جارہی ہے اور نصِ شہادت جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صرف "ایمان باللہ والرسول" سے مشروط کیا تھا بعض احناف کی جمِ غفیر (جنہوں نے بھی فلکیات کی تردید کردی ہے) پر اسے میتو نی نیومون تھیوری کے "فلکی حساب کی اِعانت" سے دخیل بنا کر "غیر مشروط شہادتِ رویتِ ہلال" کے شرعی حکم واصول کو فلکی شرائط کے تابع اور اس سے مشروط ومتبوع کیا جارہا ہے جسے صاحبِ شریعت ﷺ نے مردود قرار دیا ہے! وحی متلو وغیر متلو اور اسلامی احکام ونصوصِ قطعیہ اور صاحبِ شریعت ﷺ کے قول وفعل جو وحیِ متلو قرآن مجید کی تفسیر کا درجہ رکھتے ہیں، اِس قسم کی اعانت کو شرعاً تسلیم کرتے ہوئے جس طرح اِن کی تردید کی جارہی ہے یہ "بے دخیلانہ اعانت" نہیں بلکہ اسلامی نصوص کو فلکیات سے مشروط کرکے میتو نی یہود ونصاریٰ فلسفہ کو اسلامی حکم میں دخیل بنا کر نہ صرف رویت وثبوتِ ہلال کو اس کے تابع بنانا ہے بلکہ اسلام کے دیگر احکامات کو بھی سائنسی تحقیقات پر مبنی کرنا ہے جس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے، یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کہا جائے کہ شراب حرام ہی ہے مگر نیک مقصد مثلاً جہاد میں لڑنے میں معاون وطاقتور بننے کے لئے اس کے استعمال کو نعوذ باللہ مباح قرار دیدیا جائے!

صاحبِ شریعت ﷺ نے تو خاص کر رویت وثبوتِ ہلال میں مسلمان کی شہادت کو ایمان کے درجہ میں رکھ کر اُسے کسی مزید شرط سے مشروط نہیں کیا! اگر جھوٹی شہادت کی تردید وفلکیاتی میتو نی حساب سے استعانت لینا یا جہاد میں لڑنے کی طاقت کے لئے شراب کا پینا واقعۃً ایک دینی مسئلہ ہوتا تو یہاں ہمارے زمانہ میں تو ایک اَیسے شخص ومسلمان کی شہادت کو فلکیاتی حساب کی استعانت سے مشروط کرکے ایک ایسے مسلم کے سچے جھوٹے پن کو پرکھنے کا کہا جارہا ہے جِسے گاؤں اور شہر ومحلّہ والے علاقہ والے ہر کوئی جانتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے مگر وہاں آپ ﷺ کے زمانہ میں ہم جب دیکھتے ہیں تو صاحبِ شریعت ﷺ کے سامنے ایک ایسا مستور شاہد جسے کوئی نہیں جانتا! حتیٰ کہ اس کے مسلمان ہونے تک کی بھی کسی کو خبر نہیں اَیسے میں خود صاحبِ شریعت ﷺ نہ تو اس کی مسلمانی پر خود اس سے

یا کسی اَور سے کوئی گواہ پیش کرنے کا فرماتے ہیں اور نہ ہی شاہد سے فرماتے ہیں کہ اہلِ مدینہ اور ہم نے خود چاند دیکھنے کی کوشش کی مگر ہمیں تو نظر نہ آیا اور تمہیں ہی کیسے نظر آ گیا؟

حتیٰ کہ جس میتو نی یہود ونصاریٰ کے فلکیاتی نیومون تھیوری کے حساب کتاب کی اعانت کے نام پر شہادت کو مشروط کرنے کی بات کی جارہی ہے صاحبِ شریعت ﷺ نے اپنے پڑوسی میتو نی حساب دانوں سے معلوم کرکے اسے پرکھنے کی بات تک کو ملحوظِ خاطر نہ رکھا کہ کم از کم یہودی حساب دانوں کو بلا کر ہی پوچھ لیتے کہ یہ "مستور الحال دور سے آمدہ بدوی شاہد مسافر" جو دعویٰ کررہا ہے کیا یہ صحیح بھی کہتا ہے یا نہیں؟ بلکہ آپ ﷺ نے اس کے برعکس صرف اور صرف شاہد کے اسلام کو خود شاہد ہی سے معلوم کیا کہ کیا تو اللہ کی وحدانیت اور میرے رسول ہونے پر ایمان رکھتا ہے؟ تو اس نے اس کا اقرار کیا! (اس وقت اسلام کے ابتدائی ایام تھے کسی مستور کا خود کے اسطرح کے اقرار سے آپ ﷺ ومسلمانوں کو دھوکہ دیکر جھوٹی شہادت دینے کا بہت زیادہ احتمال تھا مگر آپ ﷺ نے اسلام کے نام پر کسی مسلمان شاہد کی شہادت کو ایمان کا درجہ دیا اور قیامت تک کے لئے اسے مزید کسی شرط واعانت سے مشروط نہ فرمایا! اب رہی بداہت اور اسے کسوٹی بنانے کی بات! کہ ہمارا یونیورس یعنی زمین چاند سورج ستارے اور سیّارے سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی ازل سے مقرّر کردہ چال وگردش پر ہر روز طلوع وغروب ہورہے ہیں کبھی فرق نہیں پڑتا،

چاند وسورج کے گہن بھی ہورہے ہیں وغیرہ **کل فی فلک یسبحون** (یٰس) تو یہ بداہت تو اشرف المخلوقات، سید البشر سید الفلکیین والمیتون ﷺ کے زمانہ میں بھی ظاہر باہر تھی! بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ علومِ غیوب ومعجزات اور وحیِ متلو "کلام اللہ" میں شمش وقمر وفلکیاتی مضامین کی آیات **والقمر قدّرناه منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم لاالشمس ینبغی لهاان تدرک القمر ولاالیل سابق النهار** (یٰس) وغیرہ کے ضمن میں تو بڑی حد تک یہ بات اظہر من الشّمس ثابت بالیقین ہے اور بشمول اِن آیات کے کلام اللہ کے دیگر مضامینی آیات پر ان کی معنویّت کے ساتھ مسلمان کا ایمان رکھنا ایمان کا ضروری حصّہ ہے، آپ ﷺ نے (مذکور بدیہیات کے باوجود) یہود ونصارا کے میتو نی فلکیاتی حسابی کتابی تقویم وزیچ کے حوالہ جات کا حدیث امی میں انکار فرمادیا اور مزید براں آیتِ شریفہ **یسئلونک عن الاهله** (البقرہ) کا نزول وشانِ نزول جسکی تفصیل پیچھے گذری اس بات کا قطعی ویقینی ثبوت ہے کہ اِن مفروضات وتھیوریوں کا دین میں اثباتاً ونفیاً اعانۃً کوئی عمل دخل نہیں (جِسے ہمارے اسلاف وفقہاء نے پہلے ہی بتلا دیا ہے)

اور یہی وجہ ہے کہ جہاں تھیوریوں ومفروضوں کے قطعی نہ ہونے کی بنا پر ان میں وقتاً فوقتاً تبدیلی آتی رہی ہے اِس جدید ترقی یافتہ زمانہ میں بھی اب یہی اہلِ فن کہہ رہے ہیں کہ اجتماعِ شمش وقمر کے وقت بھی چاند دکھائی دے سکتا ہے جس

کا وہ آج تک انکار کرتے چلے آرہے تھے اور اسی مفروضہ پر خود نامی مسلمان واہلِ فن خود مسلمانوں ہی کے تجربات و شہادتوں کو بار بار رد کرنے کی مذموم وغیر اسلامی وخلافِ سنت حرکت کرتے رہے۔

پیچھے جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی مزید تشریح وتفصیل بزبانِ اُردو، رویت وثبوتِ ہلال کے حوالہ سے میری کتاب ''شرعی ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات اور جدید تحقیق'' میں اور نمازوں کے اوقات کے حوالہ سے ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' اور اِن کے ضمیموں میں ملاحظہ فرمائیں اور بزبانِ انگلش نمازوں کے اوقات اور رویت وثبوتِ ہلال کے ضمن میں

Salat Times & Qiblah Guide Part1, Fajar and Isha Times & Twilight, Part 2-Salat Times & Qiblah Guide for Towns and Cities in the UK, Part3-Urdoo)

میں ملاحظہ فرمائیں اِن میں اسلام سے پہلے اور بعد میں فلکیات کی تاریخِ اسلام اور آپ ﷺ کا فلکیات سے واسطہ، خلفائے راشدین، یونانی کتب کے تراجم اور بنوعباس کا اس میں انہماک، سنیوں کے بجائے شیعوں کا اِسے اوّل وہلہ ہی قبول کر لینا، سلفِ صالحین ائمۂ مجتہدین وفقہاء خاتمۃ الاحناف علامہ شامیؒ اور مفتیانِ کرام خاص کر'' مَیتیو نی نیومون تھیوری کے مفروضہ امکانِ رویت حساب کتاب کی عدمِ قطعیت کی جدید تحقیق کے دیگر حوالہ جات بھی موجود ہیں (ویب سائٹ www.hizbululama.org.uk پر دیکھئے ہماری کتب) **سوال** : مَیتیو نی یہود ونصاری کے قمری کیلنڈر کی نیومون تھیوری اوراس کے امکانِ رویت کے مفروضہ فلکی حسابات کی شریعت میں اثباتاً ونفیاً کسی بھی قسم کی حیثیت چاہے وہ ''اعانت'' کے طور پر ہی ہو کیا قابل قبول ہے؟ جب کہ ایسی کوئی بھی اعانت نصوص وسنت کی تردید ہی پر منتج ہورہی ہے؟ فقط واسلام (دستخط) مولوی یعقوب احمد مفتاحی ناظم مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ ، ۲۷ شوال ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ

تمّت بالخیر

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید لمرسلین

وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین

مولوی یعقوب احمد مفتاحی غفرلہ

۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ، ۳ جولائی ۲۰۰۹ء جمعہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حصّہ سوم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحٰبہ اجمعین

مقدّمہ

قارئینِ کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پچھلے دونوں حصوں میں اور ہماری دیگر کتب میں قارئین کے سامنے نصِ متلو کلام اللہ ونصِ غیر متلو احادیثِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ پر مبنی اہلِ سنت والجماعت اسلاف کے حوالہ جات اور علمائے دیوبند وغیرہ کے فتاویٰ سے یہ بات تفصیلاً بیان کی جا چکی ہے کہ نصوص اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ وسنت کے مطابق دینِ متین میں عبادات کا دارومدار فلکیاتی مفروضہ حسابات اور ان کے مفروضہ ڈگریوں پر نہیں ہے بلکہ نمازوں کے اوقات میں اصل اُن کی علامات کے مشاہدات کے اوقات ہیں۔

جس طرح اسلامی مہینہ کی ابتداء وانتہاء کے لئے چاند کی رویت (فلکیات سے غیر مشروط) ۲۹ ویں قمری دِن کی شام آنکھ سے دیکھنا اصل ہے اور نہ دکھائی دینے پر تیس دن پورے کرنا ہے اسی ضمن میں آپ ﷺ نے فرمایا؛ ہم امی امت ہیں، نہ لکھیں نہ حساب کریں (بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی عن ابن عمرؓ)

چونکہ عبادات چاہے وہ نمازیں ہوں یا رمضان کے روزے وغیرہ! اُن کے اوقات کی تعیین میں اصل اُن کی علامات کی عینی رویت اوران کے مشاہدات ہیں مثلاً نمازوں کے اوقات کیلئے بعینہ سورج کو دیکھنے کے بجائے اس کی گردش سے افق پر ظاہر ہونے والی روشنی کے'' منصوص اوقات کے حالات'' کا مشاہدہ کرنا ہے اور مہینہ کی شرعی تعیین کیلئے پہلے چاند کو بعینہ دیکھنا (اور بادل کی وجہ سے نہ دِکھائی دینے پر ۳۰ دن پورے کرنا) ہے جو اہلِ سنت والجماعت کے ہر گروہ کے نزدیک ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس کا ثبوت اگلے تین حصوں سے بھی قارئین کے سامنے آجائے گا، اسلئے جو حضرات ان مسائل میں دیوبندی بریلوی اتفاق کے باوجود انہیں مختلف فیہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں جانبین کے علماء کو اس سلسلہ میں مثبت اقدامات کرنے چاہیئے تاکہ اہلِ سنت والجماعت کے تمام طبقوں میں اتحاد کو اختلاف ونفرت کی نظر کرنے سے باز رہیں۔اسی مثبت جذبہ کے تحت ہماری طرف سے اگلے تین حصّوں میں ہمارے بریلوی علماء ومفتیان کو پیش کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب وامتِ مسلمہ کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل راہِ راست پر قائم رکھے۔ آمین

مولوی یعقوب احمد مفتاحی ناظم حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹ برطانیہ

۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ، ۳ جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعہ

حصّہ سوم

ذیل میں اوّلاً فاضل بریلی کے فتاویٰ تحریر کئے جارہے ہیں اس کے بعد بریلوی مفتیانِ کرام کے فتاویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں گے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۶۱ سے آگے تک)

(فتاویٰ) فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب

فتویٰ (۱) آپ نے ذیل کا یہ عنوان باندھکر فرمایا؛

''اُن امور میں جن کا دربارۂ تحقیق ہلال کچھ اعتبار نہیں'' اور (**م قمر ۱**) کے ماتحت فرمایا: **اھلِ ھیئات کی بات کاکچھ اعتبار نھیں اگرچہ عادل ھوں اگرچہ کثیر ھوں ،نہ ھی خود اس پرعمل جائز ھے** ۔(**ش**) اہلِ ہیئت وہ لوگ جوآسمانوں کے حال اورستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں، وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویئتِ ہلال ہوگی فلاں مہینہ انتیس ۲۹ کا ہوگا فلاں تیس ۳۰ کا۔ پھراُن کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے، پر **صحیح مذھب میں اس کاکچھ اعتبار نھیں اگرچہ وہ ثقہ عادل ھوں**۔اگرچہ اُن کی جماعتِ کثیرہ بیک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے۔

مثلاً وہ ۲۹ شعبان کوکہیں آج ضرور رویئت ہوگی کل یکم رمضان ہے۔شام کوابر ہوگیا، رویئت کی معتبر خبر نہ آئی، ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے، بلکہ وہی یوم الشک ٹھہرے گا، یا **وہ کھیں آج رویئت نھیں ھوسکتی ،کل یقیناً ۳۰ شعبان ھے ،پھر آج ھی رویئت**

پر معتبر گواھی گزری ،فوراًقبول کرلیں گے اور کچھ خیال نہ کریں گے کہ بربنائے ھیئت آج رویئت ناممکن تھی ،گواہ نے دیکھنے میں غلطی کی یاغلط کھا ۔(کیونکہ) شارع صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وفطر کا حکم رویئت پر معلّق فرمایا، صحیحین وغیرہما میں بطُرقِ کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: صوموا لروئیتہ وافطروالروئیتہ فان اغمی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلٰثین. (بخاری ، کتاب الصوم ۱ /۲۵۶) ۔چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر ختم کرواور اگر مطلع صاف نہ ہوتو تیس ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

پس ہمیں اِسی پر عمل فرض ہے **باقی رھا حساب ،اسے خود حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم **نے یک لخت ساقط کردیا ،صاف ارشاد فرماتے ھیں** :انا امۃ امیۃ لانکتب ولانحسب الشھرھٰکذا وھٰکذا والشھرھٰکذاوھٰکذا. رواہ الشیخان وابوداؤد ونسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما (ترجمہ) ہم امی امت ہیں، نہ لکھیں نہ حساب کریں اوردونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار اُٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے، تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس، اورمہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے، ہر بار سب انگلیاں کھُلی رکھیں یعنی تیس (اسے امام بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی نے ابن عمر رضی للہ عنہما سے روایت کیا)۔

(فاضل بریلی آگے فرماتے ہیں)؛

فتویٰ (۲) ہم بحمداللہ ولہ المن **اپنے نبی** صلی اللہ علیہ وسلم **کی امّی امت ھیں ،ھمیں کسی کے حساب کتاب سے کیاکام** ؟ ، جب تک رویئت ثابت نہ ہوگی **نہ کسی کاحساب سنیں ،نہ تحریر مانیں ،نہ قرائن دیکھیں، نہ اندازاًجانیں** ۔(آگے فقہی اقوال نقل کئے) لاعبرۃ بقول الموقتین ولو عدولاً علی المذھب بل فی المعراج ،لایعتبر قولھم بالاجماع ولایجوز للمنجم ان یعمل

بحسابِ نفسه الخ (**صحیح مذہب کے مطابق نجومیوں (ورصدگاہ) کا قول معتبر نہیں اگرچہ وہ عادل ہوں۔ بلکہ معراج (کتاب) میں ہے کہ ان کا قول بالاجماع معتبر نہیں اور نجومی کوخود(بھی) اپنے حساب پر عمل کرنا درست نہیں۔** ۔الخ۔

اس کے بعد (**ح**) کے ماتحت آپ ’’نجومیوں کے امکانِ رویت حساب‘‘ کونقل کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ پھر منجمانِ ہند کی ادا کچھ نرالی ہے، ’’فقیر نے بارہا دیکھا کہ ۲۹ کی مغرب کوقمر ۱۲درجے سے بہت زیادہ دور ہے پھر بھی انہوں نے کل کی روئیت رکھی ہے! خیر یہاں یہ کہنا ہے کہ **حکمائے یونان اُن قواعد کو وضع کرچکے خود بھی ان پر مطمئین نہیں ،تصریح کرتے ہیں کہ احوالِ قمر کا آج تک انضباط نہ ہوا** پھر **اَیسے** شَاکَ وَشَاکَ فِی اَنَّہُ شَاکَ(**ایسی شک والی بات میں جس میں انہیں خود بھی شک ہے ان) کی بات کاکیااعتبار** !سبحٰنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم. ترجمہ، **پاک ہے تیری ذات ہمیں علم نہیں مگراتنا جوتونے ہمیں سکھایا ،بلاشبہ توہی جاننے والا اور حکمت والاہے**

فتویٰ (۳) مذکورہ حوالہ کے مدِنظرآگے آپ ’’حساب کی قطعیت اورشہادت کی ظنیت‘‘ کے مفروضہ کے مدِنظر **امام سبکی شافعی ،زرخشی اور ان کی طرف مائل بعض احناف کا رد فرماتے ہوئے شرعی رائے کابرملاء اظہار** کرکے لکھتے ہیں؛

’’ **ہم کہتے ہیں کہ حساب بھی کسی معاملہ میں قطعی نہیں** جیسا کہ آپ (پہلے) جان چکے، **اورغلطی کا احتمال خبرِ عادل میں احتمال سے کم نہیں** اور **شارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حساب کو لغو قراردیا اور شہادت کو بمنزل یقین فرمایا** ،الغرض **مذہبِ صحیح یہی ہے کہ اہلِ توقیت (نجومیوں) پراعتماد جائزنہیں۔**

صبح چاند دیکھنا اور اُسی شام اُسے دیکھنا، اس گواہی کا حکم

فتویٰ (۴) (**م قمر ۲) اخیر مہینہ میں چاند دوایک رات ضرور بیٹھتاہے** ! کے ماتحت فرماتے ہیں ’’**شریعت میں اس پر مدار حکم نہیں**‘‘ ۔اس کے بعد (**ش**) کے ماتحت اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ ’’مہینہ انتیس کا ہوتا ہے تو ایک رات بیٹھتا ہے، تیس کا ہوتو دو رات، پھر آج صبح کوطلوعِ شمس سے پہلے چاند جانبِ شرق نظر آیا تھا اور آج شام کی نسبت شہادتِ شرعی روئیت پر گزری، **بلاشبہ قبول کی جائے گی اور یہ لحاظ نہ ہوگا کہ آج صبح تک توچاند موجود تھا بِن ڈوبے کیونکر ہلال ہوگیا** ۔(مطلب یہ کہ مثلاً ۲۹ویں تاریخ کو صبح چاند جانبِ مشرق دیکھا گیا اور اِسی شام چاند کی روئیت کی گواہی ہوئی تو اس گواہی کو یہ کہتے ہوئے رد نہیں کیا جائے گا کہ صبح تو چاند تھا اور اب کیسے ہلال بن گیا بلکہ قبول کیا جائے گا)،

پھر اپنے اس فتوے کی دلیل وتائید میں **ردالمحتار کا فتوی نقل فرماتے ہیں**’’ روی یوم التاسع والعشرین قبل الشمس ثم رئی لیلة الثلاثین بعد الغروب وشهدت بینة شرعیة بذٰلک فان الحاکم یحکم بروئیته لیلا کماهو نص الحدیث ولایلتفت الیقول المنجمین انه لایمکن رئیته صباحاً ثم مساء فی یوم واحد ،کیف وقد صرحت ائمة المذاهب الاربعة بان الصحیح انه لاعبرة بقول المنجمین

(ردالمحتار، کتاب الصوم ۲/۱۰۴)

آگے آپ (**ح**) کے ماتحت صبح کوچاند دیکھنے اور اسی شام چاند کے نہ دکھائی دینے کے اہلِ فن ونجومیوں کے حسابی اسباب کارفرما کر نتیجۃً لکھتے ہیں ’’**اس وجہ سے ہیئات والے اجتماعِ روئیِ صبح وشام کوناممکن کہتے ہیں ،مگر جب ثبوتِ شرعی ہوتوانکار کاکیایارا**، ان اللہ علیٰ کل شیئی قدیر (بلاشبہ اللہ ہرشَیء پر قادر ہے)،

فتویٰ (۵) اس کے بعد (**م قمر۳**) کے ماتحت اپنے مذکور فتوے کی مزید تاکید پر یہ عنوان قائم کرتے ہیں ''انتیس رات کی صبح کو چاند نظر نہیں آتا، شرع اسے بھی قبول نہیں کرتی'' اور فتویٰ دیتے ہیں کہ ''۲۹ (**کی صبح) کو ضرور ڈوبتا ھے، شرع میں اس پر بھی لحاظ نہیں**'' اور اسے مثال سے بھی واضح فرما کر نجومیوں و فلکیاتی حسابات کو شرعاً رد فرما دیا۔ (فتاوی رضویہ ج۱۸ ص۴۶۱ تا ۴۶۵)

فتویٰ (۶) اس کے بعد ص۴۶۹ پر (م قمر۹) کے ماتحت ''عشاء سے پہلے چاند نہیں ڈوبتا، یہ بھی قابل لحاظ نہیں'' عنوان قائم فرما کر نبی کریم ﷺ کا عشاء کی نماز کو '**حدیث کے مطابق تیسری رات کے چاند کے ڈوبنے کے وقت پڑھنے کے عمل**'' **کے مدِ نظر اس چاند کی شہادت کے غلط ہونے کے واھمہ کو رد کرتے ہوئے فتویٰ دیتے ھیں کہ آپ ﷺ کے طریقہ کے مدِنظر شہادت سے ثابت تیسری کے چاند کی تیسری رات میں عشاء سے پہلے ڈوب جانے سے'' اس کے تیسرا ہونے کو رد نہیں کیا جائے گا''**

(پھر **اقول**: کے ماتحت مزید وضاحت فرماتے ہیں)؛

بے شک اس شہادت پر عمل میں معاذاللہ حدیث کی کچھ مخالفت نہیں، بلکہ عین حدیث پر چلنا ھے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وقتِ عشاء دیکھ کر نماز شروع فرماتے، وہ اس اکثری امر کے سبب غالباً اس سے موافق پڑتی (تھی)، یا یوں سہی کہ زمانہ اقدس میں ہمیشہ ہی مطابق آئی، اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حضور نے ایک وقت بھی اس (تیسرے) غروبِ قمر پر وقتِ نماز کی بنا رکھی ہو نہ اسے ابدی غیر ممکن الخلف جانتے نہ کہ **اس کے سبب امرِ صوم میں شہادتِ شرعیہ جسے شرع نے مثلِ رؤیتِ عین قرار دیا** (ہے) **روکی جائے**۔ اس کے بعد آپ نے اپنی دلیل میں ردالمحتار، کتاب الصوم ۲/۱۰۰ کی حوالہ عبارت نقل کر کے اسے مزید مؤکد فرمایا اور ساتھ ہی شہادت کا رد نہ ہونے پر مذکور حدیث

کی مخالفت نہ ہونے کے **اپنے قول کی تائید میں مولانا عبد الحی لکھنوی (دیوبندی) کی تحریر کو بھی دلیلاً نقل فرمایا کہ وہ بھی اسی بات کے قائل ھیں** اور ان کا فتویٰ بھی وہی ہے جو میرا ہے۔

کیا چودھویں کے چاند کا سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا ضروری ہے؟

فتویٰ (۷) (**م قمر۱۰**) کے ماتحت ''چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے'' اور (**قمر ۱۱**) کے ماتحت ''پندرھویں کا بیٹھ کر'' عنوانات قائم کر کے **دونوں باتوں کا رد فرماتے ہوئے فتویٰ دیتے ھیں کہ'' یہ دونوں باتیں بھی نامعتبر ھیں''۔ اور اس پر شہادت سے ثابت پہلی کے مطابق پندرھویں شب کو چاند غروب آفتاب سے پہلے نکلنے کی مثال دیکر واضح فرمایا کہ (فلکیات والوں کے حساب پر اعتماد کرکے) اسے (چودھواں سمجھ کر) شہادت کو رد نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ پندرھواں ہی ھے اور فلکی حساب مردود ھے**۔

آپ ساتھ ہی لکھتے ہیں '' **جاھل** لوگ کہیں گے کیوں صاحب! پہلی کے حساب سے تو آج شبِ بدر ہوتی ہے یہ اور اس قسم کے سب خیالات محض مہمل و بیہودہ ہیں **جن پر اصلاً مدارِ احکام نہیں** نہ حاکم و عالم پر **شرعاً یہ لازم فرمائے کہ عند للہ جو بات نفس الامر میں ھے اس پر مطلع ہو جائیں کہ یہ تکلیف مالایطاق ھے بلکہ شرع ان پر یہی فرض کرتی ھے کہ دلیل شرعی سے جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرو۔ عام ازیں کہ عند اللہ کچھ ہو!**

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انکم تختصمون الیّ ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجة من بعض فاقضی بنحو مما اسمع فمن ق 2ضیت لہ من حقِ اخیہ شیئاً فلا یئخذہ

فـانـمـا اقـطـع لـه قطعة من نـار (ترجمہ) تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو اور شاید تم ایک دوسرے سے زیادہ اپنی حجت بیان کرنے میں تیز زبان ہو تو میں جو سنوں اس پر حکم فرمادوں پس جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ حکم کروں وہ اُسے نہ لے کہ یہ تو آگ کا ٹکڑا ہے اس کے لئے قطع کرتا ہوں (رواہ احمد والستة عن ام المئومنین ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا) ۔علاوہ بریں چاند کا چودھویں کو غروبِ شمس سے پہلے نکلنا اگرچہ اکثری ہے، اور اسی لئے اسے بدر کہتے ہیں **مـگـر بحساب ھیئات بھی اس کا خلاف ممکن** (ومجرّب ہے) کما لا یخفی علی من یعلمه۔

فتویٰ(۸) اس کے بعد (**م قمر**۱۲) **کے** ماتحت فرماتے ہیں: یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ رجب کی چوتھی (جس روز ہوگی اسی روز) رمضان کی پہلی ہو اس بات کا شرعی نہ ہونا تو خود ظاہر مگر تجربہ بھی خلاف پر شاہد۔

فتویٰ(۹) اسی طرح (م قمر۱۳) کے ماتحت رمضان کی پہلی (جس روز ہو اسی روز) ذی الحج کی دسویں کا رد کرتے ہوئے فرمایا: یہ بھی ضروری نہیں، پھر ساتھ ہی (**ش**) کے ماتحت لکھتے ہیں: کہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعض آثار میں آ گیا کہ ''تمہارے روزہ کا (جو) دن (ہو) وہی تمہاری قربانی کا دن ہے'' یہ اُس سال کا واقعی بیان تھا، نہ کہ ہمیشہ کیلئے حکمِ شرعی ہو! بارہا یکم رمضان ودس ذی الحج مختلف پڑتی ہیں۔

فتویٰ(۱۰) (**م قمر** ۱۵) کے ماتحت ''چار ماہ سے زیادہ مہینے ۲۹ کے نہیں ہوتے'' جو کہا جاتا ہے اس کی بھی تردید فرمائی اور (**ش**) کے ماتحت فرمایا کہ ''یہ بھی اسی قبیل سے تجربہ ہے یا **حساب** (فلکی) **جس پر شرع میں اعتماد نہیں** (فتاویٰ رضویہ ج۱۸ص۴۶۹ تا۴۷۴)۔

فتویٰ(۱۱) آگے (**م قمر**۲۰) کے ماتحت فرماتے ہیں: ''**یقینِ عرفی کچھ بکار آمد نہیں**'' اس کے ماتحت (**ش**) میں فرماتے ہیں ''یہ ایک نفیس مسئلہ ہے جس پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے

تنبیہ کی، **یقین دو طرح کا ہوتا ہے**؛ (۱) **ایک شرعی** کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو۔ (۲) **دوسرا عرفی!** (**یہ**) باوجود **عدمِ طریقہ شرعی** (ہونے کے اس سے) **صرف اپنے مقبولات ومسلّمات یا تجربیات ومشہورات اور قرائنِ خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہوجائے۔ ناواقف لوگ مدرک عرفیو شرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی ووافی ودلیلِ شرعی گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح خطاء ہے**،

مثلاً جہاں شرع مطہّرہ نے شہادت میں عدد شرط کیا دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں، وہاں ہمارے اعظم کسی معتمدِ اجل مستند نے جسے افضل اولیاءِ عالَم جانیں، اور وہ واقع میں بھی غوثِ زمانہ ہی ہو، شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہوا اور میں نے بچشمِ خود دیکھا، **ہمیں جو اعتبار اس کے فرمانے پر آئے گا ہرگز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا مگر شرع دوسرا گواہ اور مانگے گی**۔۔۔اس کے بعد نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ ''ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجہ کے لحاظ سے چاند ہونے میں اطمینان کامل رکھتا ہے، مگر جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو ہرگز حکمِ رویئت نہیں کرتا۔

یوں ہی جب ثبوت میزانِ شرع پر ٹھیک اُترے گا مجبوراً حکمِ علی رویئت کرے گا، اگرچہ بنظرِ امورِ دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے۔

ایسی ہی جگہ عالم وجاہل کا فرق کھلتا ہے، **جب قرائن اس کے خلاف ظاہر ہوتے ہیں جہال حکمِ عالم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو میں نے کیا وہی رائے صائب تھی اور مجھ پر** بہر حال **مدرکِ شرعی کی پابندی واجب!**۔

فتویٰ(۱۲) آگے **شہران لاینقصان** والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا؛

''ایک سال میں عید کے دو ماہ جمع نہیں ہوتے کہ دونوں ہی ناقص (یعنی ۲۹ کے) ہوں'' امام احمد بن

حنبلؒ نے فرمایا ''رمضان ۲۹ کا ہوگا تو ذوالحجہ ۳۰ کا اور ذوالحجہ ۲۹ کا ہوگا تو رمضان ۳۰ کا ہوگا اور اس کی تائید میں حدیث (بخاری ۴۔۱۰۷سے) بھی نقل فرمائی کہ عید کے دونوں مہینے ۵۸ دن کے نہیں ہوتے ،(اور اسے مزید مؤکّد کیا کہ) **باایں همه محققین کے نزدیک اس سے اکثری اغلبی حکم مراد هے ،نه که دائمی ابدی ۔**

امام طحاویؒ فرماتے ہیں'' **هم نے برسوں دیکھایه دونوں مهینے (ایک هی سال میں ۲۹(دن)کے هوئے ۔** مع ہٰذا حدیث اول کے عمدہ معانی علماء نے بیان فرمائے جسکا ثواب گھٹتا نہیں اگرچہ گنتی میں پورے ہوں اور حدیثِ دوم کی صحت معلوم نہیں اگر صحیح ہو تو بعض رواۃ سے اپنی فہم کی بناء پر نقل بالمعنی محتمل، واللہ تعالیٰ اعلم،

بالجملہ عرض یہ ہے کہ **ایسے تجربات کادائمی هونا ضروری نهیں ،اور دائمی هوں بھی تو احکامِ شرع کا ان پر مدار نهیں** واللہ تعالیٰ اعلم واللہ الہادی وصلی االلہ علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۷۴ تا ۴۷۹) اھ۔

دیوبندی بریلوی فاضلوں کا ثبوتِ ہلال میں ایک خاص فتاویٰ!

دیوبندی، بریلوی سرخیل بزرگوں کی حرمین شریفین کے ثبوتِ ہلال پر عمل کی سند

فتویٰ (۱۳) فاضل بریلی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب

مسئله ۲۳۰: از بہرائچ ۔۔ سوال؛ اگر **رمضان شریف کاچاند مکه معظمه یاهندوستان سے دور دراز ملکوں میں ۲۹ شعبان کوهوا اور مثلاً بھرائچ میں اس تاریخ کو چاند نظر نه آیا بلکه ۳۰شعبان کوچاند هوا**

،کیااس صورت میں بھرائچ کے باشندوں کو ایک روزہ کی قضاء علم وواقفیتِ قطعی هونے پر لازم آتی هے یانهیں؟

زید کہتا ہے صورتِ مذکورہ میں قضاء ایک روزہ کی لازم نہیں اس لئے کہ جب قریب ملک میں چاند نظر آئے تو اس کا اعتبار ہے دور ملک کا اس بارے میں اعتبار نہیں ،عمرو کا قول اس کے برخلاف ہے یعنی وہ قضاء لازم ہونے کا التزام کرتا ہے۔

الجواب : **عمروکاقول (که هند سے دور دراز ملک مکهّ معظّمه میں ۲۹ کاچاند هوگیاتوبھرائچ والوں کو ان کے ساته روزہ نه رکھنے کی بناء پرایک روزہ کی قضاء کرنا لازم هے) صحیح هے ،همارے ائمه کرام کامذهب** صحیح ومعتمد یہی ہے کہ دربارۂ ہلالِ رمضان وعید **اختلافِ مطالع کاکچھ اعتبار نهیں** ،اگر'' **مشرق میں روئیت هومغرب پر حجت هے ،اور مغرب میں هوتومشرق پر** '' مگر ثبوت بروجہِ شرعی چاہیئے (اس کے بعد) آپ اختلافِ مطالع کے عدمِ اعتبار پر درِمختار کا حوالہ دیتے ہوئے نقل فرماتے ہیں'' اختلاف المطالع غیر معتبر علی المذھب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی الخ اھ۔

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ سے یہ فتویٰ اس بات کا غمّاز ہے کہ حرمین شریفین کی شرعی خبر ہندوستان والوں کو یا دنیا میں کہیں پر بھی پہونچے تو آپ کے نزدیک اُنہیں اس پر عمل کرنا ضروری اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضا بھی لازم)

فتویٰ - دیوبندی فاضل اعلیٰ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب

مسئله: آپ فرماتے ہیں کہ اگر **کلکته (هندوستان)میں چاند جمعه کی رات کو نظر آیا اور مکه میں خمیس (جمعرات)کی رات کو اور کلکته والوں کوپته نه چل سکا که مکه میں رمضان خمیس سے شروع هوچکاهے تو**

جب بھی ان کو اس بات کا پتہ چلے گا ان کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ عید مکہ والوں کے ساتھ منائیں اور پہلا روزہ قضاء کریں (کوکب الدرّی شرح ترمذی ص ۳۳۶)

(اعلیٰ حضرت دیوبندی فاضل کا یہ فتویٰ اِس بات کا غمّاز ہے کہ آپ کے نزدیک بھی حرمین کی شرعی خبر ہندوستان والوں کو یا دنیا میں کہیں پر بھی پہونچے تو انہیں اس پر عمل کرنا ضروری اور چھوٹے ہوئے روزہ کی قضا بھی لازم)

حقیقت جو کسی سے پوشیدہ نہیں!

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ رمضان وعیدین کے چاند کے ثبوت میں حرمین شریفین کی والی سعودی حکومت، ثبوتِ ہلال کی نصوص وسنتِ رسول ﷺ کو فلکیاتی حسابات کی نیومون تھیوری سے تابع ومشروط کئے بغیر رمضان وعیدین اور حج کی تاریخوں کی تعیین میں نص وسنتِ رسول ﷺ کے (**فلکیات سے غیر مشروط**) ثبوتِ ہلال طریقہ پر عمل کرتی ہے، جس کا صحیح وضروری ہونا ہماری کتب میں خاص کر اِس ضمیمہ میں مذکور بریلوی، دیوبندی بزرگوں کے فتاویٰ سے بھی ثابت ہے۔

چونکہ عالمی طور پر ثبوتِ ہلال میں نصوص وسنتِ رسول ﷺ کو یہود ونصاریٰ کی مذہبی قمری تاریخوں کی فلکیات سے مشروط تاریخوں کی طرز پر اسلامی عباداتی تاریخوں پر عمل کے خلاف، خصوصاً حرمین شریفین کی سرزمین سعودی عربیہ میں جاری اس نبوی نصی طریقہ کے خلاف عالمی منظّم سازش جاری ہے جس سے مسلمانوں اور ان کے اداروں پر خصوصاً سعودی عربیہ پر جو دباؤ غیروں اور اپنوں کے ذریعہ ڈالا جارہا ہے اس کے متعلق سعودی عربیہ کی سپریم کورٹ نے اپنے یہاں رمضان وعیدین وحج کی تاریخوں کے ثبوتِ ہلال کے فیصلوں پر شکوک شبہ کرنے والوں کو یاددہانی کرائی ہے کہ ''جو ہمارے روزوں اور عید پر شک کرتا ہے اس کا خود کا ایمان کمزور ہے! (وہ کیسے؟)'' کیونکہ سعودیہ میں رمضان وعیدین کے ثبوتِ ہلال کے لئے (**فلکیات سے غیر مشروط خالص**) نصوص وسنتِ رسول

ﷺ کے طریقہ پر ہی عمل ہوتا ہے''۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ سرزمینِ حرمین سعودی عربیہ میں عباداتی مہینوں کے ثبوت میں نص وسنتِ رسول ﷺ پر ''فلکیات سے غیر مشروط'' طور پر جو عمل درآمد ہورہا ہے یہ نہ صرف سعودیہ اور اس کے ذمہ داروں کی بلکہ خود ہماری کتب میں خصوصاً اِسی کتاب میں مذکور بریلوی دیوبندی بزرگوں ودیگر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ اور ثبوتِ ہلال کے بارے میں ''فلکیات سے غیر مشروط'' اُن کے شرعی نظریات کی حقّانیت کی بھی سب سے بڑی دلیل ہے۔

نوٹ؛ حالتِ صحو میں احناف کے جمِ غفیر کے قیاس کی طرح نیومون تھیوری کے قواعد سے اعانت پر مبنی جمِ غفیر کی شرط کا قیاس! ایک خاص فتویٰ کتاب کے اخیر میں ملاحظہ فرمائے

مقامی جگہ کے لئے صرف ''غیر شرعی فلکیاتی حساب کے مشرقی جانب کی خبر پر عمل یا بلادِ بعیدہ یعنی مقامی جگہ سے دنیا بھر میں مشرق ومغرب شمال وجنوب کہیں کی بھی معتبر و''شرعی'' ثبوتِ ہلال کی خبر پر عمل؟!

حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے احسن الفتاویٰ میں یہ عنوان باندھا ہے؛ ''جہاں ہمیشہ ابر کی وجہ سے رویت ممکن نہیں'' اس کے ماتحت ایک سوال نقل کرکے اس کا جواب دیا ہے ملاحظہ ہو؛ سوال : برطانیہ میں ہر وقت ابر رہنے کی وجہ سے رویتِ ہلال ممکن نہیں تو رمضان وعیدین کا ثبوت کیسے ہوگا؟ بینوا توجروا۔۔

الجواب۔۔ ہلالِ رمضان کے لئے کسی ایسے ملک کے ریڈیو پر اعتماد کیا جائے جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہاں ''قواعدِ شرعیہ'' کے مطابق رویتِ ہلال کا فیصلہ ہوتا ہے خواہ یہ ملک کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی معتبر عالم سے بذریعۂ ٹیلیفون معلوم کرکے اسکے مطابق عمل کیا جائے بشرطیکہ آواز کی پہچان یا دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہو جائے کہ ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے، بندہ نے مسئلہ اختلافِ مطالع پر انفراداً واجماعاً بارہا غور کیا ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکلا کہ عندالاحناف بلادِ بعیدہ میں بھی اختلافِ مطالع غیر معتبر ہے، اور یہی قول ''مفتی بہ'' ہے ضرورت کے پیشِ نظر بلادِ بعیدہ وقریبہ میں فرق کے قائلین کو بھی وسعت سے کام لینا چاہئے۔

(احسن الفتاویٰ ج۴ ص۴۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ چہارم

مسئلہ کی مزید تنقیح!

حزب العلماء یوکے کی طرف سے بریلوی مکتب دارالافتاء کو روانہ کردہ استفتاء (اور اس کے جوابات)

مسئلہ کی مزید تنقیح کیلئے ایک استفتاء بریلوی مفتیانِ کرام پر بھیجا گیا تاکہ معلوم ہو کہ انکے نزدیک ثبوتِ ہلال اور اوقاتِ نماز میں مشاہداتی نتائج اصل ہیں یا کہ ڈگریاں اور امکانِ رویت کی تھیوری؟

چونکہ ہم نے استفتاء میں ثبوتِ ہلال کے ساتھ ہی اوقاتِ صلوٰۃ مفروض فلکی حسابات کی شرعی حیثیت کے متعلق بھی پوچھا تھا اس لئے دونوں سوالات کے جوابات ساتھ ساتھ ہی آئے کہ ’’ثبوتِ ہلال اور نمازوں کے اوقات میں اصل مشاہدہ ہے نہ کہ فلکیاتی حساب‘‘! سوال و جواب کی تفصیل من و عن ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

سوال؛ محترم المقام حضرت مولانا مفتی۔۔۔۔۔۔۔صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تسلیمات، درج ذیل استفتاء کے بارے میں جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا، دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں فقط والسلام

استفتاء (1)

(**الف**) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق رمضان کی ابتداء و انتہاء، نیز عید الضحیٰ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ (**ب**) کیا چاند کی گواہیوں کو رصدگاہ کی پیشگوئیوں کے ساتھ مشروط کرنا جائز ہے؟ یعنی کہ رصدگاہ والے امکانِ روئیت جس دن بتلاتے ہوں تب چاند کی

گواہیاں معتبر ہوں گی ورنہ نہیں۔**ج**۔یا ۲۹ ویں کی شام کو چاند کی رویت کی شہادت پر اور شہادت نہ آنے کی صورت میں ۳۰ دن پورے کر کے رمضان کی ابتداء و عیدین منائی جائیں گی چاہے رصدگاہ والے امکانِ رویت بتلائیں یا نہ بتلائیں؟

استفتاء (2)

(**الف**) کیا اوقات صلوٰۃ کے تعیّن میں رصدگاہوں کے حسابات کو اولیت ہوگی یا ان نمازوں کے اوقات کی علامات کے مشاہدات کو؟۔(**ب**) رصدگاہوں کے حسابات اور علامات کے مشاہدات کے اوقات میں اختلاف ہونے کی صورت میں کس پر عمل کیا جائے گا۔ بینوا و توجروا

(دستخط مولوی یعقوب احمد مفتاحی)

ناظم حزب العماء یوکے (حزب العلماء یوکے کی مہر)

(ساتھ ھی سوال کے نیچے درجِ ذیل دونوٹ بھی لکھے)

نوٹ (1): ہمارے ہاں برطانیہ میں بعض مہینوں میں رات بہت چھوٹی ہوتی ہے پھر بھی شفقِ احمر دو گھنٹوں میں غائب ہوتی ہے اور آفتاب بھی جلد طلوع ہو جاتا ہے جس سے کام کاج والوں کو سونا بہت کم ملتا ہے اور فجر کے لئے اٹھنا دشوار ہوتا ہے ایسی صورت میں عشاء کے وقت کو معدوم سمجھ کر غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بعد عشاء پڑھیں تو کیا جائز ہے؟ جبکہ ہمارے ہاں ایک عالم درجِ ذیل حوالوں سے مذکورہ صورت میں عشاء کے وقت کو مفقود جان کر اپریل، مئی، جون، جولائی اور اگست کے مہینوں میں رات کے چھوٹے ہونے اور نیند پوری نہ ہونے سے عشاء کو غروب آفتاب کے بعد ’’قابلِ برداشت‘‘ وقفہ پر پڑھ لینا جائز کہتے ہیں! (وہ دلائل یہ ہیں) :۔۔۔۔۔

نوٹ (2): نیز سوال کے ساتھ درجِ ذیل ’’**دلائلِ یسر**‘‘ بھی روانہ کئے جنہیں ایک مولوی صاحب اپنی دلیل میں پیش کرتے رہتے ہیں تاکہ سوال میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔

(**الف**) **القرآن**؛ (۱) یرید اللّٰہ ان یخفّف عنکم و خلق الانسان ضعیفاً (النساء) (۲) یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر (البقرہ) (۳) وما جعل علیکم فی الدین من

حرج(الحج)(۴)وجعلنا نومکم سباتا (النساء) (۵)لایکلف اللّٰہ نفساالاّوسعھا (البقرہ)۔

(ب) احادیث ؛(۱)عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الدین یسر الخ(بخاری)(۲)احب الدین الی اللّٰہ الحنفیۃ السمحۃ (بخاری) (۳) یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا (بخاری) (۴) یباح الجمع من خاف علیٰ نفسه او ماله اوعرفه ومن خاف ضررا یلحقه بترکه فی معیشت (الفقه علی المذاهب الاربعه ج ا ص۴۸۷

(ج) مسلّماتِ فقھاء: (۱)الحرج مرفوع(۲)اذاضاق الامراتسع(۳)الضرورۃ تبیح المحظورات(۴)المشقۃ تجلب التیسیر(۵)الضرریزال مهما امکن

(د) ۷ مخصوص روایات ؛مصنّف عبدالرّزاق کی دوناظورۃ الحج ۲ص۸۲وص۱۹۶سے،شرحِ نقایہ ج ا ص۵۲ سے؛سُننِ کُبریٰ بیہقی کتاب الصّلوٰۃ ص۳۷۳ سے،اورایک مثال کفایۃ الاخبار فی حل غایۃ الاختصار ج ا-از ص۱۶۰۔

مذکوراستفتاء پراہلِ سنت والجماعت کے بریلوی مکتب مفتیانِ کرام

کے موصولہ فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں :

فتویٰ (۱۴) رضوی دارالافتاءمحلّہ سوداگران بریلی شریف

مفتی شھادت حسین صاحب

جوابِ نمبر1 ثبوتِ ہلال۔ **(الف)** رمضان کی ابتداءوانتہاءکسی چیزکی محض پیش گوئی پرکرنا جائز نہیں۔رسول اللہﷺ فرماتے ہیں صوموا لرویته وافطروالرویته فام غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین۔آپ نے بیان فرمایا کہ روزہ اورافطارکی بناروئیت پرہے کہ **پیش گوئی اس میں مفید نھیں**،قطع الاعتبارہے**(ب)** رویت کی شرعی شہادت کی موجودگی میں رویت ہلال کا حکم دیاجائے گا۔**یہ حکم مزید کسی چیز پر موقوف نہ ھوگا۔اخبار اور جنتری کی پیش گوئیاں مطابق ھوں یا مخالف (ج)ہاں یہ حکم حدیث کے مطابق ھے** (کہ۲۹ویں کی شام کوچاند کی رویت کی شہادت آئے ا،اگرشہادت نہ آئے تواس

صورت میں۳۰دن پورے کرکے رمضان کی ابتداءوعیدین منائی جائیں گی **چاھے رصدگاہ والے امکانِ رویت بتلائیں یانہ بتلائیں**)۔

جوابِ نمبر2 نمازوں کے اوقات۔

(الف) : (نمازوں کے اوقات کی **علامات وشواھد کو(رصدگاھی حسابات پر) اولیت وفوقیت حاصل ھے** ۔**(ب)** حساب اورعلامات میں اختلاف کی صورت میں ترجیح علامات کوہے۔درمختارمیں ہے لاعبرۃ بقول الموقتین ولوعدولا علی المذھب۔واللہ اعلم

فتویٰ (۱۵) جامعہ اشرفیہ۔ضلع فیض آباد

مفتی زین العابدین صاحب

جوابِ نمبر 1 برائے ثبوتِ ہلال۔(**الف**) جولوگ آسمانوں کے حال اورستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں فلاں دن رویتِ ہلال ہوگی،فلاں انتیس کا مہینہ ہے اور فلاں تیس کا،پھران کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑ جاتا ہے۔ان کے یہاں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجہ آفتاب سے دورنہیں ہوتا ہرگز نظرنہیں آتا اور جب بارہ درجے جدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے۔پھر وہ انتیس تاریخ کے وقت مغرب کی تقویم یعنی اس وقت فلک بروج سے چاندسورج کے مقامات نکال کرفصل دیکھتے ہیں اگر آٹھ درجہ سے کم پایا حکم لگادیا کہ آج رویت ہرگز نہ ہوگی اور بارہ یا اس سے زیادہ پایا تو جزم کرلیا کہ رویت ضرور ہوگی اور آٹھ اور بارہ کے درمیان مشکوک رکھتے ہیں اس لئے **''اس کا کچھ اعتبار شرعاً نھیں ھے اور ان کی پیشنگوئیکے مطابق کرنا جائز نھیں''**۔

(ب) : **(چاند کاثبوت رصدگاہ کی پیش گوئیوں سے)مشروط نھیں ھے** مثلاً وہ کہیں ۲۹ شعبان کوضروررویت ہوگی کل یکم رمضان ہے شام کوابر ہوگیا رویت کی خبر نہ آئی ہرگز رمضان نہ قرار دیا جائے گا بلکہ یوم الشک ٹھہرے گا**یاوہ کھیں آج رویت نھیں ھوسکتی ھے کل یقیناً ۳۰ شعبان ھے پھر آج رویت پرمعتبر گواھی گذری فورًا**

قبول کی جائے گی اور خیال نہ کریں گے کہ بربنائے (رصدگاہی امکانِ رویت) **پیش گوئی آج رویت ناممکن تھی۔**

(**ج**): حضور پرنور ﷺ نے صوم وفطر کا حکم رویت پر معلق فرمایا بخاری، مسلم وغیرہما میں بہت اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صوموا لرویته وافطروا لرویته فان اغمی علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین۔

ترجمہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو پس ہمیں اسی پر عمل فرض ہے، **باقی رہا حساب! تو اسے خود حضور ﷺ نے ایک لخت ساقط کردیا صاف ارشاد فرماتے ہیں انا امة امیة لانکتب ولانحسب الشهر هکذا وهکذا والشهر هکذا وهکذا**، ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہے۔ ہم اپنے نبی امی ﷺ کے امی امت ہیں **ہمیں کسی کے حساب وکتاب سے کیا کام، جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں۔**

جواب نمبر 2 نمازوں کے اوقات۔ (**الف**) رصدگاہوں کے **حسابات اگر ان کے** (**مشاہدات کے**) **مطابق ہیں تو قابلِ عمل ہوں گے ورنہ نہیں** (**ب**) **اختلاف کی صورت میں** رصدگاہوں کے حسابات قابلِ عمل نہیں۔

فتوی (۱۶) جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

مفتی محمد شریف الحق صاحب

جواب نمبر 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**) 1۔ رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے مطابق روزہ رکھنا یا چھوڑنا یا عید کی نماز پڑھنی جائز نہیں، درمختار میں ہے ولا عبرة بقول الموقتین ولو عدولا واللہ تعالیٰ اعلم

(**ب**) 2۔ **شہادتِ شرعیہ کے قبول کو رصدگاہوں کی پیش گوئیوں کے**

ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں کہ وہ کالعدم ہیں اور شہادت شرعیہ تنہاء حجت اور ثبوتِ ہلال کیلئے موجِب، تنویر الابصار میں ہے فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذاثبت عندهم رویة اولئک بطریق موجب، اس کے تحت شامی میں ''طریق موجب'' کی تفسیر میں ہے ''کان یتحمل اثنان الشهادة اویشهد اعلی حکم القاضی اویستفیض الخبر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(**ج**) 3۔ **یقینا اگر ۲۹ رمضان کو چاند ہوجانے کا ثبوت شرعی ہوجائے تو دوسرے دن روزہ چھوڑدینا اور عید کرنا واجب ہے** اور اگر ۲۹ کو نہ چاند نظر آئے اور نہ شرعی ثبوت ملے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرکے اس کے دوسرے دن۔ خواہ ''**رصدگاہ والے کچھ بھی کہیں ان کی طرف قطعاً التفات نہیں کیاجائے گا**''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب نمبر 2 نمازوں کے اوقات۔ (**الف**) مشاہدے کو ترجیح حاصل ہوگی بشرطیکہ مشاہدہ کرنے والا مشاہدہ کا ماہر ہو نیز موسم صاف ہو گرد وغبار، کہر، دھویں افق پر نہ ہوں۔ **ایک شبہ** یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اوقات صلاۃ میں اہل توقیت کا قول معتبر ہے تو رویتِ ہلال میں کیوں معتبر نہیں؟ اس کا جواب امام احمد رضا صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ چاند کے سلسلہ میں شریعت نے مدار رویت پر رکھا ہے یا تکمیل عدت پر ارشاد ہے صوموا لرویة وافطروا لرویة اور ارشاد فرمایا فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین یوما۔ نے بات کو بالکل واضح کردیا۔ غُم کے اصل معنی یہ ہیں کہ چاند ''بدلی میں چھپ گیا'' اس کا حاصل یہ نکلا کہ اگر چاند افق میں اتنی اوپر آچکا ہے کہ اگر کوئی حائل نہ ہوتا تو نظر آجاتا مگر کسی حائل کی وجہ سے نظر نہیں آیا تو بھی تیس دن کی گنتی پوری کرنی واجب۔ یہ اس پر قطعی دلیل ہے کہ مدار صرف رویت پر ہے علاوہ ازیں ''**نحن امة امیة لانکتب ولانحسب**'' فرما کر ہلال کے سلسلہ میں حساب وکتاب کو کالعدم قرار دیدیا'' بخلاف نماز کے، کہ اس کے اوقات طلوع غروب زوال وغیرہ پر رکھا ان کی رویت پر نہیں رکھا'' اس لئے اگر رویت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے طلوع، غروب وغیرہ کا علم ہوجائے تو وہ معتبر ہوگا۔

فتویٰ(۱۷) دارالعلوم معین الاسلام تھام

تھام ،ضلع بھروچ گجرات ھند

جواب **نمبر** 1 ثبوتِ ہلال۔ (**الف**)**جی نھیں**(**رصدگاھوں کی پیش گوئیوں کے مطابق عمل جائز نھیں**)۔واللہ تعالیٰ اعلم

(**ب**)**محض بے اصل اور شریعت پر زیادتی** (**کرناھے که روئیت کی گواھیوں کو رصدگاہ کی پیش گوئیوں سے مشروط کیاجائیے**)۔واللہ اعلم

(**ج**)**جی ھاں یھی حکم شرعی ھے** (کہ روئیت ہوجائے تو،بصورتِ دیگر ۳۰ دن پورے کریں **چاھے رصدگاہ والے امکانِ روئیت کا کھیں یا منع کریں**)**اِسی** (**گواھی**) **پرعمل فرض ھے**۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل ہیئت وہ لوگ ہیں جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہلال ہوگی فلاں مہینہ ۲۹ کا ہوگا فلاں ۳۰ کا۔ پھران کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے مگر **صحیح مذھب میں اس کا کچھ اعتبار نھیں اگرچہ ثقہ عادل ھوں اگرچہ ان کی جماعتِ کثیر یک زبان ایک ھی بات پر اتفاق کرے**!

درمختار میں ہے لاعبرة بقول الموقتين ولوعدولا على المذهب ،ردالمحتار میں ہے بل فى المعراج لايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه. شارع علیہ السلام نے صوم،فطرواضحیہ کاحکم رویت پر معلق فرمایا، بخاری شریف،مسلم شریف وغیرہما میں ہے صوموا لرويته افطروالرويته فان اغمى عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين ،پس ہمیں اسی پر عمل کرنا فرض ہے،

ثبوت رویت ھلال کے شرع میں سات طریقے ھیں:

(۱) چاند دیکھنے والے کی گواہی (۲) گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے

گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا (۳) شہادت علی القضاء: دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے حضور رویتِ ہلال پر شہادتیں گذریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دو شاہدان عادل اس گواہی وحکم کے وقت موجود تھے انہوں نے یہاں قاضی شرع سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شہر کے قاضی شرع کے حضور رویت ہلال کی شہادت گذری اور انہوں نے رویت ہلال کا حکم دیا (۴) کتاب القاضی الی القاضی: قاضی شرع کے سامنے شرعی گواہی گزری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنی اور مکتوب الیہ کا نام وپتہ پورا لکھا اور دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط فلاں شہر کے قاضی کے نام ہے وہ دونوں عادل باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے (۵) استفاضہ (۶) اکمال عدت: جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہوجائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی ثابت ہوجائے گا (۷) توپیں سننے کی آواز: اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے ۲۹ کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالت ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں ۔بہت مختصر ساتوں طریقے بیان ہوئے تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ ج ۴ کا مطالعہ کیا جائے۔

حساب کوبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یک لخت ساقط کردیا صاف ارشاد فرماتے ہیں: انا نحن امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا والشهر هٰكذ وهٰكذا ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں۔۔۔بخاری ومسلم۔بحمدہ تعالیٰ اپنے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے امی امت ہیں **ھمیں کسی حساب کتاب سے کیاکام جب تک رویت ثابت نہ ھوگی نہ کسی کاحساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں نہ اندازہ جانیں** واللہ تعالیٰ اعلم۔۔

فتویٰ (۱۸) دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات

مفتی محمد شبیر احمد صاحب

جواب **نمبر** 1 ثبوتِ ہلال۔(**الف ۔ ۱**) صورتِ مسئولہ میں ثبوتِ ہلال کیلئے رویت یا شہادتِ شرعی شرط ہے۔۔**جنتری اور علم ھیئت وغیرہ سے چاند کا ثبوت نھیں**

ھوسکتا ،حدیث پاک میں ہے صوموا لرویتہ وافطروالرویتہ .ھواعلم (۲)(چاند کی گواہی رصدگاہی حسابات سے)**ھرگز** (مشروط)**نھیں اسکی پیش گوئی کا شرعاً کوئی اعتبار نھیں**۔ ھواعلم (۳)۲۹ کو چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ ملنے کی صورت میں ۳۰ پورا کرنے کا حکم ہے بحوالہ کتب حدیث ہواعلم۔

جوابِ **نمبر** 2۔ نمازوں کے اوقات (**الف**) **احادیث مبارکہ میں جو علامتیں بتلائی گئی ھیں اس کو اولیت حاصل ھے** (رصدگاہوں کے حسابات کو نہیں اس لئے **مشاھدہ کو رصدگاھی حسابات پر فوقیت ھوگی**) ہواعلم۔**ب** (مشاہدہ والے) شرعی طریقہ پر عمل کیا جائے گا (جب مشاہدات اور رصدگاہی حسابات میں فرق ہوتو!) ھواعلم .

فتویٰ(۱۹) جامعہ گلزار حبیب سولجر بازار کراچی 2

مفتی محمد یعقوب صاحب

جوابِ : ثبوتِ ہلال (**الف**) ''رصدگاہی اطلاعات وحساب شرعاً معتبر نہیں'' کیونکہ اسلام میں اوقاتِ عبادات کا رویت اور علامات افقی سے اعتبار کیا ہے اور اس بارے میں بطور احتیاط شہادتِ شرعی کو لازمی قرار دیا ہے۔**رصدگاہ یہ سائنسی ایجاد کے کرشمے وتجربے ھیں جن کے بارے میں خود اس کے موجِد برملا اظھار کرچکے ھیں کہ یہ حرف آخر نھیں ھوتے بلکہ ھر تجربہ دوسرے نئے حالات وتغیرات کا پیش خیمہ ھوتا ھے اور ھر نیا تجربہ پھلے اور سابق تجربہ کو باطل کردیتاھے تو شرعا اس کا اعتبار نھیں**۔بخلاف شرعی قوانین کے کہ وہ مستحکم ہوتے ہیں اور دنیا میں تغیرات کے سامنے روبزوال نہیں ہوتے ،اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ایسے ضابطے بیان فرماتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان کے شاہد ہیں مثلاً آپ ﷺ نے رویت ہلال رمضان کے متعلق ارشاد فرمایا صوموا لرویتہ ۱۲ جو مفروضہ حساب کو منہدم کردیتا ہے ۱۲

فتویٰ(۲۰) دارالافتاءدارالعلوم امجدیہ

مفتی وقار الدین صاحب

جوابِ **نمبر** 1 ثبوتِ ہلال (**الف**) نبی کریم ﷺ نے چاند دیکھنے پر احکام مقرر کئے ہیں اور فرمایا صوموالرویتہ وافطروالرویتہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو تیس دن کا مہینہ پورا کرلو۔معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا رویت کے معاملہ میں منشا یہ ہے کہ عوام کو ان کی رویت پر احکام دئے جائیں تاکہ وہ عبادتیں اطمینان سے کرسکیں ،چند حساب دانوں کے علم پر روزہ وافطار کو معلق نہ کردیا جائے کہ وہ غلطی کردیں تو ساری عبادتیں برباد ہوجائیں اور عوام کو اطمینان حاصل نہ ہوجب'' **شریعت نے احکام کا دارومدار رویت پر رکھاھے تو رویت ھونے کی صورت میں رمضان اور عید کے احکام شروع ھوجائیں گے اگرچہ وہ ''حساب کرنیوالوں کے خلاف ھو''**۔

جوابِ نمبر **2 اوقاتِ نماز** (**الف**) مختلف ممالک میں دن رات کی مقدار ایک نہیں ہوتی ہے،لہٰذا جن اوقات میں دن رات اور طلوع وغروب روزانہ ہوتا ہو اور **رات چھوٹی یا بڑی ھوتی ھو ان ممالک میں نمازیں، اوقات کے مطابق پڑھی جائیں گی اور مغرب وعشاء کے اوقات میں وھی اعتبار کیاجائے گا جس کو حدیث میں مقرر کردیاگیا ------لندن وغیرہ جن ممالک کاتذکرہ آپ نے کیاھے ان میں بھی شفق غائب ھونے سے مغرب کا وقت ختم ھوگا**،بعض ائمہ نے سرخی کو شفق مانا ہے ان کے نزدیک سرخی پر احکام ہوں گے،اب آپ کا **یہ عذر کہ رات چھوٹی ھوتی ھے اس لئے عشاء کی نماز غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد پڑھ لی جائے ''شرعاًناقابل قبول'' ھے** ۔جب آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت بھی ہوتا ہے مگر صبح کو کام پر جلدی جانے کی وجہ سے جلدی عشاء پڑھ کر سوجائے اور پھر صبح کام پر چلے جائیں اس کا **مقصد یہ ھواکہ ھر ڈیوٹی والا ڈیوٹی کے**

اعتبار سے نماز پڑھ لیاکرے!مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ نماز جیسی اہم عبادت کو صرف دنیاکی خاطر بے وقت پڑھاجائے! حالانکہ اللہ تعالی نے نماز کواوقات مقررہ کے ساتھ مشروط کیا تھا،اور (عسر پر دال) **جو احادیث آپ نے نقل کی ہیں وہ سند کے اعتبار سے ایسی ہیں کہ محدثین مشہورین نے اور ائمہ میں سے کسی نے انہیں قابل عمل نہ بتایا اوران کے خلاف جومستند احادیث تھیں ان پر عمل کیا ، "یہ حیلہ بازی ہے کہ اپنی سہولت کے لئے ایسی روایتیں تلاش کی جائیں جن سے اپنا مقصد حاصل ہوجائے!"**

دین میں آسانی حاصل کرنے کا اگر وہی مطلب لے لیا جائے جوآپ بیان کررہے ہیں **تو(کیا پھر)احکامِ شرعیہ کو بدل دیاجائے(؟) اس لئے کہ جس پر یہ احکام شرعیہ لازم ہوتے ہیں یعنی عاقل بالغ(اس) کو" مکلف" کہتے ہیں اور " یسر" اس کے مخالف ہے** ،لہٰذا (اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ احکام شرعیہ کو پس پشت ڈال کراور) آجکل کی مشغول زندگی کی بنا پر جس وقت آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہو پڑھ لو،(ایسے ہی) گرمی میں اگر روزہ نہیں رکھ سکتے ہوتو" **عیسائیوں** "**کی طرح** جاڑوں میں روزہ رکھ لیا جائے.

بریلوی مکتب مفتیانِ کرام کے مزید فتاویٰ

فتویٰ(۲۱) مولانا مفتی سعید احمد بندیالوی

آپ فرماتے ہیں: حضرت مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: **قواعد رویت ہلال تخمینی ہیں** فن **ہیئت کا پہلا امام جوگنا جاتا ہے "بطلیموس" ہے اس نے "مجسطی "کتاب لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال ستاروں کا طلوع وغروب لکھا اور چاند کو چھوڑ گیا** وہ اس کے قابو کا نہ تھا متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے جس سے کبھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد بھی

مشکوک! سیدھا حساب ہمارے آقا ﷺ نے سکھایا وہ کبھی نہیں ٹل سکتا حضور ﷺ کا ارشاد ہے ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینہ ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو (ملفوظات مولانا احمد رضا خان بریلوی)، ظاہر حدیث چاند کے بارے میں حساب کی نفی کر رہی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے یوں **نہ فرمایاکہ اگر تمھیں شبہ پڑجائے تو اہل حساب سے پوچھ لو** بلکہ فرمایا ۳۰ کی گنتی پوری کرلو، امام بدرالدین عینی آگے فرماتے ہیں چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اور افطار کرنا اس پر اسلاف کا عملی اجماع ہے۔

فتویٰ(۲۲) مولانا محمد امجد علی رضوی صاحب

از ماہنامہ طیبہ (گجراتی ،فروری ۱۹۹۴ء) احمد آباد۔ہند

آپ فرماتے ہیں (۱) **فلکیاتی حساب کتاب جاننے والا(یا رصدگاہ والے) کہ دے کہ آج چاند ہے یا،نہیں ہے تو اس کا(نفیا واثباتاً) کوئی اعتبار نہیں چاہے وہ شخص عادل ہو یا اِس طرح کے بہت سارے لوگ ایسا کہیں!** ، کیونکہ شریعت میں چاند کا دیکھنا یا چاند دیکھنے کی گواہی کا ثبوت ملنا یہی معتبر ہے۔

(۲) (رویتِ ہلال میں اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں اس لئے) ایک جگہ چاند دیکھا جائے تو وہ فقط اس جگہ کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ہے بشرطیکہ شرعاً معتبر خبر دوسری جگہ پہونچے (درمختار)۔

(مختلف مفتیانِ کرام کے فتاویٰ وعلماء کے بیانات)

فتویٰ(۲۳) مولانا مفتی محمد شفیع الہاشمی اتحاد العلماء برطانیہ

آپ فرماتے ہیں: **رسول اللہ ﷺ سے زیادہ امت کا کوئی خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔اگر حضور چاہتے تواپنی امت کو روزہ عیدین اور حج ودیگر تمام مذہبی تہواروں کا قیامت تک کا کیلنڈر عنایت فرمادیتے** ،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی بھتری میں ایسا نھیں کیا تاکه مسلمان رویت کی شرعی برکتیں حاصل کرکے سنت کے مطابق عبادات کاتعین کرتے رھیں ۔جولوگ مصر،اردن اورعرب امارات کی ''شرعی شہادت'' کوکیلنڈرقرار دیکرمسترد کردیتے تھے اب وہی لوگ خود کیلنڈر تقسیم کر چکے ہیں جس میں سال بھر کی عبادات اور مذہبی تہواروں کاوقت (رمضان وعیدین وغیرہ مہینوں کے چاند دیکھے بغیر ہی) پہلے سے متعین کر دیا گیا ہے جوشرعاً قابل قبول نہیں ۔افسوسناک بات یہ ہے کہ آبزرویٹری کی تقلید کرنے والے گروپ بھی جدا جدا عید کا اعلان کرچکے ہیں جس سے برطانیہ کے مسلمانوں میں ایک نیا فساد پیدا کر دیا گیا ہے (جنگ لندن ۱۶ فروری ۱۹۹۵ء)

فتویٰ (۲۴) مولانا مفتی محمد سعید صاحب

مرکزی سنی جماعت برطانیه

علامہ مفتی محمد احمد سعید صاحب نے پاکستان کے خلائی تحقیقی ادارے ''اِسپارکو'' کے ڈائیریکٹر اسحاق مرزا کا یہ دعویٰ کہ ۸ جنوری پیر کی شام کو چاند دکھائی دینا چاہیئے اوراس کے مقابلہ میں ماہر فلکیات صمد رضوی کا یہ دعویٰ کہ پاکستان میں پیر کو چاند دکھائی دینا ناممکن ہے،دونوں کے **متضاد دعووں سے یه بات مزید ثابت هوجاتی هے که ''رویتِ هلال کے سلسله میں آبزرویٹری کے اعلانات غیر یقینی هیں** لہٰذا **جو لوگ آئے دن اس پر زور دیتے رهتے هیں که صرف آبزرویٹری کا ''امکانِ رویت فارموله'' تعیّن رمضان وعیدین کیلئے کافی هے وه لوگ شریعتِ اسلامیه کے ساته دهوکه کرتے هیں کیونکه شریعتِ اسلامیه کے فیصلوں کی بنیاد ''یقینیات'' پر هوتی هے جیساکه عینی گواه جب چاند دیکهتے هیں توانهیں یقین هوتاهے که وه چاند هے** مگر اسکے مقابلہ میں آبزرویٹری کے ماہرین ،رویت کے سلسلہ میں متضاد بیانات کا شکار ہوتے رہتے ہیں جو کسی صورت ''مفیدِ یقین'' نہیں ہوتے!

جب ماہر فلکیات صمد رضوی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ پیر کو چاند دکھائی دینا ناممکن ہے،اس سے مزید معلوم ہوا کہ عدم امکان رویت کے باوجود چاند دیکھا جائے جیسا کہ پاکستان میں دیکھا گیا ہے ۔تو **ثابت بھی هوگیا که آبزرویٹری کی بنیاد پر امکان رویت هویاعدمِ امکانِ رویت هودونوں صورتوں میں کھلی آنکھ سے چاند کی تلاش ضروری هے اور وجودِ قمر ونیومون والے فارمولے تو مزید گئے گذرے هیں** (دی نیشن،جنوری ۱۹۹۵ء).

فتویٰ (۲۵) مفتی عبدالرسول منصور الازہری، امام پیرزادہ سردار احمد قادری صاحب

مشہور عالمِ دین اور قانونی ماہر سردار احمد قادری صاحب نے فرمایا کہ ''**میں ذاتی طورپر (شارع علیه السلام کے وحیانه فارموله کوچھوڑ کر) کسی اَور فارموله پر نه تو یقین رکھتاهوں اور نه هی ''پیشگی اعلانوں کی پالیسی کودرست سمجھتاهوں** کیونکہ **پھلے سے طے شده فارمولوں کی وجه سے سب اختلافات پیداهوئے هیں ،اسکول کی چھٹی کے نام پر هفتوں پھلے کئے گئے اعلانات سے جوفضاء مکدّر هوجاتی هے وه سب کے سامنے هے**، خواہ عید (یا رمضان) کسی بھی دن ہو جائے لیکن اس کا فیصلہ چاند کے متوقع طور پر نظر آنے کی شام کیا جائے تو اس سے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے ایک اہم عمل کی یاد تازہ ہوجاتی ہے بلکہ عینی شاہدوں کی شہادت ملنے کی صورت میں کسی حتمی فیصلہ پر بھی پہونچا جا سکتا ہے۔۔۔اسکول وکام سے چھٹی کے لئے آسانی کے نام پر پہلے سے عید کی تعیین کر دینے کے تصور اور اتحاد امت کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ :جب تک برطانیہ میں پیشگی فیصلے نہیں ہوتے تھے تو عیدین کے مواقع پر اتفاق واتحاد کے عملی مظاہرے نظر آتے تھے ۔۔۔سوال صرف یہ ہے کہ کیا ہم ایک دن کی (پیشگی) چھٹی کے لئے اتحادِ امت کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں؟،اتحاد امت کو جو اولیت حاصل ہے علمائے کرام اس کی اہمیت سے آگاہ ہیں اور یہ حقیقت ان سے پوشیدہ نہیں۔

ایک معاصر روزنامہ میں چھپنے والی خبر کے مطابق **بلیکبرن سے ایک عالمِ دین کے فیکس** کے مطابق ڈیوزبری کے چھ مسلمانوں نے چودہ معززین کے سامنے جن میں تین **علمائے کرام کے علاوہ علاقے کے کونسلر** بھی شامل تھے **حلفیه طورپر بیان دیا که**(۲ **حضرات بشمول چار عورتوں نے مورخه** 17 **جنوری** 1999ء **اتوار کی شام** (**عین مفروضه نیومون کے وقت**) **عید الفطر** ۱۴۱۹ھ **کاچاند** چار بجکر ۳۵ سے ۴۷ منٹ کے درمیان **اپنے گھر کے باهر سے دیکھا۔ چوده معززین نے اس بات کی تصدیق کی تھی که گواهوں سے سوالات کے بعد همیں اس شهادت پر اعتماد هے۔** اس تازہ ترین صورت حال پر میں نے **مرکزی امیر مفتی عبد الرسول منصور الازهری سے فون پر دریافت کیا که آیا ان شهادتوں کی بنیاد پر عید الفطر پڑھنا جائز تھا؟ تومحترم مفتی صاحب نے اس کاجواب اثبات میں دیا** اور فرمایا کہ "**عینی شاهدوں کی صورت میں عید پڑھنا بالکل صحیح تھا۔**

فتویٰ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ

فرماتے ہیں "حسابات ریاضیہ وآلاتِ رصدیہ کے ذریعہ بھی "عینِ کعبہ تو درکنار مسجدِ حرام بلکہ مکہ مکرمہ کے استقبال کا بھی یقین نہیں ہوسکتا مندرجہ وجوہ کی بنیاد پر (۱) فلکیاتی کتب میں سمتِ قبلہ کے قواعد تقریبی (نہ کہ یقینی) بیان ہوتے ہیں (۲) جن طریقوں کو تحقیق کہا جاتا ہے، ہر مقام کے صحیح طولِ بلد وعرضِ بلد کے بالکل صحیح نکالنے میں "مشکلی" ہے اور (۳) ایک مقام سے دوسرے مضافاتی مقام کے طولِ بلد وعرضِ بلد میں تفاوت کی وجہ بالکل صحیح سمتِ قبلہ نہیں نکالی جاسکتی (صرف اندازاً حساب بتلایا جاتا ہے) (۴) بالکل صحیح تعیین فرض کر بھی لی جائے تب بھی عملی طور پر استقبالِ کعبہ یا مسجدِ حرام بلکہ استقبالِ مکہ کا بھی یقین نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ایک بال برابر بھی انحراف نمازی کے رخ کو مکہ سے میلوں دور لے جائے گا۔

آگے مزید فرمایا؛ شبہات فلسفیہ وریاضیہ میں پڑنا شرعاً مذموم وموجب تشویش ہے۔ بسا اوقات ان تدقیقات میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور عامۃ المسلمین پر بدگمانی ہوجاتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۲۳ تا ۳۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصّہ پنجم اوقاتِ نماز

ان الصّلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (القرآن)

بے شک نماز اپنے مقررہ وقت میں فرض ہے

نمازوں کے اوقات اور رصدگاھی درجات وڈگریاں!

نمازوں کے اوقات اور بریلوی مفتیانِ کرام کے فتاویٰ

مقدّمہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعه الى يوم الدين

انما يخشى الله من عباده العلماء (فاطر/۲۸) بے شک اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں

وقال النبي ﷺ انا امة امية لانكتب ولانحسب الشهر هٰكذا وهٰكذا و الشهر هٰكذا وهٰكذا. رواه الشيخان وابوداؤد ونسائی.

قارئینِ کرام خواتین وحضرات السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بات علماء کرام سے مخفی نہیں کہ نمازوں کے اوقات میں رصدگاہی حسابات اور اس کے درجات وڈگریاں اصل نہیں بلکہ شریعت میں اصل ان کے مشاہدات ہی ہیں اسی طرح ثبوتِ ہلال میں بھی شرعاً مفروضہ نیومن اور اس کے مفروض امکانِ رویت قواعد کا بھی کچھ اعتبار نہیں کیونکہ کلام اللہ کی آیتِ شریفہ یسئلونک عن الاهلة (البقرہ) میں اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کا ان حسابات سے اعراض کرتا ہوا جواب دینا نیز صاحبِ شریعت ﷺ کا حدیثِ امّی میں اِن حسابات کی واضح تردید فرمانا ہے،

جسکی تفصیل ہم مذکورہ کتب اور ''ثبوتِ ہلال، تاریخِ فلکیات اور جدید تحقیق'' میں آپ ﷺ، صحابہ کرام ہمارے اسلاف اور اہلِ سنت والجماعت دیو بندی بزرگوں کے فتاویٰ کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں اور اس ضمیمہ میں اہلِ سنت والجماعت بریلوی بزرگوں کے فتاویٰ کی رو سے بھی یہ تفصیل قارئین کے سامنے آگے آرہی ہے۔

بعض حضرات نمازوں کے اوقات کی جنتریوں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ''نمازوں کے اوقات میں جب جنتری پر عمل کرنا جائز ہے تو یہ کہنا تو صحیح نہ ہوا کہ اوقات میں اصل تو ان کی علامات کے مشاہدات ہیں''! دراصل عبادات کے لئے مدارِ اوقات تو مشاہدات ہی ہیں مثلاً اسلامی مہینوں کا دارومدار چاند کی گردش پر ہے اور اسلامی پہلی کی تعیین کے لئے ''چاند کی بعینہ رویت ومشاہدہ'' کو ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح نمازوں کے اوقات جو کہ سورج کی گردش پر مبنی ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اوقات کو معلوم کرنے کے لئے چاند کی بعنہ رویت کرنے کی طرح سورج کی بعینہ رویت کا حکم نہیں دیا!

بجائے اس کے سورج کی گردش اور اس کی ''روشنی کے ضمن میں پیدا ہونے والے'' فضائی حالات'' کو اوقاتِ نماز کا قائم مقام ٹھہرا کر ان کے ''مشاہدات'' کو مبنیٰ قرار دیا، معلوم ہوا کہ نمازوں کے اوقات میں سورج کو بعینہ دیکھنا ضروری نہیں جبکہ مہینہ کی ابتداء کے لئے چاند کو بعینہ دیکھنا ہے۔

صاحبِ شریعت ﷺ نے دین میں نمازوں کے اوقات کی علامات کی طرح ''پہلے چاند'' کی کوئی واضح علامت متعین نہیں فرمائی جسے دیکھ کر یقین کرلیا جائے کہ آج پہلی ہے، اگر ایسا ہوتا تو اس کی ایک شکل یہ ہوسکتی تھی کہ پہلی کے چاند کی تعیین، شروع کے چاند کے بجائے بدرِ کامل سے کی جاتی! کیونکہ مہینہ کی گنتی ''بدرِ کامل سے شروع کرنا بظاہر آسان ہے کہ اِسے دیکھنے میں مشکل نہیں نیز بدرِ کامل میں اس کی کمالیت کا وصف بھی موجود ہے!

اللہ تعالیٰ نے بدرِ کامل پر پہلی کی تعیین کے بجائے نئے چاند کی روئیت کا حکم دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور دینِ فطرت کے تقاضے ہیں اسی لئے پہلی کے چاند کے مسئلہ میں اس کی تعیین پہلے چاند کی

رویت ہی پر رکھی گئی اور عدمِ رویت پر تیس دن پورے کرنے پر نئے مہینہ کی ابتداء مشروط قرار دی گئی اور نمازوں کے اوقات میں بعینہ سورج کو دیکھنے کے بجائے اس کی گردش پر مبنی روشنی کے حالات پر انہیں مشروط کیا گیا! لہٰذا چاند کے مسئلہ کو نمازوں کے اوقات کی جنتری پر منطبق نہیں کیا جاسکتا پھر نمازوں کے اوقات کی ڈگریوں کی جنتریوں کا مدار اصلاً منصوص روشنی اور اس کے مشاہدات ہیں!

مثلاً دن کی نمازیں چاہے ظہر وعصر ہوں یا رات کی نمازیں مغرب، عشاء وفجر ہوں سب میں ان نمازوں کے اوقات، سورج کی روشنی اور اس کے حالات کے مشاہدہ واندازہ سے ہی منسلک ہے، اس لئے چاند کے مسئلہ کی بہ نسبت نمازوں کے اوقات میں اگر علامات کے مشاہدات پر مبنی جنتری بنا کر اس پر عمل کرنے کی شرعاً گنجائش ہے تو اس کی وجہ ڈگریوں والے اوقات کی صحت کا کسی بھی وقت مشاہدات سے جانچا جاسکنا ہے جبکہ چاند کے مسئلہ میں یہ ممکن نہیں!

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے جنتری پر عمل کی یہ شرط کر رکھی ہے کہ اس کے اوقات، مشاہداتی اوقات کے خلاف نہ ہوں ورنہ یہ غلط ہوں گے اور ان اوقات میں نمازیں ادا نہ ہوں گی! معلوم ہوا کہ اوقاتِ نماز میں بھی واقعۃً اصل تو مشاہدات ہی ہیں جیسے چاند کے مسئلہ میں اصل اس کا مشاہدہ ہے۔

یاد رہے کہ ہماری کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' میں جنتری پر اوقات کی ترتیب کے جواز کے متعلق تفصیل سے بحث کی گئی ہے جسے وہاں دیکھا جاسکتا ہے، نیز انگلش زبان میں ہماری کتاب بنام **Salat Times & Qiblah Guide** اور ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' (**جو اردو کے دو الگ ایڈیشنوں میں**) چھپ کر یہ تینوں کتب بہت سے حضرات وخواتین کے ہاتھوں میں پہونچ چکی ہیں، خاص کر انگلش کتاب ''صلوٰۃ ٹائمز اینڈ قبلہ گائڈ'' 366 صفحات پر ۳ حصّوں پر مشتمل ہے؛

Part 1...Fajar and Isha Times & Twilight (P1-122)

Part 2... Salat Times & Qiblah Guide for Towns and Cities in the UK (P123-348)

Part 3...Urdoo Maa'loomat اردو میں متعلقہ معلومات (P349-366)

یہ سب محترم خالد شوکت صاحب کی ویب سائٹ www.moonsighting.com پر عرصہ سے ہے اور ہماری ویب سائٹ www.hizbululama.org.uk پر بھی موجود ہیں۔

ہماری مذکورہ کتب سے اہلِ سنت کے ہر گروہ نے فائدہ اُٹھایا ہے خاص کر ہمارے بریلوی بھائیوں کی طرف سے اِن کتب اور مشاہدات کے نتائج پر مبنی اوقاتِ فجر وعشاء کی سال بھر کی ترتیب ودیگر نمازوں کے اوقات وقبلہ گائیڈ شائع ہونے پر مجھ سے رابطہ کرتے ہوئے جب ہماری اردو کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' کی مانگ بڑھی تو اس میں بریلوی طبقہ کے بزرگوں کی آراء اور مفتیانِ کرام کے فتاویٰ شامل نہ ہونے کی کمی کو محسوس کیا گیا جسے پورا کرنے کی غرض سے یہ ضمیمہ ترتیب دیا گیا جو یقیناً بریلوی علماء کی توجہ کا ضامن ہوگا اور اُنہیں اِس کمی کے پورا ہونے پر انشاءاللہ خوشی ہوگی۔

فاضل بریلی نے نہ صرف ثبوتِ ہلال بلکہ اوقاتِ نماز میں بھی مشاہدہ ہی کو اصل ومدار قرار دیا ہے بہرحال شریعتِ اسلامیہ میں نمازوں کے اوقات اور ثبوتِ ہلال میں مفروضہ فلکیاتی حسابات وڈگریاں ''مدار'' نہیں بلکہ دونوں میں اصل مدار ''رویت ومشاہدات'' ہی ہیں اور ہمارا مقصد اس ضمیمہ سے اپنی کتب میں رہ جانے والی علمائے بریلی کے فتاویٰ وآراء بیان نہ کئے جانے کی کمی کو پورا کرنا ہے اس حوالہ سے ہم ذیل میں فاضل بریلی کے فتاویٰ وآراء آپ ہی کے فتاویٰ مجمعہ ''فتاویٰ رضویہ'' سے یہاں شامل کر رہے ہیں۔

مولوی یعقوب احمد مفتاحی

ناظم حزب العلماء یوکے

ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

مورخہ ۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ، ۳ جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان صاحب

آپ کے نزدیک کیا نمازوں کے اوقات میں اصل ان کی علامات کے مشاہدات ہیں یا فلکیاتی حساب کی مفروضہ ڈگریاں؟

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۶۱۷ تا ۶۲۴)

فتوی' (۲۶) مسئلہ ۲۶۳ : مشاہدہ مجرّد کسی حساب یا قانونِ عقلی سے مدرک ہو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ شریعت میں صبح صادق کا کوئی کلیہ قاعدہ ہے جس کے ذریعہ سے معلوم ہوجایا کرے کہ صبح صادق فلاں وقت ہوتی ہے، اور آنکھوں سے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے یا کوئی حساب اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ آنکھوں سے دیکھنے ہی پر منحصر ہے، اگر قاعدہ کلیہ نہیں ہے تو ''مفتاح الصلوٰۃ میں جو حوالہ خزانۃ الروایات'' لکھا ہے کہ رات کا ساتوں حصہ فجر ہوتا ہے اس کا کیا مطلب؟ بینوا وتوجروا

الجواب : شریعتِ مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ وعدت وفات وطلاق ومدّتِ حمل وایلا وتاجیل عنین ومنتہائے حیض ونفاس وغیر ذٰلک امور کیلئے یہ اوقات مقرر فرمائے، یعنی طلوعِ صبح وشمس وشفق ونصف النہار ومثلین وروز وماہ وسال ان سب کے ادراک کا مدار رویت پر مشاہدہ پر ہے۔ ان میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرّد کسی حساب یا قانونِ عقلی سے مدرک ہوجاتا، **ہاں رویت ومشاہدہ ان سب کے ادراک کا سببِ کافی ہے اور یہی اس شریعتِ عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائقِ شان تھا کہ تمام جہان کے لئے اُتری اور اُن میں اکثر وہ ہیں کہ دقائق محاسبات ہیئات وزیج کی تکلیف انہیں نہیں دی جاسکتی** ،انا امة امية لانكتب ولانحسب (ابی داوٗد)

ہم امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ت)فرما کر اپنے تمام غلاموں کے لئے ایک آسان اور واضح راستہ کھول دیا اور ان تمام اوقات کے لئے حکیم رحیم عز جلالہ نے دو کھلی نشانیاں مقرّر فرمادیں، **چاند اور سورج جن کے اختلافِ احوال پر نظر کرکے خواص وعوام سب اوقاتِ مطلوبہ شرعیہ کا ادراک کرسکیں**؛ کما قال تعالیٰ :وجعلنا الیل والنھار آیتین فمحونا آیة الیل وجعلنا آیة النھار مبصرة لتبتغوا فضلاً من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شیء فصلناہ تفصیلا (القرآن ۱۷/۱۲)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی ''مِٹی ہوئی'' رکھی اور دن کی نشانیاں ''دکھانے والی'' کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادی، وقال تعالیٰ ؛ یسئلونک عن الاھلة قل ھی مواقیت للناس والحج۔۔

(القرآن ۲۔۹۰) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛تم سے چاند کا پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔قال تعالیٰ؛ کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل (القرآن ۲/ ۱۸۷)اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد؛ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر، پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

وقال صلی اللہ علیہ وسلم ؛صوموا لرئویتہ وافطروا لرؤیتہ (بخاری کتاب الصوم ۱/ ۲۵۶)رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ اقدس ہے؛تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو۔(ت)

پھر ان میں بعض تو وہ ہیں جن کا مدار صرف رؤیت پر ہی رہا وہ ہلال ہے کہ؛اِنّ اللہ امدّہ لرؤیتہ (دارِ قطنی کتاب الصیام ح ۲۶)

فتویٰ (۲۷) بے شک اللہ تعالیٰ نے چاند کا مدار رؤیت پر رکھا ہے۔ت)اس کے ظہور وخفاء کے وہ اسباب کثیرہ نا منضبط ہیں جن کے لئے آج تک کوئی قاعدہ منضبط نہ ہوسکا۔ولہذا بطلیموس نے مجیسطی میں باآنکہ متحیرہ خمسہ وکواکبِ ثوابت کے ظہور وخفاء کے لئے باب وضع کئے مگر رؤیتِ ہلال سے اصلاً بحث نہ کی ،وہ جانتا تھا کہ یہ قابو کی چیز نہیں ،اس کا میں کوئی ضابطہ کلیہ نہیں دے سکتا،

بعد کے لوگوں نے اپنے تجارب کی بناء پر اگرچہ بلحاظ درجہ ارتفاع یا بُعدِ سواء یا بُعد معدل وقوسِ تعدیل الغروب وغیر ذٰلک کچھ باتیں بیان کیں مگر وہ خود بشدت مختلف ہیں اور باوصف اختلاف کوئی اپنے قرارداد پر جازم بھی نہیں جیسا کہ واقفِ فن پر ظاہر ہے،

اسی لئے اہلِ ہیئتِ جدیدہ باآنکہ محض فضول باتوں میں نہایت تدقیق وتعمق کرتے ہیں اور سالانہ (برطانوی رصد گاہی ڈائری)المناک میں ہر روز کے لئے قمر کے ایک ایک گھنٹہ کا میل ومطالعِ قمر اور ہر مہینہ میں آفتاب کے ساتھ اس کے جملہ انظار اجتماع واستقبال وتربیع ایمن وایسر کے وقت دیتے ہیں اور ہر ہر تاریخ پر متحیرات وثوابت کے ساتھ اس کے قرانات بیان کرتے ہیں مگر رویتِ ہلال کا وقت نہیں دیتے، وہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے بوتے کا نہیں۔ولہذا **ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اس بارہ میں قولِ اہلِ توقیت پر نظر نہ ہوگی**،درمختار میں وہبانیہ سے ہے؛وقول اولی التوقیت لیس بموجب ،(ص ۱/ ۱۴۸)اہلِ توقیت کا قول سببِ وجوب نہیں بن سکتا (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ص ۶۱۷ تا ۶۲۴)اھ۔ت

(**اس کے بعد نماز روزہ کے حوالہ سے اُن کے اوقات کے سلسلہ میں فلکیاتی حسابات کا انکار کرتے ہوئے وضاحت فرماتے ہیں**)

اور باقی وہ ہیں کہ اگرچہ ان کا اصل مدار رؤیت پر ہے مگر رؤیت ہی کے تکرّر سے تجربہ نے ان کے بارے میں ضوابطِ کلیہ دیئے جن کا ادراک بے رؤیت نہ ہوسکتا تھا مگر بعد ادراک وہ قاعدہ مقرر ہوکر وقت

کوقوانینِ علمِ ہیئات وزیج کے ضابطہ میں لے آنا میسر ہوا جس کے سبب ہم پیش از وقت حکم لگا سکتے ہیں کہ فلاں وقت مطلوبِ شرعی فلاں گھنٹے منٹ سیکنڈ پر واقع ہوگا (پھراس پر آیتِ شریفہ **الشمس والقمر بحسبان** اور **ذٰلک تقدیر العزیز العلیم** نقل فرما کر اس طرح تجربات سے کسی ایک معیّن منتج حساب کی تعیین کو دو قطعیات کے ملنے پر حکمِ قطعی کے میسّر ہونے کا سبب بتلایا۔

فتویٰ (۲۸) اس کے بعد شرع میں ''**نجومی طلوع وغروب**'' **کا شرعاً انکار فرما کر اسے غیر ضروری قرار دیا** اور (برطانوی رصد گاہی تقویم) ''المناک'' کا ہر روز اِن کے اوقات بتانے، اِن میں ''**رِفریکشن**'' **کی پیچیدگیوں** کا ذکر کر کے ''المناک'' کے اوقات پر اشکال ظاہر کیا اور سیاّرات کی حقیقی حرکت اور المناک یا دیگر نامی فلکیاتی ماہرین کی طرف سے دئے جانے والے ''ان کے طلوع وغروب کے اوقات کی حسابی قطعیت کا رد'' کرتے ہوئے فرمایا ''**یہ وہ علم ہے جو اکثر ہیئت دانوں پر مخفی رہا ،رجماً بالغیب باتیں اوڑاکئے**''،

(اسلامی عبادات کے اوقات کی علامات چاہے وہ ماہ کی ابتداء کے لئے رویتِ ہلال برائے ثبوتِ ہلال ہو یا نمازوں کی ابتداء کیلئے اوقاتِ نماز کی علامات ہوں ! ان تمام کا اصل مدار سیارات کی گردش ہونے خاص کر نمازوں کے اوقات میں سورج کی گردش کے ''حقیقی حساب'' کی عدمِ علمیت کے مدِ نظر ساتھ ہی فرمایا)

صبحِ کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں (اہلِ فن) مختلف ہوئے ،کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے ۔اور مشہور اٹھارہ ہے ،اور اسی پر شرحِ چغمنی نے مشی کی ،اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں

اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمنی میں بلفظ **قد قیل** نقل کیا اور مقرر رکھا اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکہ دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا،

حالانکہ **یہ سب ''ہوسات'' بے معنیٰ ہیں ،شرع مطہر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں اس نے توصبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقاً غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر**، اور ہم اوپر کہہ آئے کہ ''**مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی برہانِ عقلی کو راہ نہیں**، ''**صرف مدار رویت**'' **پرہے اور** ''**رویت شاہد عدل**'' **ہے کہ** صبحِ کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا **اور** ''**صادق وکاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا**'' **سب محض باطل ہے۔**

(اس کے بعد) آپ نے ۱۸ درجے پر انحطاط کو اپنے تجربہ میں محصور کر کے صبحِ کاذب کے خوب روشن ہونے کو ۳۳ درجہ آفتاب کے زیرِ افق ہونے پر ملاحظہ کرنے اور حکمِ شرعی اس سے متعلق نہ ہونے کی بنا پر اب تک اپنی طرف سے اس کے مستقل ''مشاہدات کا اہتمام'' نہ کرنے کی وضاحت فرمائی اور صبح صادق وکاذب میں ۱۵ درجے سے بھی زیادہ فاصلہ ہونے کا اپنا تجربہ بتلا کر پوری بحث کو سمیٹ لیا اور فرمایا کہ اس تمام بیان سے۔۔

فتویٰ (۲۹) خلاصہ بحث

(۱) **اصل مدار، روئیت ہے ---** شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اسباب میں کوئی ضابطہ وحساب ارشاد نہ فرمایا** ،نہ عقل صرف مقدارِ انحطاطِ صبح بتا سکتی تھی (۲) **ہاں روئیت نے وہ تجاربِ صحیحہ دِئے** جن سے قاعدہ کلیہ ہاتھ آیا اور بے دیکھے وقت بتانا ممکن ہوا۔(۳) **ازانجا کہ یہاں جو قاعدہ ہوگا روئیت ہی سے مستفاد**

ھوگا کہ شرع وعقل دونوں ساکت ہیں تو لاجرم **جوقاعدہ ، روئیت یااس کے دِئے ھوئے قوانین کی مخالفت کرے، خود باطل ھونا لازم که فرع جب تکذیبِ اصل کرے توفرع باقرارِ خود کاذب ھے که اس پر مبتنیٰ تھا ،جب مبنیٰ باطل یه خود باطل،-----**

یه قاعده ''که صبح رات کا ساتواں حصه ھوتی ھے اُنھی قواعدِ باطله فاسده سے ھے که روئیت وقوانینِ عطیئه رویت ،بالاتفاق اس کے بطلان پر شاھد ھیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد۱۰ص۶۱۷ تا ۶۲۴)اھ۔

(بریلوی مکتب فتاویٰ تمام ہوئے)

سعودی عربیہ کی مجلسِ قضاء اعلیٰ کے فیصلہ کے ضمن میں تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپریم قانون قرآن اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہے!!!

برادران وخواتینِ اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ہم مسلمان بھائی بہنوں کو ثبوتِ ہلال کی شرعی حیثیت کے بارے میں تفصیل سے بتاتے چلے آئے ہیں کہ فلکیاتی حساب ۴۳۱ قبلِ مسیح گذرے Meton مَیتون نامی نجومی وفلسفی کے افکار ونظریات ہیں جنہیں اولاً دین میں داخل کرنے والا بیت المقدس کا یہودی ربی حالیل دوم ہے جو ۳۵۸ء میں گذرا ہے اس نے بیت المقدس میں عملاً غیر مشروط رویتِ ہلال کے انبیائی طریقہ پر چاند دیکھ کر مہینہ کی ابتداء کا وہاں سے اعلان کرنے کا ابتک کا جاری عمل ختم کر کے مَیتون فلسفی کے فلکی حساب کے نیومون کیطریقہ پر مبنی کرلیا، بعد میں عیسائیوں نے بھی اِسے اختیار کرلیا۔

ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ نبوتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۱۰ء میں ابتداء اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۲۲ء میں ہجرتِ مدینہ کے بعد رمضان کے روزے جب فرض ہوئے تو اس کی ابتداء کے لئے مدینہ کے یہود کے مذکورہ میتون طریقہ پر عمل کے برخلاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مَیتونی فلکیات سے غیر مشروط رویتِ ہلال پر ورنہ تیس دن پورے کرنے کا حکم فرما کر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہؓ نے زندگی بھر عمل کیا اور قیامت تک کیلئے اِسے نمونہ چھوڑ گئے۔

پھر خیر القرون کے بعد دوسری صدی ہجری کے نصف سے اسلامی نظریات وعقائد خصوصاً ثبوتِ ہلال کے لئے یونانی کتب اور یہودی طریقہ کے فلکیات کے حساب کو معاون ومشروط کرنے کی بحثیں خلفائے بنوعباس کے یونانی کتب کے تراجم کرنے اور شیعہ حضرات کی طرف سے اِسے اسلام میں داخل کرنے کی جسارت سے شروع ہو کر آج اہلِ سنت والجماعت پر اِسے اختیار کر لینے کا عالمی دباؤ ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ فلکیات کو اوّلاً شیعوں کی طرف سے اسلام میں داخل کرنے کے بعد جب وہ اہلِ سنت والجماعت سے بھرے ''ملکِ مصر'' پر حاکم بن گئے تو ان کے فاطمی خلیفہ حاکم بامر اللہ نے سنیوں پر ۳۹۴ھ میں قانوناً یہ حکم لگا دیا کہ اب کوئی بھی چاند کو دیکھ کر رمضان شروع وختم نہیں کر سکتے بلکہ فلکیاتی حساب کی تاریخوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور تراویح بھی قانوناً موقوف کروادی جس پر غیور اہلِ سنت والجماعت نے حاکم بامر اللہ سے چار برسوں تک نبرد آزمائی کی اور اپنے جان ومال کی بے انتہاء قربانیوں وشہادتوں کے بعد اس نے مجبوراً یہ قانون ۳۹۷ھ میں ختم کردیا (تاریخِ فاطمینِ مصر، تاریخ ابنِ کثیر وغیرہ)۔ یاد رہے کہ حافظ ابن حجرؒ شارحِ بخاری نے بھی چاند کی رویت کے مسئلہ میں فلکیاتی حسابات کا رد کرتے ہوئے اسے شیعوں ورافضیوں کا طریقہ بتلایا ہے، یہی رویہ معتزلہ اور خارجیوں کا بھی رہا ہے جو آج کل ہمارے سامنے سنّیت کے نام پر اژدہا بنا ہوا ہے۔

دو دہائیوں سے خاص کر پچھلے دو برسوں سے یہود ونصاریٰ کے مذہبی قمری کیلنڈر کو جس طرح شیعوں نیان کے فلکیاتی حسابات پر تسلیم کرلیا اسی طرح اہل سنت والجماعت کے اکابر، ان کے دار الافتاء وعلمائے دین وتنظیمات پر ایجنسیوں کے ذریعہ اسے تسلیم کرنے کی الیکٹرونک ای میلز وغیرہ اور اخباری تحریرات، تقریرات اور، انٹرنیٹ میں چاند کے کمپیوٹرائز اشکال کی تشہیر وپروپیگنڈہ کی عالمی منظّم تحریک اہل سنت والجماعت کے اسلامیان ہی کے کندھوں کے بل بوطے پر شروع کی گئی، خصوصاً خادم الحرمین شریفین شاہ عبد اللہ بن عبد العزیز آلِ سعود حفظہ اللہ کو اپنے دار الافتاء اور مجلسِ قضاء اعلیٰ کے اسلامی قوانین پر عمل درآمد کی ذمہ داریوں میں دخل دینے اور شیعوں کی طرح ثبوتِ ہلال کی گواہیوں کو فلکیات کے مفروضہ نیومون اور اس کے قواعد سے مشروط کرنے کے لئے خود کے اثر ورسوخ کو روبہ عمل لانے کیلئے دباؤ ڈالا گیا تاکہ وہ علماء کو اسلامی قوانین سے برگشتہ کریں! انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اسلامی قوانین کے خلاف آلِ سعود کی طرف سے کبھی بھی اپنے یہاں علماء پر دباؤ نہیں ڈالا گیا اور نہ ہی ڈالا جا سکتا ہے کیونکہ آلِ سعود کی حکمرانی و امامت خود علماء و قوانینِ اسلام کے مرحونِ منت ہے جو اظہر من الشمش ہے، یہی وجہ ہے کہ خادم الحرمین نے بذاتِ خود دخل دینے اور شرعی قانون کو ختم کر دینے کے بجائے اس عالمی غیر شرعی دباؤ میں نہ آتے ہوئے اسے اپنے علمائے دین کے سامنے رکھ دیا، جس پر وزارۃ العدل کے ماتحت اداروں کے ذمہ داران (جو سب علمائے دین ہوتے ہیں کہ ان کا عالمِ دین ہونا حرمین شریفین کی سعودی اسلامی مملکت میں قانوناً ضروری ہے) کا مجلسِ قضاء اعلیٰ کے ماتحت خصوصی اجلاس منعقد ہوا اور تفصیلی بحث کے بعد اجلاس نے مجلسِ قضاء اعلیٰ کے سپریم جج اور جید عالمِ دین الشیخ اللحید ان حفظہ اللہ نے فیصلہ سنایا کہ ''شریعتِ اسلامیہ ثبوتِ ہلال کے لئے نیومون مفروضہ اور اس کے حسابات کو تسلیم نہیں کرتی''۔

چودہ سو صدیوں سے امتِ مسلمہ کے دین کے امین علمائے امت نے فلکیات کو ثبوتِ ہلال کے لئے نہ تو مشروط کیا اور نہ ہی اس سے تعاون قبول کیا اور نہ صرف ہمارے گزرے سلفِ صالحین اور سعودی عربیہ کے علمائے کرام بلکہ خود برِ صغیر ہندو پاک بنگلہ دیش کے اہل سنت والجماعت کے دیوبندیوں بریلویوں کے بزرگوں وغیرہ و دیگر عرب و افریقن و یورپین علمائے دین نے بھی اِسے قبول نہیں کیا، کیونکہ جہاں یہ غیر اسلامی ہے وہیں فلکیاتی مفروضات بدلتے بھی رہے ہیں بلکہ آج اہلِ فلک نے کنجنکش کے وقت بھی چاند کی رویت ہونے کو تسلیم کیا اور خود مسلمانوں کے رویتِ ہلال شواہد تو پہلے ہی سے اس کے خلاف ہیں (تفصیل کے لئے دیکھو ہماری کتاب ''ثبوتِ ہلال ،فلکیات کی تاریخ اور جدید تحقیق''، بشمول فتاویٰ دیوبندی، بریلوی مفتیان کرام ،از مولوی یعقوب احمد مفتاحی، رجب ۱۴۲۹ھ)۔

ہم اہلِ سنت والجماعت اپنے گذرے مصری بھائی بہنوں اور اسلامی حکم کے لئے ان کی مذکورہ قربانیوں کو نہ تو بھلا سکتے ہیں اور نہ ہی اسلامی احکام و نصوص کو پامال کر سکتے ہیں!!!

سعودی عرب کی مجلسِ قضاء اعلیٰ نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی کہا کہ ''کسی کو ہماری چاند کی رویت اور اس کے نبوی طریقہ پر عمل در آمد اور ہمارے روزوں اور عیدین میں شک ہے تو یہ بذاتِ خود اس کے ایمان کی کمزوری ہے کیونکہ آپ ﷺ نے چاند دیکھ کر رمضان شروع کرنے اور ۲۹ کو چاند دیکھ کر اور نہ دکھائی دینے کی صورت میں ۳۰ دن پورے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہی طریقہ مملکتِ سعودیہ میں رائج ہے''۔ اللہ ہم سب کو اپنے نبی ﷺ کے فرامین پر پختہ یقین و ایمانِ کامل عطا فرما کر عمل کی توفیق نصیب فرمائے آمین **وما علینا الا البلاغ المبین** (شائع کردہ؛ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ)

حرمین شریفین سعودی عربیہ کی نئی ہائی کورٹ کا شرعی فیصلہ و ثبوتِ ہلال رِکارڈ

جیسے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ موسمی حالات کی بناء پر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کے مطابق پچھلے ۲۴ سالوں سے سرزمینِ حرمین شریفین سعودیہ کے ثبوتِ ہلال پر عمل کرتی چلی آئی ہے اور تب سے آج تک کی اسلامی ۲۹ ویں کی شام کبھی کبھار یہاں برطانیہ میں بھی چاند کی رویت بھی ہوئی اور پچھلی بار ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ کی شام جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ اپریل ۲۰۰۹ء سنیچر کی شام دار العلوم لیسٹر برطانیہ کے علماء نے ویلز میں چاند دیکھا اسطرح اِسی ۲۹ ویں کے مطابق ۲۹ جمادی الولیٰ ۱۴۳۰ھ کی شام یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ کا چاند سعودی عربیہ میں دیکھے جانے کا اعلان وہاں کی ہائی کورٹ نے کیا جبکہ فلکیات پر ایمان رکھنے والوں نے اس کو بھی رد کر دیا جبکہ رد کرنے والوں نے سعودیہ میں خادم الحرمین شریفین کی طرف سے انتظامی تبدیلی پر چاند کے مسئلہ کو بھی آئندہ فلکیات سے جوڑ دیا جس کی واضح تردید اس اعلان سے بھی ہو گئی، نیز ہماری برسوں کی مذکورہ ۲۹ ویں کے مطابق نہ صرف سعودیہ بلکہ دنیا بھر میں رویتِ ہلال ہوئی ہے۔ یہ تمام کارِکارڈ UK Moon sighting Record میں ہماری ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں

حالتِ صحو، جمِ غفیر اور امکانِ کذب! ایک خاص بحث

اہلِ علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ بعض احناف مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک یا دو گواہوں کے بجائے جمِ غفیر کی شرط لگاتے ہیں جبکہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی آپ ﷺ کے عمل کے مطابق رمضان کیلئے ایک اور عید کیلئے دو گواہوں کی گواہی کو قبول کیا ہے (البحر الرائق وردالمحتار) اور آپؒ سے حسن بن زیادؒ کے واسطے سے یہ قول مروی ہے کہ آپؒ کے نزدیک ثبوتِ رمضان و عیدین کیلئے مطلع صاف ہونے کی صورت میں بھی جمِ غفیر کی شہادت ضروری نہیں، علامہ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق میں اور علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں اِسے ہی ترجیح دی ہے، بہر حال جن احناف کے ہاں جمِ غفیر کا کہا گیا ان کی طرف سے بھی آپ ﷺ ہی کے عمل کے مطابق قاضی کو فیصلہ کا اختیار دیکر فردِ واحد کو مختار

بنادیا کہ اسے اطمینان ہوجائے تو وہ فیصلہ کا مجاز ہے (چاہے اسے ایک ہی گواہ پر اطمینان ہوجائے)۔

مذکورہ جمّ غفیر والے مسئلہ میں بعض احناف کے وجہِ قیاس کو گواہ کا ''امکانِ کذب'' اور اس کے رفع کی توجیہ کرتے ہوئے جو حضرات نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت حساب کو بنیاد بنا کر'' جس شرعی ۲۹ ویں کی شام کو''مفروضہ نیومون تھیوری کا امکانِ رویت'' نہ ہو تو ایسی شام کو ایک یا دو گواہوں کے بجائے جمِ غفیر کی شہادت کو اس پر قیاس کرنے کا جو کہتے ہیں وہ تین وجوہ سے باطل ہے!

(۱) اوّلاً تو ان کا توجیہِ قیاس میں گواہ کے امکانِ ''کذب'' کا ماننا ہی غلط ہے کیونکہ فقہاء نے حالتِ صحو والے مسئلہ کے گواہ کیلئے ''کذب سے متہم'' ہونے کے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کئے بلکہ ''غلطی'' کے الفاظ کا استعمال کیا ہے (جیسے کہ آگے مفتی ابوظفر صاحب کے فتوے سے معلوم ہوگا) اور کسی بات کا غلط ہونا اور کسی کا جھوٹا ہونا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کہ آدمی اپنے تئیں تو سچ بول رہا ہوتا ہے مگر اس سچ کے پیچھے اِس سچ کے غلط ہونے کی جو حقیقت ہے اس سے وہ حقیقتاً بے خبر ہوتا ہے اسلئے وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہوتا؛ مثلاً خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے شاہد نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو وہ اپنے تئیں سچ ہی بول رہے تھے مگر جب خلیفہ دوم کے کہنے پر صفائی کے بعد دوبارہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اب چاند نہیں دِکھائی دیتا ہے تو چونکہ پہلی مرتبہ شاہد کی بھنؤ کا بال آنکھ پر آنے سے وہ انہیں چاند رات سمجھتے ہوئے سچ ہی بول رہے تھے (جھوٹے نہیں تھے) مگر اس غلط کے پیچھے محرِّک بھنؤ کا جو بال تھا اس کا انہیں بعد میں پتہ چلا تب بھی چاند نہ دکھائی دینے کے اب کے اپنے انکار میں وہ سچ ہی بول رہے تھے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ فقہاء نے قاضی کی طرف سے کسی وجہ سے گواہی کے رد کردینے کے باوجود گواہ کو روزہ رکھنے کا جو پابند بنایا ہے یہ اسی لئے کہ فقہاء اسے سچّا ہی سمجھتے ہیں البتّہ غلطی کے احتمال پر اس کی گواہی کو عوام کے حق میں موجبِ صوم تسلیم نہیں کرتے،

(۳) تیسری خاص بات یہ کہ ان کے اس قیاس کی بنیاد ہی باطل ہے کیونکہ یہ فلکیات کے باطل ومخدوش حساب کے مقدّمہ کی بنیاد پر ہے جس کا باطل ہونا اظہر من الشّمس ہے جبکہ ''گواہی تو'' نصوصِ قطعیات میں سے ہے جیسے کہ پیچھے مذکور اہلِ سنت بشمول دیوبندی بریلوی مفتیانِ کرام خاص کر فاضل بریلی

مولانا احمد رضا خان، اور ذیل میں مفتی ابوظفر دیوبندی کا ''ایک اہم فتویٰ'' نیز بعد میں مجدّدِ زمانہ حضرت تھانوی کے فتاویٰ سے بھی ظاہر باہر ہے کہ شرعاً فلکیاتی مفروض حساب کی کوئی حیثیت نہیں!

تو اس طرح ''متلو من اللہ (یقینی بہ نصوص ونقول) کیلئے ''غیر متلو (غیر یقینی وعقلی) مخدوش وباطل نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت حسابات'' کو بنیاد بنانا خود اِس قیاس کے بطلان کی واضح دلیل ہے، لہٰذا نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت کے حسابات کو کسی بھی طرح شرعی دلیل کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا چاہے اس کی بنیاد پر رویت ہی کو کیوں نہ لازم قرار دیا جائے!،

(**الف**) جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ: ہم بھی ''**محقّق روئیتِ ہلال ہی کا تو کہتے ہیں حساب کو تو ہم بھی نہیں مانتے** !!!، تو پھر اِس ''محقّق'' رویت میں یہ لفظِ ''محقّق'' کس بلاء کا نام ہے؟ کیا یہ قرآن یا حدیث کا لفظ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ شارع علیہ السلام کی طرف سے مردود کردہ اُسی ''بَلا'' کا نام ہے جسے ''نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت قواعد'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے،

(**ب**) یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ: اہلِ مغرب کے لئے صرف مشرق ہی کی رویت! محدّثین وجمہور فقہاء کا حدیث صوموا لرویتہ کا عمومِ مشارق ومغارب وبرعکس نظریہ جن کی بھرپور تائید اہلِ سنت والجماعت کے اسلاف خصوصاً دیوبندی بریلوی مفتیانِ کرام وفاضلین کے فتاویٰ سے بھی (مع اِن دونوں کے شرعاً بطلان کے) ظاہر ہوچکا۔

ایک خاص استفتاء وفتویٰ

یہ بات اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ صاحبِ شریعت ﷺ نے ثبوتِ ہلال میں فلکی حسابات کا قطعاً انکار فرمادیا ہے جیسے کہ اہلِ سنت والجماعت کے فتاویٰ اور ان کے ضمن میں اسلاف کے فتاویٰ وآراء پچھلے پانچ حصوں میں بھی گذرے، یہی وجہ ہے کہ تب سے ابتک جمہور فقہاء نے بالاتفاق فلکیات پر اعانۃً بھی عمل سے منع کردیا ہے مگر تعجّب ہے کہ بعض حضرات فلکیاتی حساب کو شرعاً باطل بھی قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی اسے نصوصِ شرعیہ کی شرط بھی قرار دیتے ہوئے **اعانت** کے طور پر اس سے نصوصِ قطعیّہ کو مشروط بھی کرتے ہیں! مثلاً کہتے ہیں کہ ''**اگرچہ اثباتاً حسابات کا اعتبار نہیں اور نفی میں بھی جمہور کے نزدیک حسابات کا اعتبار نہیں، تاہم امکانِ**

کذب کو دور کرنے کیلئے فلکی حسابات سے مدد لینا درست ھے !!!''

اور جس طرح کہ احناف نے حالتِ صحو (یعنی صاف فضاء) میں ثبوتِ ہلال کی شہادت کیلئے جمّ غفیر کی شہادت کو شرط قرار دیا اِسی بنیاد پر جس دن فلکی امکانِ رویت نہ ہو تو امکانِ کذب کے رفع کیلئے اس دن جمِ غفیر کی شہادت کی شرط لگائی جاسکتی ہے تاکہ **شاھدِ عدل اتھامِ کذب سے بچا رھے!**

ہم نے مذکورہ احوال کے مدِ نظر مفتی ابوظفر دیوبندی حفظہ اللہ سے معلوم کیا کہ کیا مذکورہ طور پر قیاس کرنا صحیح ہے؟ جس کے جواب میں ذیل کا فتویٰ موصول ہوا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

فتویٰ مفتی ابوظفر دیوبندی حفظہ اللہ (حال مقیم برمنگھم، برطانیہ)

الجواب: (۱) ہاں فقہائے احنافؒ حالتِ صحو میں جمّ غفیر کی رویئت کو شرط بتاتے ہیں اور یہی ظاہر الرّ وایۃ ہے اور اسی حالتِ صحو میں ایک یا دو عادل کی شہادت کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ باقی **ائمہ ثلٰثہ صحو اور غیر صحو کی تفریق نہیں فرماتے ہیں**، وہ ایک یا دو عادل کی شہادت کو بہر حال معتبر حجّتِ قطعیّہ مانتے ہیں۔ ''**امام اعظم ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت ہے کہ دو گواہوں کی شہادت پر بہر حال اِکتفاء کیا جائے گا**'' علاّمہ ابنِ نجیم مصریؒ نے **فرمایا کہ اسی پر عمل کیا جانا چاہیئے** اور علاّمہ شامیؒ نے **فرمایا کہ اسی پر فتویٰ دیا جانا متعیّن ہے** کہ رویئتِ ہلال میں سستی عام ہوگئی ہے اور ظاہر الرّ وایت کی بنیاد باقی نہ رہی (میں کہتا ہوں کہ لوگ افقِ سماء کے بجائے ٹی وی، انٹرنیٹ کی اسکرینوں میں چاند دیکھنا چاہتے ہیں اور باطل حسابات کی طرف پلٹنا چاہتے ہیں تاکہ رویئتِ واجبہ کی زحمت سے نجات ملے۔ م ا ظ) وعن الامام انه يكتفى بشاهدين واختاره فى البحر حيث قال وينبغى العمل علىٰ هٰذه الرّواية فى زماننا الخوقال الشامى فانتفت علّت ظاهر الرواية فتعيّن الافتاء بالرّواية الاخرىٰ (الرّد مع الدّ رج ۲ص ۱۰۱)

اس اختلاف کی وجہ ہرگز یہ نہیں کہ حضرات احنافؒ آنحضور ﷺ کے اقوال و اعمالِ مرویّہ پر اجتہاد کو ترجیح دیتے ہیں اسلئے آپ ﷺ کے قول و عمل کے خلاف اپنے اجتہاد سے جمّ غفیر کی شرط لگاتے ہیں اور ایک یا دو کی شہادت کو رد کر دیتے ہیں اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجتہاد کو ترجیح نہیں دیتے ہیں اسلئے وہ آپ ﷺ کے قول و عمل کے مطابق چلتے ہوئے جمّ غفیر کی شرط نہیں لگاتے ہیں بلکہ اس اختلاف کی خاص وجہِ حقیقی یہ ہے کہ ایک یا دو عادل کی شہادت سے متعلق جو روایات (ہیں وہ بعض فقہاء کے نزدیک) ہیں وہ سب محتمل ہیں (اور) وہ غیر صحو کے ساتھ خاص ہونے کا احتمال رکھتی ہیں اور (ائمہ ثلٰثہؒ کے نزدیک یہ) صحو و غیر صحو دونوں حالتوں پر مشتمل ہو کر عام ہونے کا احتمال بھی رکھتی ہیں، چنانچہ ائمّہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ عام ہونے کے احتمال کو ترجیح دیتے ہیں اور احنافؒ ان کے خاص ہونے کے احتمال کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲) حضرات احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی وجہِ اجتہاد کی تقریر کے سلسلہ میں (بعضوں کی طرف سے ایک یا دو گواہوں کی گواہی کی تردید اور جمّ غفیر میں) یہ امکانِ کذب واتّہام والی جو بے جان حکمت بتائی گئی ہے وہ فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں موجود نہیں ہے وہ سراپا توجیہ الکلام بمالا یرضی بہ القائل کی قبیل سے ہے۔۔۔ کہ؛ حالتِ صحو میں ایک یا دو عادل کی شہادتِ رویئت، ظاہرِ حال کے خلاف ہوا کرتی ہے (اور ظاہرِ حال کا مطلب آسمان صاف ہو اور ایک یا دو کے علاوہ دوسرے دیکھنے والوں کو چاند نہ دِکھائی دے تو) شہادت کو غلط قرار دیا جائے گا '(تو معلوم ہوا کہ اس حکم کے اجتہاد کی وجہ یہ ''ظاہرِ حال'' ہے جو مذکور ہوا)' نہ کہ (شاہد کا) کذب یا (فقہاء کی طرف سے اس پر) تہمتِ کذب'' (لگنے کو سمجھنا)!

اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ غلط اور کذب میں کتنا عظیم فرق ہے؟ دیکھئے وجہِ مستند کے الفاظ اور حضرات (**فقھاء کاقول**)؛

فلايقبل خبر الواحد لانّ التفرّد من بين الجمّ الغفير بالرّوئية مع توجههم طالبين لماتوجّه هو اليه مع فرض عدم المانع وسلامة الابصار وان تفاوتت فى الحدّة ظاهر فى **غلطه** (درّ المختار ج۲ ص۱۰۰)

وفى الفتح قوله لانّ التفرّد بالرّوئية فى مثل هٰذه الحالة **يوهم الغلط** لايريد تفرّد الواحد والّا لافاد قبول الاثنين وهو منتف بل المراد تفرّد من لم يقع العلم بخبرهم من بين اضعافهم من الخلائق۔ (الفتح ص۲۵۲ ج۲)

الغرض؛ (حالتِ صحو میں شاہد کے عادل ہونے کے باوجود اس کی شہادت غلط مانے جانے پر شاہد کو جو حضرات) **امکانِ کذب وتھمتِ کذب** (کی غیر فقہی و غیر مستند اصطلاح) کے حوالہ سے (متّہم کرتے ہوئے نیو مون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت قواعد کے خلاف والی ۲۹ ویں کی شام کی گواہی کو اس سے مشروط اور رد کر دینے کی جو توجیہ پیش کرتے ہیں اس سے) احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی (جمِ غفیر کی) وجہِ اجتہاد کی ترجمانی صحیح نہیں ہوئی ہے اسلئے **احقر نے اس کو ایک بے جان حکمت سے موسوم کیا ھے** (کہ کوئی یہ کہے) کہ چونکہ (جمِ غفیر کی شرط ایک) وجہِ اختراعی (شرط) ہے (کہ شارعؑ سے یہ ثابت نہیں بلکہ یہ ایک اجتہادی شرط ہے) اسلئے (ظاہرِ احوال کے خلاف والی گواہی کو ''متہم بالکذب'' کی بنیاد پر احناف کی طرف سے) قیاس (کئے جانے کا کہنا) صحیح نہیں ہے، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ احنافؒ نے **اِتّھامِ کذب** سے نجات کے لئے جمّ غفیر کی

شرط بنائی ہے جو کہ ثابت (بھی) نہیں ہے اسی طرح (کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی احناف کی حالتِ صحو میں جمِّ غفیر والی شرط کی طرح اسے یہ شرعی مقام دے سکتا ہے کہ) ہم بھی اسی ''امکانِ کذب واتّہامِ کذب سے نجات کے لئے'' نیومون تھیوری کو شرط بناتے ہیں۔۱۲

نیز (اگر کوئی یہ کہے کہ) احناف رحمہم اللہ تعالیٰ (جو) ''ظاہرِ حال'' کی مخالفت کی وجہ سے شہادتِ واحد واثنین کو رد کرتے ہیں (اور چونکہ نیومون تھیوری کے امکانِ رویت کے قواعد اور ظاہرِ حال میں مماثلت ہے اسلئے ان قواعد کو جمِّ غفیر کے لئے بنیاد بنائے جاسکتے ہیں) تو (معلوم ہونا چاہیئے کہ) نیومون کی تھیوری بھی اگر ظاہرِ حال کی تعریف میں آتی تو اس کے ذریعہ سے بھی شہادت کو رد کی جاسکتی اور ایسے رد کرنے کو حنفی وجہِ اجتہاد کے اوپر قیاس کرنا (صحیح بھی) کہا جاتا لیکن فلکیات والوں کی نیومون تھیوری کجا کہ کوئی اور خود ان کے لئے بھی ظاہر نہیں ہے، کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی اور کچھ بکتا ہے۔ اسلئے بھی ان کی تھیوری کو احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی ''وجہِ اجتہاد'' پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔۱۲

(۳) حساب والوں کے حساب اور ''نیومون تھیوری کو عدالتِ شاہد کو پرکھنے میں معین ومددگار بنانا'' شاید جائز قرار دیا جاسکے لیکن'' استعانت کے عنوان پر اس کو رافع (برائے اتہامِ غلط یا کذب) وقائلِ شہادت (برائے ثبوتِ ہلال) نہیں بنائی جاسکتی''۔ یعنی ''یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ نیومون کی تھیوری وغیرہ کے برخلاف ہے اس لئے یہ شہادت مردود ہے اور شاہد عادل نہیں ہے'' (یا کہ نیومون تھیوری کا امکانِ رویت ہے اس لئے یہ شہادت قابلِ قبول ہے) وغیرہ! **کیونکہ شہادتِ عادل شرعاً ایک حجّتِ قطعیّہ ہے اور نیومون کی تھیوری اور تھیوری والوں کی تمام باتیں غیر ظاہر ہیں بلکہ دقائقِ فلکیات ہیں جو ظاہرِ حال کی تعریف میں نہیں آتی ہیں کیونکہ ظاہرِ حال ایسی حالت کو کہتے ہیں جس میں خاص وعام سب ہی کو کسی بات کا پتہ چلے۔ لہٰذا وہ کسی بھی حال میں حجّت کے درجہ میں نہیں آسکتی ہیں۔**

نیز رویئتِ ہلال کے مسئلے میں (فلکیاتی مفروضات اور اس کے امکانِ رویت قواعد کی) یہ باتیں بالکل

نامعتبر قرار دی گئی ہیں دیکھئے فقہائے اسلام کے الفاظ؛ بل ظاهر قوله عليه وسلم فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين " ينفى تعليق الحكم بالحساب اصلاً اذلو كان الحكم يعلم من ذٰلك لقال فاسئلوا اهل الحساب وقد رجع قوم الىٰ اهل التيسير فى ذٰلك **وهم الرّوافض ونقل عن بعض الفقهاء موافقتهم قال القاضيى فيهم ؛واجماع السلف الصالح حجّة عليهم وقال بن بزيزه هو مذهب باطل الخ (العينى ص۵۰ج۸)** وقدقال بالحساب **مطرّف** بن عبد الله من التّابعين وابو العبّاس بن سريج من الشافعيّة وابن قتيبة من المحدّثين ،**فقد قال ابن عبد البرّ لايصحّ عن مطرّف ..وقد نقل ابن خويز منداد عن الشافعیؒ مسئلة بن سريج والمعروف عن الشافعیؒ ماعليه الجمهور واماّ ابن قتيسبة فليس هو ممّن يعرج عليه فى مثل هذا الخ** (فتح البارى ص۲۱۵ ج۴). ولاعبرة بقول الموقّتين ولو عدولا على المذهب ولايعتبر قولهم بالاجماع ولايجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه وفى النّهر فلايلزم بقول الموقّتين ؛انّ الهلال يكون فى السماء ليلة كذاوان كانوا عدولا فى الصحيح كمافى الايضاح ..انّ الشهادة نزّلها الشارع منزلة اليقين وماقاله السبكى مردود ردّه عليه جماعة من المتاخّرين ...انّ الشارع لم يعتمد الحساب بل الغاه بالكلّيّة الخ(الدر وردّ المحتار ص۱۰۰ ج۲)۔

(۴) احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے کہ اس دن صحو کی حالت ہو تو ایک یا دو عادل کی شہادت کو رد کردی جائے گی لیکن نیومون کی تھیوری کی بنیاد پر نہیں بلکہ خلافِ ظاہر ہونے کی بنیاد پر۔ اور غیر صحو کی حالت ہو تو شہادت کو مانی جائے گی اور حساب والوں کی تھیوری بہرحال بیکار شئے ہے۔ اور دوسرے ائمہ ثلٰثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہرحال شہادت ہی کو مانی جائے گی اور نیومون تھیوری وغیرہ بہرحال لغوِ محض ہے کما ہو مسطور فی زبر القوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

المجیب ابوظفر عفا اللہ عنہ ۱۵۔۷۔۱۴۳۰ھ، ۸۔۷۔۲۰۰۹ء (بروز چہارشنبہ)

(**تین فتاویٰ۔1**) مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے تین فتاویٰ

آپؒ فرماتے ہیں: **رویتِ ہلال میں ریاضی اور اہلِ حساب وسائنس کے قواعد** (فلکیات کی مفروضہ نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت حسابات) **کو بنیاد**

بنانادرست نهیں ،محض قواعدِ ریاضیہ پر بناء کر کے تاریخ کی تعیین کا قطعی حکم لگا دینا جائز نہیں، یہ اس لئے کہ،**اوّلاً مقدماتِ ریاضیه هی مخدوش هیں** ،مگر پھر بھی **اسے بالکل صحیح بھی مان لیاجائے تب بھی شریعتِ مطھرہ نے ان کابالکل اعتبارنھیں کیانحن امة امیة والی حدیث پاک فلکیاتی علوم کی نفی کررھی ھے** (کیلنڈر وجنتری کے شرعی احکام ص۴۹)

(**فتویٰ۔ 2**) قال حكيم الامة رحمه اللهتعالى :ومن ههناعلم ان استعمال الحساب الشمسى فى المكاتبات والمخاطبات والمعاملات وان كان جائزا فلاريب انه خلاف الاولى لكونه خلاف سنة رسول الله ﷺ وسنة اصحابه والسلف الصالحين............ الخ (احكام القرآن ص ۱۹۷ ج ۱) واللہ سبحانہ وتعالی اعلم، (عربی لمبی عبارت کا ترجمہ جو احسن الفتاویٰ ج ۸ کے اسی جواب میں یہاں ہے) **حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا**؛ انگریزی (شمسی تاریخ) کے حساب کا استعمال اگرچہ مکاتب اور خطوط اور معاملات میں جائز ہے مگر اس میں شک نہیں کہ یہ **خلافِ اولیٰ** ہے کیونکہ یہ سنت اور صحابہ کرام وسلفِ صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے نیز جب احکامِ شرعیہ اور دینی عبادات کا مدار قمری حساب پر ہے تو اس کی حفاظت اور اس کا ستعمال فرض کفایہ ہے اور اس کے استعمال کے سب سے اچھے اور آسان طریقے یہ ہیں کہ اسے مکاتب ،مدارس میں رجسٹروں میں ہر روز کی تاریخ ،تعطیلات، تاریخی سائن بورڈز) روز مرّہ کے معاملات (گھرونی حسابات وغیرہ) اور مکتوبات (خطوط، کتابوں کی کتابت کی تاریخیں وغیرہ) میں استعمال کیا جائے اور یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ فرضِ کفایہ پر عمل کرنا عبادت ہے اور جو طریقے اسکی حفاظت کے اختیار کئے جائیں وہ بھی عبادت ہے۔

پس قمری حساب کا استعمال مطلوبِ شرعی ہے اور مسلمانوں سے یہ بات بعید ہے کہ وہ مطلوبِ شرعی کو چھوڑ دے اور اس شمشی حساب (انگریزی تاریخ) کو استعمال کرے جو شرعی قمری تاریخ کے بالکل خلاف ہے اور یہ ایک مسلمان سے بہت ہی بعید ہے کہ وہ اس ضدِ شرعی کو استعمال کرے جیسے کہ

اس زمانہ میں اکثر مسلمانوں کی عادت ہوگئی ہے بلکہ اکثر علماء بھی نصاریٰ کی حرکتوں پر ان سے خلاف کے دعوی کے باوجود اس میں ملوّث اور ان کے دل نصرانیت کی محبت (یعنی کلیۃ انگریزی تاریخ کو اختیار کر لینے) سے بھرپور نظر آتے ہیں، پس اللہ ہی سے مدد کا طلب گار ہوں جو دلوں کو ان عیوب کی طرف مائل ہونے سے پھیر دے جو گناہوں کو سکھاتا ہے۔اھ

مذکورہ فتویٰ حضرت لُدھیانویؒ نے ایک استفتاء کے اپنے جواب کی تائید میں بھی بیان فرمایا جسمیں موصوفؒ فرماتے ہیں؛ مکاتبات ومخاطبات، عام بول چال اور دیگر امور میں انگریزی تاریخ کا استعمال بلاضرورتِ شدیدہ قبیح وشنیع ہے، اسمیں عیسائیوں کے نظریۂ باطلہ کی تائید کا شائبہ اور ان کو خوش کرنے کا مفسدہ پایا جاتا ہے، انگریزی تاریخ کی ابتداء حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء سے ہوئی ہے جبکہ عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا تھا، اس سے اس تاریخ کی ابتداء ہوئی ہے ۔(یہاں سے آگے آپؒ نے احکام القرآن ص ۱۹۷ ج اوّل سے حضرت تھانویؒ کی مذکورہ عبارت کا حوالہ دیکر اپنے فتوے کو مزید مؤکد فرمایا ہے احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۲۴۵/۲۴۶) اھ

(**فتویٰ ۔ 3**) حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں؛ آج کل بہت سے قرآن مجید کے دشمن، دوست نما پیدا ہوئے ہیں جو قرآن مجید سے سائنس کے مسائل درجہ ''دلالت'' میں ثابت کرتے ہیں، یہ سخت دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں، وہ تو فخر کے طور پر کہتے ہیں کہ جو مسئلہ اہل یورپ اور سائنس والوں نے آج سمجھا ہے، وہ قرآن مجید میں تیرہ سو برس پہلے محمد ﷺ کی زبان مبارک سے نکل چکا ہے، لیکن فی الواقع:

دوستی بے خرد چوں دشمنی ست　　　حق تعالی زیں چنیں خدمت غنی ست

خدا کو اور خدا کے کلام کو اس خیر خواہی کی ضرورت نہیں، یاد رکھو! اس مسلک میں کئی طرح کی دشمنی ہے اور مولوی لوگ ان مسائل کی تحقیق اور قرآن مجید کے ساتھ زبردستی چسپاں ہوسکنے کی تقریر سے بے خبر نہیں ہیں۔اھ (بحوالہ: ختم نبوت رسالہ الباب لالی الباب ملحقہ مواحذ حدود وقیود۔ص ۲۵۱، حضرت تھانویؒ)

خلاصه کلام؛ قارئین کے سامنے فلکیاتی حسابات کی بنیاد پر شرعاً رویتِ ہلال کی گواہی کے رد کئے جانے کا واضح بطلان کلام اللہ اور احادیثِ رسول ﷺ واہلِ سنت والجماعت کے دیوبندی بریلوی خاص کر فاضلِ بریلی ودیوبند کے فتاویٰ سے بھی واضح ہو چکا، نیز مجدّدِ زمانہ حضرت تھانویؒ کے مذکورہ دو فتاویٰ بھی سامنے آچکے! پہلے فتوے میں **آپؒ نے نیومون تھیوری اور اسکے امکانِ رویت قواعد کی بنیاد ھی کو مخدوش قراردیا** اور ایک اور خاص بات یہ بھی ذکر

فرمائی کہ ''**اس حساب کو یقینی مان بھی لیں تب بھی اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں!** جبکہ دوسرے فتوے میں (جسے مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے خود کے فتوے کی تائید میں بھی نقل کیا ہے اور روزمرّہ کی تاریخ کے استعمال کے ضمن میں یونانی رومن، گیری گورین یا شمسی کیلنڈر تاریخ کو) آپ نے ''انگریزی حساب'' کہکر اسکے بجائے ''اسلامی تاریخ'' کے روزمرّہ استعمال کی فضیلت بمقابلہ ''نقلِ اہل کتاب'' کو بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو اسلامی طریقہ اختیار کرنے کی دونوں بزرگوں نے تاکید فرمائی (اس میں یہود ونصاریٰ کی اپنی مذہبی قمری تاریخ کے طریقے کی نیومون تھیوری اور اس کا امکانِ رویت حساب'' بھی شامل ہے اسکی برائی بطریقِ اولیٰ شامل ہے اور جسے اختیار کرنے کی دوڑ میں ہم اپنے ایمانی فریضہ کو بھلا چکے!)، اور تیسری جگہ آپؒ نے (الشمس والقمر بحسبان، والقمر قدرناہ منازل وغیرہ کے مثل) قرآنی آیات کو سائنس کے ثبوت میں لانے کو قرآن واسلام سے دشمنی کے مترادف گردان کر خدا کو ایسی دوست نما دشمنی ضرورت نہیں بتلایا۔

الحاصل؛ ہم روافض شیعہ واہلِ کتاب کے برخلاف آپ ﷺ وصحابہؓ والے اپنے اسلاف کے طریقہ پر ہونے کی دوہائی تو دیتے رہتے ہیں اور رفض ومبغوض کے اس طریقۂ حساب پر اپنی سنّیت، حنفیت، دیوبندیت، تھانویت، سلفیّت، غیر مقلدیّت یا رضاخانیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں تو یقیناً ہم حسابی تو ہوئے مگر سنّیت ودیگر دعووں میں ہمیں اپنے صحیح تعارف کے تعیّن میں صاحبِ شریعت ﷺ اور صحابہؓ کے طریقہ پر چلنے کی اللہ سے دعائے ہدایت کے ساتھ ہمّت وکوشش بھی کرنی چاہیئے

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضّالّین (آمین)

> نبی کریم ﷺ کی ہر بات ودینی احکام کا تعلّق ختمِ نبوّت کے عقیدہ سے ہے۔ اہلِ ایمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے ''ایمان بالغیب'' کے دعوے کی حدود کو غیر دینی نظریات سے محفوظ رکھے اور صاحبِ شریعت ﷺ کی حدیثِ پاک من تشبّہ بقوم فھو منھم کو مدِّنظر رکھ کر ماقبل اسلام کے جو احکامات آپ ﷺ نے باقی رکھے ان کے علاوہ کو اختیار نہ کرے۔

باسمہ تعالیٰ

حزب العلماء یوکے اور اس کی خدمات

اللہ کا شکر واحسان ہے کہ .The society of Muslim Scholar in u.k (حزب العلماء یوکے) اور Central MoonSighting Committee Of Great Britain مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۴ء سے لیکر آج تک یہ دونوں ادارے مسلمانوں کی شاندار اور یادگار خدمات انجام دیرہے ہیں بلا شبہ برطانیہ کے مسلمانوں کی بعض دینی ایسی مشکلات جن سے وہ عجیب انتشار وافتراق کا شکار تھے ان پیچیدہ مسائل حل کرنے میں الحمدللہ حزب العلماء یوکے نے نہایت اہم رول ادا کیا۔

مثلاً نصّ ثبوتِ رویتِ ہلال کے متعلق مضامین ومسائل پمفلیٹس، کتابچوں کے علاوہ دیگر مسائل پمفلیٹس اردو، انگلیش وگجراتی میں شائع کئے گئے، نیز فجر وعشاء کے اوقات کے سال بھر کے مشاہدات کرکے امت کے سامنے پیش کئے گئے جن کے متعلق تین کتب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' اردو میں اور انگلیش میں

Salat Times & Qiblah Guide V 1,2,3 ***(Fajar and Isha Times & Twilight-1/ Salat Times & Qiblah Guide for larg City-2/Urdoo Maloomat-3)***

شائع کی جس میں عالمی تجربات ومشاہدات اور پچھلے اور موجودہ زمانہ کے چوٹی کے مسلم غیر مسلم اہلِ فن وعلمائے دین کی برسوں پر محیط تحقیق کے حوالوں سے ثابت کیا گیا کہ صبح صادق اور عشاء کے اوقات کیلئے زیرِ افق کے ۱۲، ۱۵ یا ۱۸ وغیرہ درجات کی تخصیص غلط ہے، جبکہ حصہ دوم Salat times میں برطانیہ کے اکثر شہروں کیلئے پنج وقتہ نمازوں اور طلوع آفتاب کے اوقات کے ساتھ ساتھ ان جگہوں کے قبلہ کی گائڈلائن بھی بیان کی گئی ہے، ساتھ ہی ''مذہبی علامات اور میوزک کا فلسفہ'' نامی کتاب اردو وگجراتی زبان میں شائع ہوکر آرہی ہیں۔ ان کے علاوہ حلال ذبیحہ کی پریشانیاں۔ شیطانِک وَرسیز کے خلاف تاریخی تحریک۔ قادیانیت کے فتنہ کے خلاف مسلمانوں کو آگاہی، طلاق وخلع کے بارے میں شرعی پنچایت کا قیام، بوسنیا۔ کوسووو۔ وغیرہ مظلوم مسلمانوں کا تعاون وغیرہ وغیرہ تمام اہم امور، الجھنوں وانتشار کے موقعہ پر الحمدللہ حزب العلماء یوکے نے قائدانہ کام کیا ہے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حزب العلماء یوکے نے www.hizbululama.org.uk کے نام سے ویب سائٹ کے ذریعہ اپنی خدمات کو مزید آگے بڑھایا ہے جس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

سعودی عرب کے چاند کے اعلان پر عمل کرنا جائز ہے۔

(دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ)

(اِن فتاویٰ کے تفصیلی سوال وجواب ہماری کتاب ''ثبوتِ ہلال، نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ'' میں ملاحظہ فرمائیں)

(۱) مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی رفیع احمد عثمانی حفظہ اللہ کا مولوی یعقوب قاسمی کاوی (ڈیوزبری، یوکے) کے مورخہ 10.01.2001 کے سوال کا جوابی فتویٰ

(مفصل سوال وجواب ہماری کتاب ثبوتِ ہلال، نیومون تھیوری اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ میں پڑھیں)

الجواب؛ حامداً ومصلیا۔۔رؤیتِ ہلال سے متعلق آپ کا استفتاء موصول ہوا، جس میں سعودی عرب کے نظامِ رؤیت پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔۔۔استفتاء کے مندرجات کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ سعودی عرب میں رؤیت کے مسئلہ میں فلکی قواعد کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، جسکے نتیجہ میں مختلف قسم کی خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً؛۔ ا(لف): ولادتِ ہلال سے قبل رؤیت ہلال کا اعلان کرنا، (ب): رمضان کی ابتداء شک کے روز اور بعض دفعہ اس سے بھی پہلے ہوجانا وغیرہ۔۔گویا کہ آنجناب کی رائے یہ ہے کہ رؤیت ہلال کے باب میں حساب فلکی کا اعتبار ہونا چاہئے، اور سعودی حکومت کیلئے اسکا لحاظ رکھنا چاہئے۔اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ عبارات فقہ پر غور کرنے سے یہ بات واضح طور سامنے آئی ہے کہ **رؤیتِ ہلال کے مسئلہ میں حسابِ فلکی کا بالکل اعتبار نہیں، یعنی نہ اس کی بنیاد پر رؤیت ثابت ہوسکتی ہے اور نہ اس کی نفی ہوسکتی ہے۔حسابِ فلکی رؤیت کے باب میں کوئی شرعی ذریعہ نہیں ۔۔۔اس تفصیل سے سعودی عرب والوں پر حساب فلکی کے قواعد کو نظر انداز کرنے کا جو اعتراض تھا، اور یہ کہ ان قواعد کو نظر انداز کرنے سے مختلف قسم کی خرابیاں لازم آتی ہیں، یہ سارے اعتراضات رفع ہوگئے، کیوں کہ سب کا منشاء حسابِ فلکی پر مدار رکھنا ہے۔**

نتیجۂ بحث یہ کہ **سعودی عرب والے اگر ''شہادتِ شرعیہ'' کی بنیاد پر رمضان اور عیدین کا فیصلہ کرتے ہیں، تو یہ درست ہے، اگرچہ نصابِ شہادت ان کے فقہی مذہب کے مطابق ہو، اور حسابِ فلکی کے خلاف ہو۔۔۔اس صورت میں برطانیہ یا امریکہ کے رہنے والے اس کے مطابق عمل کرسکتے ہیں۔۔۔** (نوٹ): آنجناب نے تحریر فرمایا کہ ''سعودی عرب کا رمضان وعیدین کے

تعین کا فیصلہ چاند کی بصری رؤیت پر نہیں ، بلکہ حسابِ فلکی کے مطابق غیر مرئی (نہ دیکھے جانے والے) چاند پر ہوتا ہے الخ۔۔۔'' یہ قول آنجناب کے خط میں شروع میں ذکر کردہ اعتراضات کے معارض اور مناقص ہے، کیوں کہ **ان اعتراضات کا حاصل یہی ہے کہ سعودی عرب والے حسابِ فلکی کو نظر انداز کرتے ہیں، اور وہ حساب فلکی کا رمضان اور عیدین کے چاند میں بالکل لحاظ نہیں رکھتے۔** واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) عصمۃ اللہ عصمہ اللہ الجواب صحیح ؛۔(مفتی) محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی (۲ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ)۔

(۲) حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کا فتویٰ۔ویکفِلڈ، یارکشائر، یوکے سے مولانا اسلام علی شاہ صاحب حفظہ اللہ **کے سوال کے جواب میں فتویٰ**

جامعہ خیر المدارس ،ملتان، پاکستان'' کی مورخہ ۱۴۔۶۔۱۴۲۴ھ کی تحریر جس میں لکھا گیا ہے کہ'' سعودیہ میں رمضان وعیدین اور حج کیلئے گرینوِچ کے مطابق بیس سال کے کیلنڈر پر عمل کیا جاتا ہے۔۔اس لئے سعودیہ پر عمل کرنا اپنی عبادات کو ضائع کرنا ہے۔۔اور **مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے** کے ضمن میں صحیح صورتِ حال معلوم کرنے کیلئے جمعیۃ العلماء برطانیہ کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت مولانا اسلام علی شاہ صاحب حفظہ اللہ نے مفتی محمد اعجاز صاحب دارالعلوم کراچی کو (بمع مذکورہ تحریر) لکھا کہ کیا حضرت مفتی تقی صاحب حفظہ اللہ کی یہی رائے ہے؟ تو یہ جواب آیا؛

(سوال کا الجواب) حامداًومصلّیاً۔۔ منسلکہ فتویٰ میں جو رائے حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ ہرگز ان کی رائے نہیں، بلکہ حضرت مدظلہ کی رائے وہی ہے جو یہاں سے جاری ہونے والے فتویٰ میں ذکر کی گئی ہے۔ نیز ہماری معلومات کے مطابق سعودی عربیہ میں گرین وِچ کے حساب سے بنایا گیا کیلنڈر (ام القریٰ) صرف دفتری امور کیلئے ہے، شرعی احکام جیسے رمضان المبارک وعیدین وغیرہ (کی ابتداء وانتہاء) کے لئے چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس لئے ان کی رؤیت پر علی الاطلاق اعتماد نہ کرنا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) اعجاز احمد غفرلہ، دارالافتاء دارالعلوم کراچی (۴۔۱۲۔۱۴۲۶ھ) الجواب صحیح؛ بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ (۵۔۱۲۔۱۴۲۶ھ)

(۳) حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کا فتویٰ۔ گلاسگو سے الحاج غلام علی صاحب کے ۴،۴،۲۰۰۶ء کے سوال کے جواب میں فتویٰ

(سوال کا جواب) حامداًومصلّیاً۔۔آپ کے سوال میں **فلکی** حسابات کی رو سے **سعودی حکومت کی رؤیتِ**

ہلال کے اعلانات بعض مرتبہ قابلِ اشکال ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان کی طرف سے ایسے وقت میں بھی رویئتِ ہلال کا اعلان ہوتا ہے جب فلکی حسابات کی رو سے وہاں رویئت ممکن ہی نہیں ہوتی جس کی مثالیں وثبوت آپ نے دیئے۔۔۔علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت کا قول یہ ہے کہ فلکی حسابات کا اعتبار نہیں اور ایسی صورت میں رویئت کی گواہی معتبر مانی جائے گی۔ چنانچہ اس موضوع پر حضرت اقدس مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کے دستخط سے تفصیلی فتویٰ جامعہ کی طرف سے جاری ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چاروں مذاہب کے جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شہادت اور فلکی حسابات میں تضاد کی صورت میں شہادت یعنی گواہی کا اعتبار ہوگا اور فلکی حسابات کو معتبر نہیں سمجھا جائے گا (رجسٹر نقل فتاویٰ ۴۶۱/۶/۷۶، ۴۶۱/۸۵)

(۴) حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب حفظہ اللہ کا جرمنی سے محمد اشرف قریشی صاحب کے مور خہ ۲ مارچ ۲۰۰۱ء کے سوال کے جواب میں فتویٰ

(سوال کا جواب) حامداً ومصلّیاً۔ سعودی عرب کے اعلان کے مطابق جو حضرات عمل کرتے ہیں اس کی شرعاً گنجائش ہے، کیوں کہ سعودی حکومت کا کہنا یہی ہے کہ ان کے یہاں رویتِ ہلال کا فیصلہ "خالص" شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے، اور رویت کے مطابق ہوتا ہے، فلکی حسابات کی بنیاد پر نہیں، اگرچہ سعودی حکومت کے اس اعلان کی صداقت پر بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں، لیکن اس اعلان کی تکذیب کی بھی کوئی "شرعی دلیل" موجود نہیں، بہت سے حضرات کو سعودی عرب کے اعلان پر اس وجہ سے اطمینان نہیں ہوتا کہ ان کا کہنا ہے کہ بسا اوقات سعودی حکومت کا اعلان فلکی حسابات کے خلاف ہوا ہے، یعنی رویتِ ہلال کا فیصلہ ایسے وقت کر دیا گیا، جبکہ سعودی عرب میں فلکی حسابات کی رو سے رویت ممکن ہی نہیں تھی۔ لیکن شریعت میں چونکہ رویت کا مدار شرعی ضابطہ شہادت پر ہے اور فلکی حسابات پر مدار نہیں ہے اسلئے اہل جرمنی اگر سعودی عرب کے فیصلہ پر عمل کرلیں تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ جہاں تک محکمہ موسمیات کا معاملہ ہے تو ان کا فیصلہ تو شرعاً معتبر نہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔۔(برطانیہ میں) علماء دین اور عوام کی اکثریت سعودی اعلان پر عمل کرتی ہے۔۔چونکہ سعودی عرب میں عیدالاضحیٰ ۵/مارچ کو ہو رہی ہے تو سعودی اعلان (پر) اہل جرمنی کو (بھی) عمل کرنے کی "پوری گنجائش" ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ: (مفتی) محمد رفیع عثمانی مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی (۶/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ)۔

سائنس کا انکار "منصوص احکام" کے حوالہ سے یا انسان کی دنیوی ضروریات کے حوالہ سے؟ سائنس سے انکار کے نام پر علمائے دین کی ہجو کے ذریعہ "اسلامی احکام" کی بیخ کنی تحریک

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: (یسئلونک عن الاھلّۃ) 'لوگ آپ ﷺ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ **اس کا گھٹنا اور بڑھنا لوگوں کے کاروبار اور حج کے اوقات کے لئے ہے**"۔ اس آیت میں وجہ اور علت نہیں بیان کی گئی بلکہ حکمت بتلا دی گئی، **یہ تو دنیوی فائدہ ہے اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، یہ دینی نفع ہے**، "علت کو چھوڑ کر حکمت بتلانے میں اس پر تنبیہ کر دی گئی ہے کہ **علت کا دریافت کرنا فضول ہے" حکمت کو معلوم کرنا چاہیئے**، بڑے ظلم کی بات ہے کہ **حکام ظاہری (بادشاہ وغیرہ) کے قانون میں تو مسائل سائنس کو تلاش نہ کیا جائے اور خدا تعالیٰ کے قانون میں ان تمام باتوں کو تلاش کیا جائے**۔ ثابت ہوا کہ **جغرافیہ وغیرہ مقصود نہیں ہیں**، البتہ اگر ان کا ذکر ہوگا تو تبعاً ہوگا،، چنانچہ سائنس وغیرہ کے متعلق جو گفتگو ہے وہ اس قدر کہ یہ سب مصنوعات ہیں اور **ہر مصنوع کے لئے ایک صانع کی ضرورت ہے**، سو اس استدلال کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ **ان چیزوں کی حقیقت بھی دریافت ہو جائے** بلکہ مجملاً ان کا علم ہونا کافی ہے، **ان مسائل کو موقوف علیہ کہنا مضر ہے**، راز اس میں یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مقدمات بدلیل کے یا نظری ہوتے ہیں یا بدیہی اور نظری کا مرجع مقدمات بدیہیہ مسلمہ ہوں گے، **جب یہ سمجھ میں آگیا تو سمجھو کہ قرآن "ھدیً للناس" ہے اور "ھدی لّلمتقین" ہے** (ضرورۃ العلم بالدین ملحقہ مواعظ دین و دنیا ص ۲۴۸)۔

اب میں **نوتعلیم یافتہ جماعت** کی ایک غلطی پر متنبہ کرنا چاہتو ہوں، کہ شریعت میں جو علم کی فضیلت وارد ہے، اس میں **علم سائنس وعلم معاشیات وغیرہ داخل نہیں بلکہ علوم احکام مراد ہیں** جو قرآن وحدیث وفقہ میں منحصر ہے، بعض احادیث ونصوص میں جو علم کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے تو اس مطلق سے یہ مقید ہی مراد ہے، اس سے ایسا عموم سمجھنا جس میں سائنس وغیرہ سب داخل ہو جائیں ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ تعلیم حاصل کرو، اس کا مطلب بیان کیا جائے کہ بیت الخلاء صاف کرنا بھی سیکھو، ہر چند کہ یہ بھی تعلیم کا ایک شعبہ ہے مگر عرفاً تعلیم حاصل کرنے سے ہرگز ہرگز کوئی شخص یہ نہ سمجھے گا کہ بیت الخلاء صاف کرنے کی تعلیم مراد ہے، **پس اسی طرح قرآن اور حدیث میں جو علم کی فضیلت مذکور ہوئی ہے، اس علم میں سائنس وغیرہ داخل نہیں**، بلکہ **یہ علم** (سائنس) **بمقابلہ علمِ احکام** (دین) کے **بحکم جہل** ہے،

دیکھئے قرآن میں یہود کے علم کے متعلق "لقد علموا" فرمایا۔ اس سے ان کا عالم ہونا ظاہر کیا، اس کے بعد "لو کانوا یعلمون" فرمایا، جس میں انہی سے علم کی نفی فرماتے ہیں، تو یہاں **نفی علم سے مراد "علم مع العمل" کی نفی ہے**۔ پس معلوم ہوا کہ **شریعت میں جہاں علم کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں علم سے وہ علم مراد ہے جس کو "عمل میں بھی دخل"** ہو، بلکہ اس کے

ساتھ عمل موجود بھی ہو، پس ''بتلایئے کہ سائنس کو عمل شرعی میں کیا دخل ہے؟'' جو اس کو اطلاق شرع میں داخل کیا جائے؟
دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ''ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم۔'' پس اس سے روز روشن کی طرح ظاہر اور واضح ہوگیا کہ **شریعت میں علم سے مراد علم دینار اور درہم نہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کو علوم ذرائع کسب بھی عطاء فرمائے تھے مگر حضور ﷺ نے نہ ان کو علم سے تعبیر فرمایا اور نہ ان میں وراثت جاری ہوئی** ، جیسا داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھلایا اور ان کے ہاتھوں میں لوہے کو موم بنادیا گیا۔ (علوم العباد من علوم الرشاد ملحقہ مواعظ حقوق وفرائض ص ۱۴۳)

سائنس اور اسلام

اسلام نے سائنس سے انسانی حیات کی بھلائی کے فوائد حاصل کرنے سے قطعاً منع نہیں کیا اور نہ ہی علمائے دین نے کبھی منع کیا، **علمائے دین کی طرف ایسی باتیں دین میں بگاڑ پیدا کرنیوالے ہی اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے منسوب کرتے ہیں تاکہ وہ اُنپر اسطرح دباؤ ڈال کر دین کو اپنی مرضیات کے تابع کرے،** اسلام نے انسان کو دینی معاملات چھوڑ کر اُس کی دنیوی مصلحتوں کو اُسی کے تابع رکھا ہے مثلاً ''آپ ﷺ نے ایک مرتبہ کھجور کے پودے مجرّب طریقہ کے برخلاف کاشت کروائے جس سے پھل نہ آئے اسپر آپ ﷺ نے بعد میں صحابہؓ کو اُنکے اپنے تجربات پر بونے کو کہا اور فرمایا؛ کہ تم اپنی دنیوی ضروریات مجھ سے بہتر طور پر جانتے ہو، جب میں اپنی رائے سے کوئی بات کہوں اور اسمیں نقصان ہو تو یہ ایک انسانی چُوک ہے کہ میں بھی انسان ہوں **اور جب میں کسی دینی کام کا حکم کروں تو اُسپر ضرور عمل کرو**''۔

مذکورہ مفہوم کی احادیث مسلم شریف کتاب الفضائل کے اس باب سے ملاحظہ ہو (باب وجوب امتثال ما قاله شرعاً، دون ماذکرہ ﷺ من معایش الدنیا ،علیٰ سبیل الرئی) حدیث:(۱) عن موسیٰ بن طلحة، عن ابیه قال: مررت مع رسول اللہ ﷺ بقوم علی رئوس النّخل، فقال: مایصنع ھئولاء؟) قالوا: یُلقّحونه، یجعلون الذکر فی الاُنثیٰ فتلقح ،فقال رسول اللہ ﷺ ماأظنّ یُغنی ذٰلک شیئاًقال: فأُخبروا بذٰلک فترکوہ، فأُخبر رسول اللہ ﷺ بذٰلک فقال: ان کان ینفعھم ذٰلک فلیصنعوہ، فإنی انما ظننت ظناً، فلاتئوا خِذونی بالظّنِ، ولکن اذا حدّثتکم عن اللہ شیئاً فخُذوا به، فإنیّ لنا کذِّب علی اللہ عزّوجلّ (مسلم)

تمّت بالخیر

اللہ کے فضل وکرم سے ثبوتِ ہلال کے لئے شرعی ۲۹ ویں کی شام رویتِ ہلال کو نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویئت حسابات سے شرعاً مشروط نہ کئے جانے کی تفصیل وفتاویٰ الحمدللہ قارئین کے سامنے آئے، اللہ قبول فرمائے آمین
وآخر دعوانا ان الحمدللہ ربِّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله الکریم وعلیٰ آله واصحٰبه اجمعین ومن تبعه الیٰ یوم الدین

مولوی یعقوب احمد مفتاحی
ناظم حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ ۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ، ۳ جولائی ۲۰۰۹ء

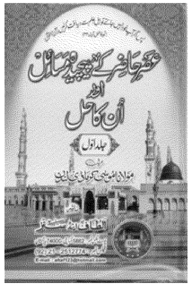

خوشخبر

برطانیہ میں حرمین شریفین سعودیہ عربیہ کی رویتِ ہلال کے فیصلے کے پس وپیش منظر کے حوالہ سے حضرت مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب کی مرتب کردہ اردو کتاب ''برطانیہ میں رویتِ ہلال کا تاریخی پس منظر'' کا انگلیش ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

Our latast English books

(1)``***The Shara`ee Moon Sighting, Salat Times & Astronomical facts***``(3 Chapters about Moon Sighting & Salat Times). The Fatawa by Deobandi,Barelvi Mufti Scholers,
(2) ``***Hilal Judgment on Moon Sighting According to Sharia`h,***``(The History of Astronomy & The Latest Researh).
Both are avalable on our website
www.hizbululama.org.uk

کتاب کے لئے پتے

(1) Hizbul Ulama UK
info@hizbululama.org.uk / Tel: (+44) 07866 464 040
(2) Jamiatul Ulama Britain (Bradford)Haji Qamre Aalem
Tel:(+44) 07957 205 726 / Email:Qamre@aol.com

Published by:

Central Moon-Sighting Committee of Great Britain
(Hizbul Ulama UK, Darul Uloom Bury, Jamiatul Ulama Britain)
Email: info@hizbululama.org.uk / www.hizbululama.org.uk